(۱) ابتدائیہ

ڈاکٹر سیّد مبین اختر

(۱.۱) طبع اوّل (جنسی صحت)

20 جنوری 1991ء

ایک مسلمان کیلئے قرآن اور حدیث زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کرتے ہیں۔ صحیح مسلمان وہی ہے جس نے قرآن وحدیث کو پڑھا، ان کو سمجھا اور پھر اپنی زندگی میں ان پر عمل کیا۔ انسانوں کے آپس کے تعلقات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں مکمل رہنمائی دی ہے۔ اسلام کے اخلاقی اصول مثالی ہیں بلکہ حکومت کا قیام بھی انسانوں کی بھلائی کیلئے ہی ہے۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان سب حکومتوں کے خلاف جہاد کریں جو اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب کے مطابق نہ ہوں۔ یہ جہاد اس وقت تک ہوگا جب تک تمام دنیا میں انسانوں پر ظلم بند نہیں ہوجاتا۔ اور انسان کا انسان سے رشتہ صرف اللہ کے بتائے ہوئے انصاف پر استوار نہیں ہوجاتا۔

انسانی رشتوں میں سب سے زیادہ اہم رشتہ میاں بیوی کا ہے۔ یہی وہ جوڑا ہے جہاں سے افزائش نسل ہوتی ہے اور جہاں آئندہ نسلوں کی تعلیم وتربیت ہوتی ہے۔ چنانچہ اس رشتے کیلئے بھی شارعؑ نے بہت سی مفید باتیں بتائی ہیں۔ لیکن ہماری یہ بدقسمتی ہے کہ ہمارے واعظین، مبلّغین اور مصنّفین زندگی کے اس پہلو پر شرم کی وجہ سے شاذ ونادر ہی کوئی روشنی ڈالتے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ فریضہ میرے جیسے مسلمانوں ہی پر عائد ہوتا ہے جو اسلام کا علم رکھنے کے ساتھ ساتھ ماہر طب اور ماہر نفسیات بھی ہیں۔ مجھے اکثر اوقات ایسے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جو غلط فہمی اور اسلامی اصولوں سے نابلد ہونے کی وجہ سے

احساس جرم اور پریشانی میں مبتلا رہتے ہیں۔ نیم حکیم اور جعلی ڈاکٹر قسم کے لوگوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیاں اتنی زیادہ ہیں کہ صحت مند لوگ بھی اپنی صحت کی طرف سے شدید پریشان رہتے ہیں۔ اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو غیر شادی شدہ ہیں اور وہ بھی جو شادی شدہ اور صاحبِ اولاد ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک عام فرد کو نہ گھر میں، نہ اسکول اور کالج میں ان باتوں کی تعلیم دی جاتی ہے، اور نہ ہی قرآن اور حدیث کی طرف رہنمائی کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اچھی کتابوں کی شدید قلت ہے اور جو ایک آدھ چھپتی بھی ہیں تو لوگ اسے پڑھتے ہوئے شرماتے ہیں۔ کم از کم قرآن، حدیث اور فقہ کو پڑھتے ہوئے ہمیں کوئی شرم نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ یہ ایک بڑا گناہ ہے کہ ہم خود بھی اللہ کی کتاب کے کچھ حصے اپنے اوپر ممنوع کرلیں اور دوسروں کو بھی انہیں پڑھنے سے روکیں۔ بنی اسرائیل کے علماء کا یہ ہی سب سے زیادہ سنگین جرم تھا کہ وہ اللہ کی کتاب پوری کی پوری لوگوں کے سامنے نہیں رکھتے تھے بلکہ کچھ حصے چھپاتے تھے۔ ہم نے یہ کتاب قرآن وحدیث اور فقہ سے مرتب کی ہے۔ اس میں وہ حصے بھی موجود ہیں جو شادی شدہ مردوں اور عورتوں سے متعلق ہیں اور وہ بھی جو غیر شادی شدہ لڑکوں اور لڑکیوں کے مسائل سے متعلق ہیں۔ ان اصولوں کے ذریعے آپ اپنی صحت بھی قائم رکھ سکتے ہیں اور اپنی ازدواجی زندگی کو بھی پر لطف اور خوشگوار بنا سکتے ہیں۔ ان اصولوں پر مبنی کتاب کا پڑھنا بھی عبادت ہے اور ان کا عمل میں لانا بھی عبادت ہے۔

اس کتاب کو لکھنے میں قرآن و حدیث اور فقہ کی کتابوں کے علاوہ ڈاکٹر عبدالحئی کی کتاب ''جنسی صحتیات'' سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا مواد جمع کرنے میں کئی افراد نے میری مدد کی ہے ان میں قابل ذکر نام محترمہ نسرین قاسم، محترمہ ثمینہ بابر اور محمد صدیق صاحب کے ہیں، میں ان سب کا اور دوسرے تمام لوگوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کارِ خیر میں میرا ہاتھ بٹایا ہے۔

(۱.۲) طبع دوئم (نوجوانوں کے خصوصی مسائل)

اپریل 1993ء

کتاب کی دوسری بار طباعت میں سب سے واضح تبدیلی نام کی ہے، کیونکہ جنسی صحت کے نام سے اخبار اور رسالوں میں اشتہار دینا ناممکن تھا، اس لئے ایک نیا نام تجویز کیا گیا ہے۔ ''نوجوانوں کے خصوصی مسائل-شادی سے پہلے، شادی کے بعد''۔ اس کے علاوہ ایک پورے باب کا اضافہ کیا گیا ہے، جس کا عنوان ہے 'نوجوانوں کے جنسی مسائل''۔

جو اغلاط رہ گئی تھیں ان کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ قرآن کی جو آیتیں اور احادیث درج تھیں، ان کے صحیح حوالے مہیا کر دیئے گئے ہیں۔ اس کام کے لئے ہم مولانا عمر خطاب صاحب کے مشکور ہیں۔ تمام پڑھنے والوں نے اس کتاب کو پسند کیا ہے اور جن اخباروں اور رسالوں نے اس پر تبصرہ لکھا ہے ان میں کتاب کی تعریف کی گئی ہے۔ ماہنامہ یونیورسل میسیج (Universal Message) کے تبصرے کو کتاب میں شامل کیا جا رہا ہے۔ دینی حلقوں نے بھی اس کتاب میں بہت دلچسپی کا اظہار کیا ہے اور متعدد علماء اور مدرسوں کے مہتمم حضرات نے کتاب منگوائی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس موضوع پر اسلامی نقطہ نظر سے کوئی جدید کتاب موجود نہیں تھی۔ ملک کے تمام بڑے شہروں اور کتب فروشوں کے پاس کتاب پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں۔ البتہ ایسے کتب فروش اور تقسیم کنندگان جن کو ابھی تک کتابیں نہ ملی ہوں وہ ہم سے براہ راست رابطہ کریں۔

تمام قارئین خصوصاً علماء حضرات سے گذارش ہے کہ اس موضوع پر اگر کوئی اضافہ ان کے ذہن میں ہو تو ضرور مطلع فرمائیں۔

(۱.۳) طبع سوم

جنوری 1998ء

عنوانات اور اہم اُردو الفاظ کے ساتھ انگریزی ترجمہ بھی بریکٹ میں دے دیا گیا ہے، اس طرح ان افراد کو بھی کتاب سے استفادہ کرنے میں آسانی ہو گی جو انگریزی کے الفاظ سے زیادہ مانوس ہیں۔

(۱.۴) طبع چہارم

جولائی 1999ء

گزشتہ مضامین کی ترتیب کو تبدیل کیا گیا ہے تا کہ اہم مضامین شروع میں منتقل کر دئے جائیں۔ اس کے علاوہ جدید تحقیق کے کچھ نکات بھی شامل کر لئے گئے ہیں۔

(۱.۵) طبع پنجم

اگست 2005ء

کتاب کی پانچویں طباعت نمایاں ترمیم و اضافے کے ساتھ پیش خدمت ہے۔ جنسی امراض اور علاج کے حوالے سے کچھ نئے اسباق شامل کئے گئے ہیں۔

(۱.۶) طبع ششم

2010ء

اس سال کتاب ''نوجوانوں کے خصوصی مسائل - شادی سے پہلے، شادی کے بعد'' کی ششم طباعت کے ساتھ ہم نے انگریزی میں بھی اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ اس کا نام ہے۔

SEX EDUCATION FOR MUSLIMS

(Guidance for men and women, single or married)

ایسے مسیحا ہیں یہ مبین

فرحت ندیم ہمایوں

آغاز اس کے نام سے جو مہربان ہے
خالق ہے اور مالک ہر دو جہاں ہے
اس کا کرم، جو عرض کرم کر رہا ہوں میں
گہرے سمندروں میں سفر کررہا ہوں میں
کرتے ہیں مجھ پہ دوست بڑی مہربانیاں
کچھ ان میں مرد ہوتے ہیں اور کچھ زنانیاں
ہنگامی حالتوں میں مجھے کال دیتے ہیں
اکثر یہ امتحاں میں مجھے ڈال دیتے ہیں
کچھ دن ہوئے کہ ایک دوست آئے تھے
ہمراہ اپنے چند کتابیں بھی لائے تھے
کہنے لگے کہ ہم نے یہ محفل سجائی ہے
ہفتے کو ان کتابوں کی چہرہ نمائی ہے
پھر بولے ان کتابوں پہ اک نظم پڑھنی ہے
تحریر آپ کو یہ سربزم پڑھنی ہے
آگے کہا کہ جنس کے ٹاپک پہ ہے کتاب
میں نے کہا کہ اس پہ تو لکھنا ہے اِک عذاب

❄ شاعر نے یہ نظم کتاب کی رونمائی کے موقع پر پڑھی تھی۔

میں نظم جب پڑھوں گا زبان لڑ کھڑائے گی
ٹاپک ہی ایسا ہے کہ بڑی شرم آئے گی
لیکن کتاب پڑھ کے منوّر ہوا دماغ
کتنے ہی مسئلوں کا مجھے مل گیا سراغ
عطائیوں کے دور میں آمد کتاب کی
کوشش مبیّن نے یہ بڑی لاجواب کی
یاد ایسے وقت میں مجھے وہ دوست آ گیا
جس کو کرم ہی نیم حکیموں کا کھا گیا
عطائی لے گئے تھے، اسے گھیر گھار کے
لیکن وہ چل دیا تھا شب وصل، ہار کے
اس وقت اس کے پاس اگر ہوتی یہ کتاب
جاتا نہ اس جہان سے وہ پھول بے شباب
اس علم کا حصول بہت ہی ضروری ہے
اس کے بنا حیات ہماری ادھوری ہے
یہ بات جانتے ہیں مگر مانتے نہیں
دانشور اس کو علم ہی گردانتے نہیں
اس عہد نو میں ایسے مسیحا ہیں یہ مبیّن
جن کو طبیب وقت کہا جائے بالیقین
لکھ کر کتاب پایا ہے جو نام آپ نے
بے شک کیا ہے ایک بڑا کام آپ نے
یوں سیکس کو بھی شامل ایمان کر دیا
جب ”کوک شاستر“ کو مسلمان کردیا

تبصرہ ماہنامہ یونیورسل میسج

ڈاکٹر سیّد مبین اختر صاحب نے مذہبی نقطہ نظر سے جنسی صحت پر یہ کتاب مرتب کی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مشرق کی فرسودہ سماجی روایات اور خصوصاً مسلم معاشرے میں جنسی معلومات اور تعلیم کی مخالفت کا دور اب رخصت ہو رہا ہے۔ درحقیقت یہ کتاب جنسی تعلیم کے موضوع پر کام کی اولین کاوش ہے۔ مشہور ومعروف ماہر نفسیات وجنسیات ڈاکٹر سیّد مبین اختر نے تفصیل سے اور تمام تر گہرائی کے ساتھ ان جنسی مسائل کا احاطہ کیا ہے جن کا سامنا شادی شدہ مرد، عورت، لڑکوں اور لڑکیوں کو کرنا پڑتا ہے، ان کی راہنمائی کی ہے اور قرآن، حدیث اور فقہ کی تعلیمات کی روشنی میں راہنما اصول متعین کئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب صحیح کہتے ہیں کہ ان راہنما اصولوں کا پڑھنا اور ان پر عمل کرنا عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔

ان والدین کیلئے جو اپنے بچوں کی جانب سے اٹھائے جانے والے سوالات سے پریشان ہیں یہ کتاب درحقیقت راہ نجات ہے۔ کتاب کا ایک باب ''جنس اور زندگی'' اس ضمن میں ایک اہم حصہ ہے۔ میری تجویز ہے کہ یہ مضمون ایک کتابچہ کی شکل میں تمام کیمسٹوں کی دکانوں اور ڈاکٹروں کے کلینکوں پر گاہکوں، ملاقاتیوں اور مریضوں کیلئے ''ایک لے جائیے'' اسکیم کے تحت مفت تقسیم کیلئے ہونا چاہیے۔

شادی شدہ جوڑوں کیلئے یہ کتاب ایک خوشگوار ازدواجی زندگی کے بارے میں اہم معلومات فراہم کرتی ہے۔ جنس کے موضوع پر فراہم کردہ ان خصوصی معلومات کو وہ اپنے بچوں کو بچپن سے بلوغت تک مرحلہ وار منتقل کر سکتے ہیں۔

مختصر یہ کہ اس کتاب کا ہر گھر میں موجود ہونا ضروری ہے۔

شاہد ہاشمی

(۲) جنت کی حُوریں

(Damsels of paradise)

دنیاوی زندگی کے علاوہ جنت کی زندگی کا حال بیان کرتے ہوئے قرآن وحدیث میں اکثر نیک اور خوبصورت زوجین کا ذکر آیا ہے، یعنی مردوں اور عورتوں دونوں کیلئے جنس مخالف کے دل پسند ساتھی موجود ہوں گے۔

مردوں کیلئے خاص طور پر بیویوں اور حوروں کا ذکر بار بار آیا ہے۔ اور حوروں کی خوبصورتی کے بارے میں مفصل ذکر موجود ہے۔

یعنی یہ ایسی بات نہ تھی کہ جو بُری سمجھی جاتی کیونکہ جنت میں کوئی لغو اور بُری بات نہیں ہوگی۔

ذیل میں، ہم چند اقتباسات اس موضوع سے متعلق دے رہے ہیں: (بہار شریعت۔ حصہ اول۔ صفحہ ۳۵)

''وہاں کی کوئی عورت اگر زمین کی طرف جھانکے تو زمین سے آسمان تک روشن ہو جائے اور خوشبو سے بھر جائے اور چاند سورج کی روشنی جاتی رہے اور اس کا دوپٹہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔''

''اگر حور اپنی ہتھیلی زمین وآسمان کے درمیان نکالے تو اس کے حُسن کی وجہ سے خلائق فتنہ میں پڑ جائیں اور اگر اپنا دوپٹہ ہٹائے تو اس کی خوبصورتی کے آگے آفتاب ایسا ہو جائے گا جیسے آفتاب کے سامنے چراغ۔''

''ہر شخص کو سو آدمیوں کے کھانے پینے اور جماع کی طاقت دی جائے گی۔''

''ہر ایک کو حوروں میں کم سے کم دو بیبیاں ایسی ملیں گی کہ ستر ستر جوڑے پہنے ہوں گی'' پھر بھی ان لباسوں اور گوشت کے باہر سے ان کی پنڈلیوں کا مغز دکھائی دے گا جیسے سفید شیشے میں شراب سرخ دکھائی دیتی ہے اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ عزّ وجلّ نے انہیں یاقوت سے تشبیہ دی اور یاقوت میں سوراخ کر کے اگر

ڈور ڈالی جائے تو ضرور باہر سے دکھائی دے گی۔ آدمی اپنے چہرے کو اس کے رخسار میں آئینہ سے بھی زیادہ صاف دیکھے گا اور اس پر جو ادنیٰ درجے کا موتی ہوگا وہ ایسا ہوگا کہ مغرب سے مشرق تک روشن کردے۔ مرد اپنا ہاتھ اس کے شانوں کے درمیان رکھے گا تو سینے کی طرف سے کپڑے اور جلد اور گوشت کے باہر سے دکھائی دے گا۔ مرد جب اس کے پاس جائے گا تو اسے ہر بار کنواری پائے گا مگر اس کی وجہ سے مرد اور عورت کسی کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔"

"اگر کوئی حور سمندر میں تھوک دے تو اس کے تھوک کی شیرینی کی وجہ سے سمندر شیریں ہوجائے اور روایت ہے کہ اگر جنت کی حور سات سمندروں میں تھوک دے تو شہد سے زیادہ شیریں ہوجائیں۔"

"جب کوئی بندہ جنت میں جائے گا تو اس کے سرہانے اور پائنتی دو حوریں نہایت اچھی آواز سے گائیں گی مگر ان کا گانا یہ شیطانی مزامیر نہیں بلکہ اللہ عزّ وجل کی حمد وپاکی ہوگا۔ وہ ایسی خوش گلو ہوں گی کہ مخلوق نے ایسی آواز کبھی نہ سنی ہوگی اور یہ بھی گائیں گی: ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں۔ کبھی نہ مریں گی، ہم چین والیاں ہیں، کبھی تکلیف میں نہ پڑیں گی۔ ہم راضی ہیں، ناراض نہ ہوں گی، مبارکباد اس کیلئے جو ہمارا اور ہم اس کے ہوں۔"

"ادنیٰ جنتی کیلئے اسی ہزار خادم اور بہتر (۷۲) بیبیاں ہوں گی۔"

"اگر مسلمان اولاد کی خواہش کرے تو اس کا حمل اور وضع اور پوری عمر (یعنی تیس سال) خواہش کرتے ہی ایک ساعت میں ہوجائے گی۔"

"سب سے کم درجے کا جنتی جو ہے اس کے باغات اور بیبیاں اور نعم وخوام اور تخت ہزار برس کی مسافت تک ہوں گے۔"

(۳) بچوں اور نوجوانوں کے لئے جنسی تعلیم

(Sex education of children and adolescents)

(۳.۱) جنسی تعلیم کس عمر میں دی جائے؟

(Which age is proper for sex education?)

عموماً ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بچے کو کس عمر میں جنسی معلومات بہم پہنچائی جائیں؟

جب کبھی بچہ دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ کے کسی پہلو کو اپنی سمجھ کے مطابق جاننے کی کوشش کرے تو جواب صرف اتنا ہی دیں جتنا اس نے پوچھا ہے۔ جنسی تربیت میں ماں باپ سے بڑھ کر اس کا کوئی رہبر نہیں ہوسکتا۔ جب والدین اس کے رہبر اور دوست بن جائیں گے تو وہ بھی ان پر اعتماد کرنے لگے گا۔ عموماً بچہ تین سے پانچ سال کے درمیان تجسس کا اظہار شروع کردیتا ہے۔ اور اگر دس سال کی عمر تک بھی وہ اپنے قریبی سرپرستوں سے کوئی بات دریافت نہ کرے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کی معلومات کے ناپسندیدہ ذرائع پیدا ہوگئے ہیں یا اس کے ذہن میں بے جا شرم وحیا کا تصور جما دیا گیا ہے۔ ایسی حالت میں والدین خود پہل کریں کیونکہ اس عمر میں ایسے اہم مسائل پر بحث کرنا ضروری ہے۔ چونکہ جنسی رجحان اس زمانہ میں نہیں ہوتا اس لئے قدرتی طور پر جنسی ہیجان بھی نہیں ہوسکتا۔ غرض کہ جو کچھ بچپن میں سمجھایا جائے اس کا کچھ نہ کچھ حصہ جوانی تک تازہ رہتا ہے۔ اگر بچے کو صحیح جنسی تعلیم نہ دی جائے تو وہ آئندہ گھر کے ملازمین، اپنے ناتجربہ کار دوستوں اور گندی کتابوں سے غلط معلومات حاصل کرلے گا۔ والدین کہہ سکتے ہیں کہ "ہم نے کبھی اپنے بچپن میں ایسی غیر معمولی دلچسپی جنسیات میں نہیں لی" مگر ان کا یہ بیان درست نہیں۔ اس میں کچھ حافظے کی کمزوری اور کچھ کوتاہ نظری کام کررہی ہے۔ لڑکیاں اور لڑکے جو باتیں اپنی سہیلیوں اور ساتھیوں سے کہہ سکتے ہیں وہ اپنے ماں باپ سے اس لئے کہہ نہیں پاتے کہ ان کے تجسس کو پہلے ہی کچل کر رکھ دیا گیا ہے۔ لیکن اس مجبور خاموشی سے یہ نتیجہ نکالنا کہ بچے اپنی آمد کا راز جاننے کی کوشش نہیں کرتے بڑی خود فریبی ہے۔

ہم مانتے ہیں کہ لوگ اپنی اولاد سے ایسے مسائل پر گفتگو کرنا نہیں چاہتے، خصوصاً لڑکیوں سے۔ لیکن اس وقت کیا ہوگا جب وہ کسی خطرے میں گھر جائیں گی اور انہیں اپنی غلطی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

(۳.۲) اپنے بچوں کی جنسی تعلیم

(Sex education of your own children)

جوان ہونے تک لڑکے اورلڑکیاں عموماً جنسی عوامل کے بارے میں معلومات حاصل کر لیتے ہیں مگر والدین یا اساتذہ سے نہیں بلکہ دوسرے ذرائع سے۔ ڈاکٹروں اور دیگر طبی ماہرین سے بھی نہیں بلکہ اپنے دوستوں اور جاننے والوں سے، جو خود بھی اس قسم کے علم سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ یا پھر کچھ کتابوں اور رسالوں سے جو عموماً غیر معیاری ہوتے ہیں اور جو صحیح طبی اور نفسیاتی علم سے ہی نہیں بلکہ قرآن، حدیث اور دیگر شرعی معاملات سے بھی خالی ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ والدین اور اساتذہ کی جھوٹی شرم کی وجہ سے نوجوان بچوں کو جنسی معلومات (طبی اور شرعی) یا تو پہنچتی ہی نہیں یا پہنچتی ہیں تو بہت ناقص، جس سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

اس طرح ہمارے نوجوان شرعی اور طبی تعلیم سے نابلد رہتے ہیں اور متعدد جنسی اوہام اور پریشانیوں کا شکار ہو جاتے ہیں، اپنی پڑھائی اور دوسرے کام کاج میں دلچسپی لینا کم کر دیتے ہیں، اپنے آپ کو جنسی طور پر نااہل سمجھنا شروع کر دیتے ہیں، یاسیت اور مایوسی چھا جاتی ہے۔ کچھ لوگ عطائیوں کے ہاتھ لگ جاتے ہیں جو ان کی پریشانیوں میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔ والدین بھی ان کی یہ حالت بے بسی سے دیکھتے رہتے ہیں اور قسم قسم کے اندیشوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات ڈانٹ ڈپٹ اور سختی کرتے ہیں مگر سب بے سود ہوتا ہے۔ مستند ڈاکٹر سے مشورہ طلب کرنا بہتر ہے مگر کئی ڈاکٹر بھی اس مسئلے اور اس کے حل سے نابلد ہیں۔

اپنے بچوں کو اس پریشانی سے بچانے کیلئے والدین کیا کر سکتے ہیں؟ اس کا جواب تو یہ ہے کہ پہلے ان کو خود یہ معلومات حاصل کرنی چاہئیں اور پھر بچوں کو منتقل کرنی چاہئیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جوان لڑکوں اور لڑکیوں سے کس طرح اتنے حساس موضوع پر بات کی جائے؟ طبعی شرم بھی آڑے آئے گی؟ ضرور آئے گی۔

اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ بچپن سے ہی اس مسئلہ پر گفتگو کی جائے۔ بچہ ڈیڑھ دو سال کا ہو جائے تو جسم کے دوسرے حصوں کی طرح پیشاب یا پاخانے کی جگہ کا نام بھی بتایا جائے، پہلے تو یہ کہ پیشاب یا پاخانے کے اصلی نام لئے جائیں، فرضی نام نہ لئے جائیں۔ یہ دونوں عمل فطری ہیں اور ان میں کسی شرم کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر پیشاب، پاخانے کی جگہوں کے بھی صحیح نام لئے جائیں، یعنی یہ بھی کہا جا سکتا ہے

کہ پاخانے کی جگہ اور پیشاب کی نالی، اس کے علاوہ جو الفاظ آپ مناسب سمجھیں۔ ایسے الفاظ جیسے ''عضو'' یا ''مقعد'' بھی استعمال ہو سکتے ہیں، اگر بچہ اپنے عضو کو ہاتھ لگائے تو چراغ پا ہونے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ تین سال کی عمر سے اس کو یہ سمجھانا چاہیے کہ لوگ اس عمل کو برا سمجھتے ہیں اس لیے کسی کے سامنے ایسا نہیں کرنا چاہیے، اسی طرح یہ بھی تعلیم دی جائے کہ ننگا رہنا اچھا نہیں ہوتا۔

بچوں کو والدین کے چُھپے ہوئے اعضا کو دیکھنے کی بہت خواہش ہوتی ہے۔ چھوٹے بچوں کی یہ خواہش پوری کر دینی چاہیے، مگر ایسے طریقے سے کہ انہیں کوئی خاص بات بھی محسوس نہ ہو۔ یعنی کپڑے بدلتے وقت ان کو کمرے میں رہنے دیا جائے یا نہانے اور پیشاب پاخانہ کرتے وقت ساتھ رہنے دیا جائے۔ عورتوں اور مردوں کا فرق اس طرح ان کی سمجھ میں آ جائے گا کیونکہ والد اور والدہ دونوں کو اس عمل میں حصہ لینا چاہیے۔ یہ بتایا جا سکتا ہے کہ عورتوں کی پیشاب کی جگہ مردوں سے مختلف ہوتی ہے، یعنی ان کی نالی نہیں ہوتی بلکہ صرف ایک سوراخ ہوتا ہے۔

لڑکا یا لڑکی چار پانچ سال کا ہو تو ماہواری کا عمل بھی دکھا دینا چاہیے تا کہ اس کو معلوم ہو جائے کہ مہینے میں ایک دفعہ خواتین کے پیشاب کے سوراخ سے کچھ خون بھی نکلتا ہے۔ اس کے بارے میں بھی تعلیم دی جائے کہ یہ باتیں بھی والدین کے علاوہ کسی دوسرے سے نہ کرنا کیونکہ لوگ ان باتوں کو اچھا نہیں سمجھتے۔ اگر والدہ حاملہ ہو اور پیٹ بڑھا ہوا ہو تو بچوں کو یہ بتا دینا چاہیے کہ پیٹ میں بچہ ہے اور وہ 9 ماہ بعد نکلے گا۔ اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد گفتگو ہو تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ ماں کے پیٹ میں سے نکلا ہے۔

چھ سات سال کی عمر میں شادی کی اہمیت بتائی جا سکتی ہے کہ بچے صرف شادی کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ آٹھ نو سال کی عمر میں جب مزید وضاحت طلب کی جائے تو کہنا چاہیے کہ جب میاں بیوی ایک ہی بستر پر لیٹ جاتے ہیں تو پیٹ میں بچہ بن جاتا ہے۔ دس گیارہ سال تک بچہ مزید وضاحت طلب کرتا ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ مرد کا نطفہ پیشاب کی نالی میں سے نکلتا ہے اور بیوی کی اندام نہانی (یا پیشاب کی جگہ) میں چلا جاتا ہے۔ وہاں اندر انڈا ہوتا ہے جس سے نطفہ ملتا ہے اور بچہ بننا شروع ہو جاتا ہے۔ نطفے (Sperm) اور انڈے (Egg) کی تصاویر بھی دکھا دینی چاہئیں۔

اسی عمر کے لڑکے کو احتلام کے بارے میں بھی بتا دینا چاہیے کہ فوطوں میں یہ نطفے بنتے ہیں تو گاڑھے مائع حالت میں منی (Semen) کی صورت میں پیشاب کی نالی سے نکلتے ہیں، عموماً سوتے میں۔ مگر بعض اوقات قطرہ قطرہ کر کے جاگتے میں بھی۔

اس عمر کے بچوں کو لڑکیوں میں سینے کے ابھرنے اور زیر ناف بال نکلنے کے بارے میں بھی بتادینا چاہیے اور یہ بھی کہ اسلام کے اصول کے مطابق کم از کم ایک ماہ میں یہ بال صاف کر لینے چاہئیں اور انہیں صفائی کی تفصیل بھی بتادینی چاہیے، یعنی بال صاف کرنے کی مشینوں سے یا بال صفا پاوڈر، کریم (لڑکیوں کیلئے) اور بلیڈ سے (لڑکوں کیلئے)۔ چھاتیوں کے بارے میں یہ بھی بتایا جاسکتا ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد ان میں دودھ اتر آتا ہے تاکہ بچہ پی سکے۔

تیرہ چودہ سال کی عمر میں جب نوجوان پوچھیں تو مباشرت کا اصل عمل بتایا جاسکتا ہے یعنی خاوند کی پیشاب کی نالی سخت ہوجاتی ہے اور بیوی کے پیشاب کے سوراخ میں چلی جاتی ہے، جیسے پاؤں موزے کے اندر چلا جاتا ہے، یا سلائی سرمے دانی میں چلی جاتی ہے۔ اس عمل میں دونوں میاں بیوی کو بہت لطف آتا ہے اور ساتھ ہی مرد کا نطفہ بیوی کے اندر منتقل ہوجاتا ہے، جس سے بعد میں بچہ بن جاتا ہے۔ اس عمل کا اسلامی پہلو بھی ساتھ بتانا ضروری ہے کہ میاں بیوی کے درمیان یہ عمل پر لطف ہونے اور بچہ پیدا کرنے کے علاوہ ایک نفل عبادت کے ثواب کا باعث بھی ہے۔ مگر بغیر شادی کے یہ عمل کرنے کا بہت سخت گناہ ہے، اس کو زنا کہتے ہیں۔ اگر شادی شدہ فرد یہ عمل کرے تو اس کی سزا موت ہے، وہ بھی سنگسار کر کے اور غیر شادی شدہ کیلئے اسی (۸۰) کوڑے مارنا۔

آج کل تو اس کے ساتھ ساتھ عدم مدافعت کی جنسی بیماری (AIDS) کی ہولناک موت سے متنبہ کر دینا چاہیے اور اسی طرح دیگر بیماریوں (سوزاک۔ آتشک وغیرہ) کے نقصانات سے بھی۔ یعنی کہ زنا بڑا گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان مہلک بیماریوں کی وجہ بھی بنتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ احتلام، مباشرت اور حیض کے بعد غسل کی شرعی اہمیت بھی بتانی چاہیے۔

منی سے بدن اور کپڑے پاک کرنے کا طریقہ بھی بتائیں، یعنی خفیف ناپاکی ہے۔ جھاڑ دینا چھینٹے ماردینا یا متاثرہ حصہ دھودینا کافی ہے۔ مشت زنی پر بھی گفتگو ضروری ہے اور یہ بتائیں کہ اس سے جنسی خرابی نہیں ہوتی، اور امام احمد بن حنبل نے اس کو جائز بھی قرار دیا ہے، مگر باقی اماموں نے اس کو حرام بتایا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ شدید جذبات میں اور زنا سے بچنے کیلئے اگر کر لیا جائے تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں گے۔

پندرہ سال کے نوجوانوں کو میاں بیوی کے تعلقات کے دوسرے پہلوؤں پر بھی اسلامی تعلیم دینی چاہیے یعنی ان کے حقوق و فرائض۔ دس بارہ سال کے بعد نوجوانوں کو اوپر دیئے گئے موضوعات پر اچھی

کتابیں بھی مہیا کرنا چاہیے۔ اول تو قرآن وحدیث میں جو مواد موجود ہے وہ پڑھوائیں، اس کے علاوہ بہشتی زیور میں بھی کچھ معلومات ہیں حالانکہ وہ بہت پرانی لکھی ہوئی ہیں۔ جنسی معاملات اور میاں بیوی کے تعلقات پر بھی اچھی کتابیں فراہم کرنی چاہئیں، گھر میں ان کو لاکر رکھیں اور پڑھنے کی حوصلہ افزائی کریں۔

(۳.۳) جنسی تعلیم کی اہمیت وضرورت

(The importance of sex education)

دوجنسوں کی باہمی محبت کا اظہار کتنا ہی پرشوکت کیوں نہ ہو، اس محبت کی جڑیں جنس کی بنیادی جبلت ہی میں پیوست ہوتی ہیں۔

جن غلط کاریوں اور بیماریوں میں لوگ مبتلا ہوجاتے ہیں ان سے جنسی مسائل سے ناواقفیت کا ثبوت ملتا ہے۔ تصنع پسند رویہ، مصنوعی حیا اور بناوٹی شرم نے کبھی بھی عصمت، وعفت اور پاکدامنی کی حفاظت نہیں کی اور نہ کرسکتی ہے۔ انسان میں تجسس پسندی کا جذبہ ایک قدرتی جذبہ ہے۔ لیکن لوگ اس جذبہ کی مذمت کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ رجعت پسندوں کی ایسی مذمت نے تجسس پسندی کو فنا نہیں کردیا بلکہ الٹے چوری چھپے دل میں گندے اور گھناؤنے خیالات کو پرورش کرنے میں مدد دی ہے۔ اس لغو مذمت کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ سائنسی معلومات کے بجائے، ذلیل، مکروہ اور نامناسب مقامات سے غلط اور بیہودہ معلومات حاصل کرنے لگے ہیں۔ جب پہلی مرتبہ ان میں جنسی ہیجانات جاگ پڑتے ہیں تو ان کے خوف کی حالت نہ پوچھئے۔

اس لئے تمام قانون سازوں، اخلاقی رہنماؤں، سماجی علوم کے ماہروں کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ جنسیات کی تعلیم کی حوصلہ افزائی کریں۔ یہ ایسا اہم ترین مسئلہ ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔ انسانی فطرت کو سمجھنے کیلئے جنس کا جاننا ضروری ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ ایمانداری اور صداقت نے کسی شخص کو بھی بدکار اور بدچلن نہیں بنایا، البتہ مبہم اور گول مول باتوں سے جو نقصان پہنچا ہے اس سے ہر شخص اچھی طرح واقف ہے۔

جنس حقیقت میں وہ ذریعہ ہے جس کی مدد سے دنیا میں حیات کا سلسلہ جاری ہے۔ نر اور مادہ کی بدولت حیات کی ممکنہ صورتیں ظہور میں آتی ہیں۔ اپنی حیات کو کسی دوسرے انسانی وجود کے اندر پیدا کردینے کا کام جنسی جبلت انجام دیتی ہے۔ جنس فی نفسہ پاک ہے۔

جنسیت میں شرافت اور نفاست کا مادہ پیدا کرنا مقصود ہو تو جنسیات کی صحیح معلومات حاصل کرنا

ضروری ہے، جو لوگ جنسی معلومات سے بے بہرہ ہوتے ہیں یا ان معلومات کو حاصل کرنے سے جی چراتے ہیں ان کے پاس نہ تو جنس کا صحیح تصور ہوتا ہے اور نہ وہ زندگی میں جنس کے صحیح مقام کو پہنچ پاتے ہیں۔ایسے ناواقف افراد کیلئے جنسی معلومات کا حاصل کرنا ضروری ہے۔یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ گندگی اور بے عصمتی کا تعلق براہ راست فرد کے نفس اور اس کے عمل سے ہوتا ہے، جنس سے ہرگز نہیں ہوتا۔

جنسی غدودوں میں خاص قسم کی رطوبتیں ہوتی ہیں جو مرد میں رجولیت اور عورت میں نسوانیت پیدا کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہیں، رس رس کر خون میں جذب ہوتی اور جسم کے ہر حصہ میں پہنچ جاتی ہے۔یہی وہ طلسمی رطوبت ہے جس کا اثر جسم کی ہر ہڈی ہر عضلہ، ہر عصب اور ہر عضو پر پڑتا ہے جس کو صاف طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے۔اسی اثر کی بدولت جسم کی نشوونما کے ساتھ ساتھ نفس کی مخصوص کیفیات بھی ظہور میں آتی ہیں۔نہ صرف یہ بلکہ فرد میں نئے جذبات ابھرتے ہیں اور محسوس ہونے لگتے ہیں۔

آج کل کے مردوں اور عورتوں پر نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ معدودے چند کے سوا باقی سب شرم و حیا کے جھوٹے احساس میں مبتلا ہیں۔اس لئے وہ اپنے بچوں سے اس موضوع پر بات چیت نہیں کرتے اور نہ کرنا پسند کرتے ہیں۔لیکن یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ایسا بچہ جس کو جنسی معلومات سے بے بہرہ رکھا گیا ہو، جنس کے ایک ایسے مظہر سے بھی جو فطرت کے تقاضے کے مطابق ہوتا ہے، خفیہ طور پر گھبراتا ہے اور بعض وقت تو یہ خوف ایک نفسیاتی مسئلے کا سبب بھی بن جاتا ہے جس کی وجہ سے بچہ تمام عمر ذہنی کوفت میں مبتلا رہتا ہے۔

یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ پہلی بار جب ایام جاری ہوتے ہیں تو ایسی لڑکیاں جنہیں پہلے سے معلومات بہم نہ پہنچائی گئی ہوں، انتہائی درجہ گھبراتی ہیں، اسی طرح نفسیاتی صدمہ کا سب سے زیادہ عام سبب وہ دہشت ہوتی ہے جس کا نتیجہ شب اول میں ناتجربہ کار دلہنیں بھگتتی ہیں۔ایسے لڑکوں پر بھی جن کی حالت میں کوئی نقص نہیں ہوتا ایسا وقت آجاتا ہے جب کہ یکایک ان کے اندر جنسی ہیجانات مشتعل ہوجاتے ہیں اور اس اشتعال کے نتیجہ میں انہیں احتلام بھی ہوجاتا ہے۔اس پہلے احتلام سے ان ناواقف نوجوانوں میں جو ذہنی الجھن پیدا ہوجاتی ہے اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا اور اس کے بیان کرنے میں کسی مبالغہ کی ضرورت نہیں ہے۔

حیاتیات کے اصول انتخاب فطری رو سے حیوانوں میں نر اور مادہ ایک دوسرے کو چن لیتے ہیں۔ مادہ کے متعلق یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ وہ نر سے زیادہ حسین ہوتی ہے یا اس سے زیادہ جنسی کشش رکھتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ نر مادہ سے زیادہ قوی اور زیادہ تناسلی اہلیت رکھتا ہے۔البتہ تولید میں نر اور مادہ برابر کے شریک ہیں اور دونوں ایک دوسرے کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، چنانچہ موسیقار

پرندوں میں نر اور مادہ ترغیب جنسی کیلئے گاتے ہیں، ہرنوں کے بارے میں یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ جب دو ہرن آپس میں لڑتے ہیں تو مادہ ہمیشہ فاتح کے پاس داد شجاعت دینے کیلئے چلی جاتی ہے۔ہر نر اعضاء اور تناسب کے لحاظ سے مادہ پر فوقیت رکھتا ہے، تناسلی اہلیت بھی اس میں اتنی ہوتی ہے کہ ایک مرغ آٹھ مرغیوں، ایک ہرن اور ایک بن مانس ایک ایک گلّے کیلئے کافی تصور کئے جاتے ہیں۔

ہمارا نظام تعلیم لڑکوں اور لڑکیوں کیلئے یکساں کردیا گیا ہے۔ماہرین تعلیم نے اتنا غور نہیں کیا کہ لڑکے اور لڑکی کے نصب العین میں کتنا بڑا فرق ہے۔لڑکی کا نصب العین ازدواجی اور خاندانی زندگی کی آسودگی ہے۔اسے صرف عورت رہنا اور ماں بننا ہے۔اس کی حقیقی صلاحیتیں یعنی جسمانی وظائف کا تواتر وتسلسل ہر وقت ایک حقیقی تخلیق کے امکان کو ظاہر کرتی ہیں۔اس کی مادری جبلت کسی غیر حقیقی اور بے روح تحقیق جیسے فنون لطیفہ، علم و ادب اور فنی مشاغل سے تشفی نہیں پاسکتی۔وہ اپنی جبلت کا ارتقاع ان خطوط پر کرنا نہیں چاہتی، اسے کسی غیر حقیقی بدل کی ضرورت نہیں، وہ خود حامل حقیقت ہے۔

بچے کی خواہش ہر نوجوان لڑکی میں حیاتیاتی وظیفہ کے عین مطابق ہوتی ہے۔لڑکی اپنا رفیق ڈھونڈ کر انسانی تخلیق میں مگن ہوجاتی ہے۔اس حقیقت سے آج تک کوئی صاحب علم انکار نہ کرسکا کہ عورت کا حیاتیاتی مشغلہ اور پیشہ صرف امومت ہے اور امومت ابوت سے بالکل مختلف ہے۔اس لئے ہمہ وقت مصروف رکھنے والا تعلیمی مشغلہ اور پیشہ مرد کی طرح جاذبِ توجہ نہیں ہوسکتا۔لڑکیوں کے نصاب میں ایسے موضوعات کو شامل کیا جانا چاہیے جو عورت کے حیاتیاتی وظیفے یا پیشے سے مربوط ہوسکیں۔جیسے خانہ داری، مطالعہ اطفال، عضویات اور جنسیات۔اس لئے تعلیم نسواں میں مردوں کے معیارات کو قائم رکھنا اور انہی کے مطابق تعلیم دینا غلط ہے۔

مرد اور عورت کو پہلی اور آخری سعادت اختلاف میں مساوات ہے۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ دونوں اپنے اپنے حیاتیاتی وظائف اور نصب العین کے اعتبار سے ایک دوسرے کی زندگی کا ضمیمہ بن جائیں اور یہ اشتراک محبت پر مبنی ہو۔

اگر جنس کا خاتمہ ہوجائے یا کم از کم اس کا مظاہرہ ایک موسم تک زندگی میں رک جائے تو کیا ہوگا؟ ساری زندگی ختم ہوجائے گی اور ختم ہونے سے پہلے ہم نہایت حسرت سے ایسی دنیا کا نظارہ کریں گے جس کو حسن و جمال سے محروم کردیا گیا ہو۔

جنس کا اثر زندہ اشیاء کی جذباتی فطرت، ان کی خواہشات اور خواہشات سے پیدا ہونے والی

سرگرمیوں پر حیرت انگیز ہوتا ہے۔ جنس کا حصہ ہمارے ارادوں، جذبات اور ذہنی اعمال میں بہت زیادہ ہے۔ جنس کے بغیر ہر جاندار بھی احساس خواہش، ارادے اور عمل سے محروم ہوجائے گا۔ نسوانیت کی حفاظت، ماں، بچے کی نگہداشت اور ان کی غذا کا انتظام سب کچھ ہی بنیادی جبلت پر موقوف ہے۔

جنسی وظائف کے بغیر عورت اور مرد کے درمیان سارے احساسات کا خاتمہ ہوجائے گا، ہر چیز بے کیف پراگندہ ہوجائے گی، مادری اور پدری محبت خواب بن جائے گی، رسم الفت دنیا سے اٹھ جائے گی، خاندانی روابط منقطع ہوجائیں گے، عمرانی تجارتی اور صنعتی زندگی سرد پڑجائے گی، فنون لطیفہ کی ہیت بدل جائے گی، کیونکہ جنس ہی ہنگامہ ہستی کی باعث بنتی ہے اور دنیا کی رونق اور سرگرمیوں کو قائم رکھتی ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ''محبت دنیا کی کل چلاتی ہے''۔

جتنے بھی اجسام کائنات میں پائے جاتے ہیں ان سب میں انسانی جسمیہ زیادہ پیچیدہ ہے۔ یہ تین اجزاء پر مشتمل ہے، جن میں ایک خاص توازن پایا جاتا ہے۔ یہ اجزاء جسم، ذہن اور جذبات ہیں۔ جہاں تک جسمانی پہلو کا تعلق ہے ہم صفر سے شروع کرتے ہیں۔ اور اگر ہم اس عمر کی تکمیل کرلیں جس کو قدرت نے مقرر کیا ہے تو ہم شیر خوارگی، بچپن، لڑکپن، نوجوانی، جواں مرد یا جواں عورت، ادھیڑپن اور بڑھاپے کے دور سے گزرتے ہیں۔

افراد صرف جسمانی حیثیت سے غیر بالیدہ اور ٹھٹھرے ہوئے نہیں ہوتے بلکہ ''دماغی اور جذباتی'' حیثیت سے بھی وہ پسماندہ حالت میں ہوسکتے ہیں، پھر خوش آہنگ اور خوشحال زندگی نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے مزاجوں میں بے آہنگی پیدا ہوجاتی ہے جو ایک خوشحال زندگی کیلئے موزوں کبھی نہیں ہوسکتی۔ سائنسی علوم کی مدد سے جو ہماری دسترس میں ہے ہم حیرت انگیز جسمانی کرشمے دکھا سکتے ہیں۔ لیکن جس وقت جذبات کے اظہار کا وقت آتا ہے تو ہم بچوں کے مانند مجبور اور لاچار بن جاتے ہیں۔

جنسی تعلیم میں جنس کے تصور کو از سر نو قائم کرنا حیاتیات میں اس کے صحیح مقام کو متعین کرنے پر مشتمل ہے، کیونکہ انسانی زندگی میں جنس ہی قدرت کا سب سے اہم، سب سے زیادہ جانفزا اور مقدس عطیہ ہے، اور اس کا اندازہ جسمانی صحت، ذہنی قابلیت، دلکشی اور خوش مزاجی سے ہوتا ہے۔ جب ہم جنس کی تعلیم دینے لگیں تو جنس اور جنسی خواہشات کو خراب خواہشات سمجھنا ترک کردیں۔ ہم اس مسئلہ کو پوری طرح اسی وقت سمجھ سکتے ہیں جب ہم اس کے تعمیری اور تخریبی دونوں پہلوؤں کا گہری نظر سے مطالعہ کرلیں۔ بچوں کو اس موضوع پر تعلیم دینے سے پہلے ہم بالغ افراد کو یہ جان لینا چاہیے کہ جنس کا مفہوم نہایت پاکیزہ اور بہت

اعلیٰ تصور کا حامل ہے نہ کہ ذلیل اور نکمے تصور کا، اور صرف اسی طریقہ پر ہم پریشانیوں سے نجات حاصل کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی میاں بیوی کے جنسی فعل کو نفل عبادت کے برابر قرار دیا ہے۔ بلکہ ان کا آپس میں پیار و محبت سے بات کرنا بھی عبادت ہے۔

صحیح معلومات کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ وہ ادھوری معلومات اور ذاتی معلومات کی غلطیوں کو درست کردیتی ہے۔ ایک اور بات جو قابلِ ذکر ہے وہ یہ ہے کہ صحت بخش معلومات اور ایسی معلومات جس پر زور دیا گیا ہو وہ بچوں میں محرک بن سکتی ہیں اور بچے اس طرح مزید معلومات حاصل کرنے کی طرف راغب ہوتے ہیں، لیکن بچے اپنے دوست احباب سے جو عملی تعلیم حاصل کرتے ہیں اس سے بھی تو ویسی ہی تحریک پیدا ہوتی ہے، لیکن یہ تحریک غلط اور مریضانہ ہوتی ہے۔

جنسی تعلیم سے متعلق یہ نکتہ نگاہ قارئین کیلئے اگر قابلِ قبول ہو تو فطری طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جنسی تعلیم کس طرح دی جائے، کب دی جائے، کون دے، کیا کہا جائے اور کیا نہ کہا جائے، جو بھی کہا جائے کن الفاظ میں کہا جائے وغیرہ وغیرہ۔

یوں تو بچے اپنی آمد کا راز معلوم کرنے میں پہل کرتے ہیں اور بطور خاص جب ان کو صحیح انداز میں بیان کردہ تسلسل حیات کی داستان ذہن نشین کرائی جائے تو بچوں کو جن الفاظ اور جس انداز میں ان کی آمد کا راز بتایا جائے۔ کیوں نہ آپ بچے کے سیدھے سادھے سوال کا جواب سیدھے سادھے طریقہ پر دے کر اس کی تشنگی بجھائیں؟ آپ کے جواب کا پیرایہ اس قدر آسان مگر معلومات سے پُر ہو کہ بچے کے دماغ میں کوئی شکوک نہ رہنے پائیں۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ وہ اپنے نادان ساتھیوں سے اسی سوال کو حل کرنے کی کوشش کرے گا اور ان کے غلط خیالات سے متاثر ہو کر اپنے فطری تجسس کو غیر معمولی طور پر تیز کرلے گا جو اس کے حق میں مضر ہوں گے۔

بچے اکثر جو سوالات کرتے ہیں ان کے جوابات مندرجہ ذیل ہوسکتے ہیں، لیکن ہر ماں اور ہر بچہ کا ماحول جدا ہوتا ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ سوال و جواب میں کچھ فرق ہو۔ ماں اور بچہ کے درمیان جو شیریں گفتگو اور جو مقدس اعتماد ہوتا ہے اس میں مداخلت کی کوئی گنجائش نہیں۔ سیانے بچوں میں جب جنسی احساس پیدا ہونے لگے اور وہ توالد و تناسل کی واقفیت سے گزر چکیں تو ان کے اعلیٰ جذبات کو چھیڑا جائے اور احترام جنسی کی تربیت کی جائے۔

(۳.۴) ۵سال کی عمر تک (Below five years)

(i) بچوں کے سوالات:

بچے کس طرح پیدا ہوتے ہیں؟

مرد کیوں بچے نہیں پیدا کر سکتے؟

بڑے لوگوں کے جسم پر بال کیوں نکل آتے ہیں؟

عورتوں کا سینہ کیوں ابھرا ہوا ہوتا ہے؟

جنسی احساس کب شروع ہوتا ہے؟

(ii) والدین اور اساتذہ کے سوالات:

بچے ابتدا میں کیا سیکھتے ہیں؟

کیا بچے کی ابتدائی عمر کے ناگوار اثرات اس کو مستقل نقصان پہنچا سکتے ہیں؟

بچے ہر چیز منہ میں ڈالنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں؟

بچے اشیاء کو چوسنا کب چھوڑتے ہیں؟

کیا خود لذتی مخدوش حرکت ہے؟

بول و براز سے متعلق تربیت کیلئے کن معلومات کی ضرورت ہے؟

جسم کے مختلف اعضاء اور ان کے افعال کو کس طرح سمجھایا جائے؟

کیا ماحول کے قدرتی اشیاء سے متعلق جنس کا ذکر مناسب ہوگا؟

کیا صغرسنی میں بچوں کو خود لذتی کے متعلق معلومات کی فراہمی مناسب ہوگی؟

تربیت جنسی میں باپ کو کیا فرض ادا کرنا ہے؟

جنس کے متعلق گفتگو کس طرح کی جائے؟

بچوں سے جنس کے متعلق گفتگو کیلئے کس طرح کی تیاری ضروری ہے؟

(۳.۵) ۵ تا ۸ سال کی عمر (Five to eight years)

(i) بچوں کے سوالات

بچہ ماں کے پیٹ میں کس طرح داخل ہوتا ہے؟

باپ کا نطفہ اور ماں کا بیضہ کیسے ملتے ہیں؟

بچہ ماں کے پیٹ میں سانس کس طرح لیتا ہے؟

ماں کا پیٹ حمل کے دوران کیوں اس قدر بڑھ جاتا ہے؟

پیدائش کے وقت بچہ کتنا بڑا ہوتا ہے؟

(ii) والدین اور اساتذہ کے سوالات:

اس عمر میں بچے کو کیا سیکھانا چاہیے؟

کس قدر معلومات مناسب سمجھی جائیں گی؟

کیا شرم قدرتی کیفیت ہے؟

کیا اس عمر کے بچوں کو والدین کے بستر یا ان کے کمرے میں سلانا مناسب ہوگا؟

کیا جنسی معلومات سے جنسی تحریک ممکن ہے؟

بچے اگر جنسی اعضاء کو ہاتھ لگائیں تو کیا کیا جائے؟

کیا خود لذتی ایک بُری عادت کی شکل اختیار کر سکتی ہے؟

پانچ اور آٹھ سال کی عمر کے دوران ماں باپ کو تربیت کیلئے کس طرح آراستہ ہونا چاہیے؟

(۳.۶) ماقبل بلوغ (Adolescence)

(i) بچوں کے سوالات:

مشت زنی، خود لذتی یا جلق کس کو کہتے ہیں؟

کیا عورت کو ماہواری کے دوران تکلیف ہوتی ہے؟

کیا عورت کو بیضہ کی تیاری محسوس ہوتی ہے؟

مجھے ماہواری کے خیال سے ڈر لگتا ہے، کیا اس کا ہونا لازمی ہے؟

لڑکوں کو احتلام کیوں ہوتے ہیں؟

نطفہ کی شکل کیسی ہوتی ہے؟

بیضہ کی شکل کیسی ہوتی ہے؟

نطفہ اور بیضہ جسم کی شکل کس طرح اختیار کرتے ہیں؟

بچہ اپنے والدین جیسا کیوں ہوتا ہے؟

بچہ کس طرح پیدا ہوتا ہے؟

کیا غیر شادی شدہ عورتوں کے بچے ہو سکتے ہیں؟

(ii) والدین اور اساتذہ کے سوالات:

کیا ماقبل بلوغ بچوں میں جنسی احساس یک لخت پیدا ہوتا ہے؟

اس نوبت پر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

اس عمر میں اگر لڑکے اور لڑکیاں سوالات نہ کریں تو کیا کیا جائے؟

بچے جو بھی جانتے ہیں اس کے متعلق اپنے ہمجولیوں سے کیا تبادلہ خیال کرتے ہیں؟

جنسی معلومات کی کتابیں کہاں سے مل سکتی ہیں؟

کیا بچوں کا اپنے ہم عمروں سے میل جول مناسب ہے؟

اگر بچہ بدزبانی کرنے لگے تو کیا کیا جائے؟

ایک اچھے باپ یا ماں بننے کیلئے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

(۳.۷) بلوغ (Adulthood)

(i) بچوں کے سوالات:

کیا شادی سے پہلے مجامعت کرنا غلطی ہے؟

ضبط ولادت سے کیا مُراد ہے؟

کیا مشت زنی یا خود لذتی (جلق) بالغوں کیلئے مضر ہے؟

حمل سے کیا مراد ہے اور اس میں کیا ہوتا ہے؟

بچہ کس طرح پیدا ہوتا ہے؟

مجامعت کے کیا معنی ہیں؟

بانجھ پن کسے کہتے ہیں؟

جنسی برودت (کم احساسی) کس کو کہتے ہیں؟

ہم جنسی تعلق کس کو کہتے ہیں؟

لوگ ہم جنسی کی لت میں کیوں پڑ جاتے ہیں؟

کیا ہم جنسی کی عادت قابلِ علاج ہے؟

فحش کاری کسے کہتے ہیں؟

امراض خبیثہ سے کیا مُراد ہے؟

عدم مدافعت کا جنسی مرض (Acquired Immnno - Defeciency Syndrome) کیسے پیدا ہوتا ہے اور اس سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟

اسقاط حمل کس کو کہتے ہیں؟

بلوغ کا کیا مفہوم ہے؟

(ii) اساتذہ اور والدین کے سوالات:

رجولیت (مردانگی) اور نسائیت سے کیا مُراد ہے؟

بلوغ میں جنسی نشوونما کس طرح ہوتی ہے؟

بالغوں کو جنس کے جذباتی تعلق سے کون سی معلومات ضروری ہیں؟

بالغوں کو نظام تولید و تناسل کے متعلق کون سی معلومات مہیا کی جانی چاہئیں؟

اگر ہم ان پر سختی نہ کریں تو کیا نوجوان بے راہ روی میں مبتلا ہو جائیں گے؟

ہم اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کی بلوغ کے دوران کس طرح مدد کر سکتے ہیں؟

ہمیں اس تربیت کیلئے کہاں سے مدد مل سکے گی؟

(۳.۸) مباشرت (Intercourse) :

مردوں کی مباشرت (اور پیشاب) کرنے کے لیے سے عضو کو عضو تناسل کہتے ہیں۔ یہ نرم اور سکڑا ہوا ہوتا ہے۔ مگر جب مرد کو جنسی خواہش محسوس ہوتی ہے تو اس میں خون بھر جاتا ہے، اور یہ سخت اور لمبا ہو جاتا

ہے۔میاں بیوی جب مباشرت کرتے ہیں تو خاوند اپنے عضو کو پکڑ کر بیوی کی پیشاب کی جگہ (اندام نہانی) کے اندر گھسا دیتا ہے۔شروع میں تیل یا چکنی چیز لگا کر یہ عمل کرنا چاہیے،مگر بعد میں مردانہ اور زنانہ جنسی اعضا سے خود بخود اتنا چکنا سا پانی نکلتا ہے کہ باہر سے لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔اس کے بعد مرد عضو کو اندر باہر کرتا ہے۔یہ عمل میاں بیوی دونوں کیلئے نہایت پر لطف ہوتا ہے۔شروع میں،یعنی چند ماہ تک،بیوی کو تکلیف ہوتی ہے،جو وقت کے ساتھ ساتھ کم ہو جاتی ہے۔ایک منٹ سے لے کر کئی منٹ تک ایسا ہوتا رہتا ہے۔پھر مرد کا لطف انتہا کو پہنچتا ہے اور اس کا عمل بھی تیز ہو جاتا ہے۔اس وقت عضو میں سے کچھ سفید رقیق مادہ نکلتا ہے جسے منی کہتے ہیں۔اس کے ساتھ ہی عضو کی سختی عموماً ختم ہو جاتی ہے۔ اور مرد کا جسم ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔اور مباشرت کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔جب مباشرت کے آخری لمحے ہوتے ہیں تو عورت کو بھی عموماً انتہائی لطف محسوس ہوتا ہے۔اور اس کے جسم کی جنبش بھی بڑھ جاتی ہے۔اور پھر بعد میں رفتہ رفتہ سست پڑ جاتی ہے۔اور پھر مرد کے ساتھ ساتھ یا کچھ لمحے بعد عورت بھی رک جاتی ہے۔اس فعل کو مباشرت یا ہمبستری کہتے ہیں۔انگریزی میں اس کو Sexual Intercourse کہتے ہیں۔

یہ عمل بچے کی پیدائش کیلئے ضروری ہے۔ویسے آج کل منی کو سرنج میں بھر کر بھی عورت کے اندر داخل کیا جا سکتا ہے۔اور اس طریقے سے بھی حمل ہو جاتا ہے۔یعنی عورت کی بچہ دانی (Uterus) میں بچہ تشکیل پا جاتا ہے۔ اس طریقے کو مصنوعی حمل کا طریقہ کہتے ہیں۔ انگریزی میں (Artificial Insemination) کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے درمیان مباشرت کو نفل عبادت کے برابر قرار دیا ہے۔البتہ اگر میاں بیوی کے علاوہ کسی سے یہ فعل کیا جائے تو سخت سزا ہے۔اس کو زنا کہتے ہیں اور اگر زنا شادی شدہ مرد یا عورت کرے تو سزا موت ہے اور غیر شادی فرد کرے تو 100 کوڑے ہیں۔

(۳.۹) حمل اور ولادت:

منی میں چھوٹے چھوٹے جرثومے (نطفے) ہوتے ہیں جنہیں انگریزی میں Sperm کہتے ہیں۔وہ منی کے ایک قطرے میں ہزاروں کی تعداد میں ہوتے ہیں۔ان میں ہلنے جلنے کی قوت ہوتی ہے۔

عورت کے جسم میں ایک چھوٹا سا غدود ہوتا ہے،جو ایک بادام کی شکل کا ہوتا ہے،اور اتنا ہی بڑا۔وہ بچہ دانی کے دونوں طرف ایک ایک ہوتا ہے۔اس کا رابطہ بچہ دانی سے ایک نالی کے ذریعے ہوتا ہے۔اس

غدود کو Ovary کہتے ہیں۔ہر غدود میں ہر ماہ ایک عدد انڈا پیدا ہوتا ہے جو ایک پن (PIN) کے موٹے حصے کے برابر ہوتا ہے۔یہ دونوں انڈے نالی کے ذریعے بچہ دانی میں چلے جاتے ہیں۔ادھر مرد کا نطفہ یا جرثومہ (Sperm) بھی ہل ہل کر بچہ دانی میں گھس جاتا ہے اور وہاں ان دونوں کا ملاپ ہو جاتا ہے۔ اگر انڈا وہاں نہ پہنچ سکے یا پہنچ تو جائے مگر نطفے سے مل نہ سکے تو پھر حمل نہیں ہوتا،یعنی بچہ نہیں بنتا۔اگر انڈا اور نطفہ مل جائیں تو نطفہ انڈے کے اندر گھس جاتا ہے اور پھر بچے کی پیدائش کا آغاز ہو جاتا ہے۔

یہ انڈا ماہواری کے تقریباً ۱۰/۱۵ دن بعد پیدا ہوتا ہے۔اور پیدائش کے تین دن تک اس قابل رہتا ہے کہ نطفہ مل جائے تو بچہ بن جاتا ہے۔چنانچہ اگر استقرار حمل مقصود ہو تو مباشرت کا سب سے اچھا وقت ماہواری کے ۱۰/۱۵ دن بعد ہے اور اگر اس سے بچنا مقصود ہے تو ماہواری سے ایک ہفتہ قبل سے لے کر ماہواری سے ایک ہفتہ بعد تک سب سے بہتر ہے۔

بچہ دانی میں جب انڈے اور نطفے کا ملاپ ہو جائے تو اس کے بعد بچے کو مکمل ہونے میں ۹ ماہ لگتے ہیں۔اس دوران ماں کا پیٹ پھول جاتا ہے۔پھر اس کی پیدائش کا وقت آتا ہے۔بچہ ماں کی پیشاب کی جگہ (اندام نہانی) سے نکلتا ہے۔زچگی یعنی بچے کی پیدائش کے وقت قدرت بچہ دانی سے باہر تک کی نالی کو اتنا نرم اور لچکدار کر دیتی ہے کہ بچہ اس میں سے گزر سکے اور بچہ دانی زور زور سے سکڑ کر بچے کو دھکیلتی ہوئی باہر نکال دیتی ہے۔پیٹ کے پٹھے بھی زور سے سکڑتے ہیں اور بچہ کو باہر نکالنے میں مدد دیتے ہیں۔عموماً پیدائش کے وقت پہلے بچے کا سر نکلتا ہے پھر چہرہ نظر آتا ہے۔اس کے بعد کندھے ایک ایک کرکے باہر آتے ہیں اور پھر پورا جسم اور ٹانگیں باہر آتی ہیں۔

جب بچہ پورا باہر آتا ہے تو فوراً سانس لیتا ہے اور رونے لگتا ہے،کیونکہ ماں کے پیٹ میں وہ سانس نہیں لیتا۔اس کی غذا ایک نالی کے ذریعے ماں کے خون کی صورت میں اس کے ناف میں پہنچتی تھی۔یہ نالی دونوں طرف سے باندھ دی جاتی ہے اور پھر بیچ سے کاٹ دی جاتی ہے۔اب بچہ ماں سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔

اگر انڈا اور نطفے (Sperm) کا ملاپ نہ ہو تو بچے دانی کی اندرونی جھلی اکھڑنے لگتی ہے اور تھوڑے خون کے ساتھ مل کر رحم سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر باہر آنے لگتی ہے۔اس کو حیض کہتے ہیں،غیر حاملہ خواتین میں یہ خون ہر ماہ آتا ہے۔یہ دس گیارہ سال کی عمر میں آنا شروع ہوتا ہے اور ۵۰/۵۵ سال تک آتا رہتا ہے،پھر بند ہو جاتا ہے۔یہ عموماً ۴/۵ دن آتا ہے اور تھوڑی مقدار میں ہوتا ہے۔اگر دن زیادہ

ہوجائیں یا مقدار بہت ہوجائے تو ڈاکٹر سے مشورہ کر لینا چاہیے۔اس زمانے میں پیٹ اور جسم میں تھوڑا درد بھی ہوتا ہے۔

حمل اور ولادت پر قرآنی آیات

''وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پا رہا ہے'' (سورہ القمان۔آیت ۳۴)

''اس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا، پھر وہ ہی ہے جس نے اس جان سے اس کا جوڑا بنایا اور اسی نے تمہارے لئے مویشیوں میں سے آٹھ نر و مادہ پیدا کئے۔ وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے''۔(سورہ الزمر۔آیت ۶)

''وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر وہ تمہیں بچے کی شکل میں نکالتا ہے۔ پھر تمہیں بڑھاتا ہے تا کہ تم اپنی پوری طاقت کو پہنچ جاؤ اور بڑھاتا ہے تا کہ تم بڑھاپے کو پہنچو اور تم میں سے کوئی پہلے ہی واپس بلا لیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا جاتا ہے تا کہ تم اپنے مقرر وقت تک پہنچ جاؤ اور اس لئے کہ تم حقیقت کو سمجھو۔'' (سورہ المومن آیت ۶۷)

''اس نے زمین اور آسمان کو برحق پیدا کیا ہے اور تمہاری صورت بنائی اور بڑی عمدہ بنائی ہے اور اسی کی طرف آخر کار تم کو پلٹنا ہے۔'' (سورہ التغابن آیت ۳)

(۳.۱۰) احتلام (Nocturnal Ejaculation) :

بلوغ کے ساتھ ہی لڑکوں میں جہاں جسمانی اور جذباتی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں وہاں فعلیاتی اعتبار سے بھی اعضائے تناسل اپنے مفوضہ وظیفہ کیلئے تیار ہوجاتے ہیں۔ غدودوں میں منی کا تیار ہونا، اعضائے تناسل میں بالیدگی، جنسی احساس، صنف نازک سے رغبت، سب کے سب جنسی ہیجان کا باعث ہوتے ہیں۔ غدودوں میں تیار ہونے والی منی کا ایک جزو جسم میں جذب ہوجاتا ہے اور باقی ماندہ منی جو اپنی تھیلیوں میں مزید نہیں سمو سکتی وہ وقتاً فوقتاً جسم سے خارج ہوتی رہتی ہے۔ یہ اخراج کچھ تو منی کے جمع ہوجانے اور کچھ جنسی تحریکات کے نتیجہ کے طور پر ہوتا رہتا ہے۔ اس عمل کو احتلام کہا جاتا ہے۔ یہ بالکل طبعی عمل ہے۔

ایک اوسط نوجوان کو جو معمولی طور پر مصروف ہو مہینے میں کئی بار احتلام ہونا کوئی تشویش کی بات

نہیں۔اس میں اضافہ ٹیلیویژن اور دیگر جنسی محرکات کی وجہ سے ہوتا ہے۔ منی کے خارج ہونے پر کمزوری کا احساس یا خود لذتی کے عواقب سے اس عمل کو متعلق کر کے نوجوان بے حد پریشان ہوجاتے ہیں۔ ایسے نوجوان جن کو گھر یا مدرسہ میں کوئی رہبری میسر نہیں، اشتہاری عطائیوں کیلئے تر نوالہ ثابت ہوتے ہیں، اور ذہنی پراگندگی، تعلیم کا حرج، مالی نقصان وغیرہ جیسے آلام بھگتنا پڑتے ہیں۔

(۳.۱۱) ختنہ (Circumcision) :

ختنہ کا عمل کئی ہزار سال قدیم ہے۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ایک ہی دن ختنہ ہوا اور یہیں سے ختنہ کا رواج چل پڑا، مذہب اسلام نے جن قدیم رسوم سے استفادہ کیا ہے ان میں ایک ختنہ بھی ہے۔

جنسی صحتیات کے اعتبار سے یہ عمل نہایت مستحسن ہے۔ عضو تناسل کا سرا سپاری نما ہوتا ہے، جس کو حشفہ کہا جاتا ہے۔ یہ ایک جلدی تہہ سے ڈھکا ہوا ہوتا ہے۔ حشفہ اور چمڑی کے درمیان رطوبت کی موجودگی اور گندگی جمع ہونے کے باعث زیادہ سے زیادہ صاف ستھرے رہنے والوں میں بھی غلیظ مادے کا جمع رہنا ایک معلومہ حقیقت ہے۔ اس کی موجودگی سے متعدد بیماریوں اور سرطان جیسا مہلک مرض لاحق ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ نوجوانوں میں اس گندگی سے خراش کے نتیجہ کے طور پر خود لذتی کا عمل ناگزیر ہوجاتا ہے۔ بعض صورتوں میں یہ گھونگھٹ نما چمڑی اس قدر تنگ ہوتی ہے کہ خیزی کے وقت حشفہ پر سے آسانی سے نہیں ہٹ سکتی اور نتیجتاً خیزی کے وقت تکلیف اور بعض وقت مجامعت ناممکن ہوجاتی ہے۔ ان وجوہات سے ختنہ ایک نہایت مستحسن عمل ہے۔ آج سے تقریباً چالیس پچاس سال پہلے تک مغربی ممالک اور دیگر مذاہب کے لوگ مسلمانوں کو ان کے ختنہ کے عمل پر نکتہ چینی کرتے اور وحشیانہ قرار دیتے رہے ہیں، مگر ختنہ کی برکات سے واقف ہو کر اب کم وبیش ہر بچہ جو ان ممالک کے کسی ادارے میں پیدا ہوتا ہے، ختنہ کے بغیر گھر نہیں جاتا۔

(۳.۱۲) منی کی افزائش (Production of semen) :

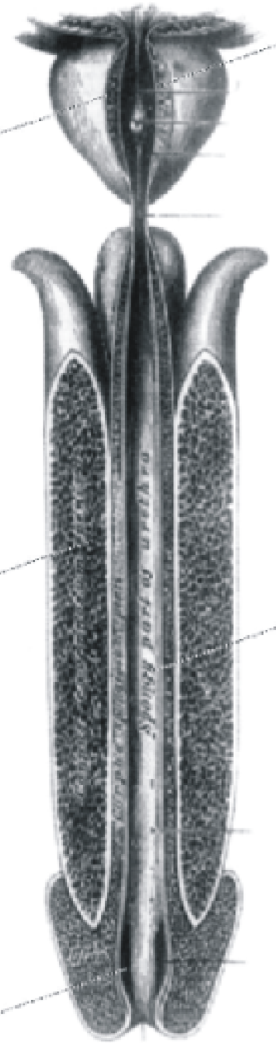
جنسی معاملات میں لاعلمی کی وجہ سے بہت سی غلط فہمیاں زبان زد خاص وعام ہیں۔ ان میں منی کی افزائش کے متعلق چند غلط فہمیاں عام ہیں۔ ''منی کے اخراج سے کمزوری لاحق ہوتی ہے''۔ ''منی کا ایک

قطرہ کئی پونڈ خون سے بنتا ہے'۔ ''مجامعت کی کثرت کی وجہ سے خارج ہونے والی منی مرد کو موت سے قریب کر دیتی ہے۔'' یہ سارے بیانات غلط فہمی پر مبنی ہیں۔منی تین جنسی غدودوں کی مشترکہ پیداوار ہے۔ اس کی افزائش بلوغ کے بعد شروع ہوتی ہے اور کبرسنی میں بھی جاری رہ سکتی ہے۔ان غدودوں میں سے ایک جوڑی جو خصیئے (Testes) کہلاتے ہیں نطفہ پیدا کرتے ہیں۔دوسری جوڑی جن کو منی کے تھیلے (Seminal Vesicles) کہنا مناسب ہوگا ایک دودھیا قسم کی رطوبت تیار کرتے ہیں۔نطفے جو مسلسل بنتے رہتے ہیں، کروڑوں کی تعداد میں ایک خاص نالی کے ذریعہ منی کے تھیلوں تک پہنچتے اور اس میں ہفتوں محفوظ رہتے ہیں۔ان چشموں میں پیدا کردہ رطوبت ان کی غذا ہوتی ہے۔تیسرا غدود جس کو غدہ (Prostate) کہا جاتا ہے تھوک کی مانند رطوبت پیدا کرتا ہے جس کو مذی کہا جاتا ہے۔جنسی ہیجان کے نتیجہ کے طور پر خواہ وہ کسی نوعیت کا ہو منی پیشاب کی نالی کے ذریعے جسم سے خارج ہوتی ہے۔منی، منی کے تھیلوں میں جمع ہوتی ہے مگر اس کی تیاری میں خون بالراست کام نہیں آتا ہے، جسم کی کسی بھی رطوبت کی طرح منی متذکرہ غدودوں میں تیار ہوتی ہے، ان غدودوں کو صحت مند اور کارگزار رکھنے کیلئے خون وہی کردار ادا کرتا ہے جو دوران حیات میں کسی اور عضو کی فعلیاتی خصوصیات کو برقرار رکھنے میں۔ ان معلومات کی روشنی میں منی سے متعلق بیان کردہ اوہام بے معنی ہوجاتے ہیں۔

(۳.۱۴) مثانہ (Bladder) :

مثانہ ایک تھیلی ہے، جس میں گردوں میں تیار کیا ہوا پیشاب اس وقت تک جمع رہتا ہے جب تک کہ اس کو خارج نہ کیا جائے۔اس کا جنسی وظیفہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پیشاب کی نالی جو مثانہ سے پیشاب کو خارج کرتی ہے، جنسی طریقہ کے تعلق سے اخراج منی کے بھی کام آتی ہے۔اس طرح پیشاب سے متعلق اعضاء اور جنسی اعضاء کا پڑوس میں ہونا مسلّم ہے۔مگر فعلیاتی اعتبار سے ان کا کوئی باہمی تعلق نہیں۔''مثانہ کی کمزوری'' جنسی امراض سے متعلق بازاری اشتہارات کی عام سرخی ہوتی ہے۔ یہ ایک مبہم حربہ ہے جس سے نوجوان پریشان تو ہوجاتے ہیں مگر اس کا جنسی وظیفہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مردانہ جنسی اعضاء



(۴) مردانہ جنسی اعضاء
(Male sexual organs)

(۴.۱) عضوتناسل (Penis) :

(دیکھیں تصویر نمبر1)

مردانہ اعضائے تناسل کا کچھ حصہ زیرِ ناف دوٹانگوں کے درمیان، باہر کی طرف نمایاں رہتا ہے۔ اعضائے تناسل جو باہر دکھائی دیتے ہیں ان کا ایک حصہ اندر تک دوسرے اندرونی اعضائے تناسل سے منسلک ہے۔ بظاہر عضوتناسل معمولی عضلات سے بنا ہوا معلوم ہوتا ہے، فی الحقیقت یہ ایک ایسی بافت سے بنایا گیا ہے کہ جس کی ساخت اسپنج کی سی ہوتی ہے۔ اس کی مصلحت یہ ہے کہ، جنسی تحریک کے نتیجہ میں جب خون شدت سے عضوتناسل میں داخل ہوتا ہے تو اس میں خیزی (سختی) ممکن ہوجاتی ہے۔

(دیکھیں تصویر نمبر4)

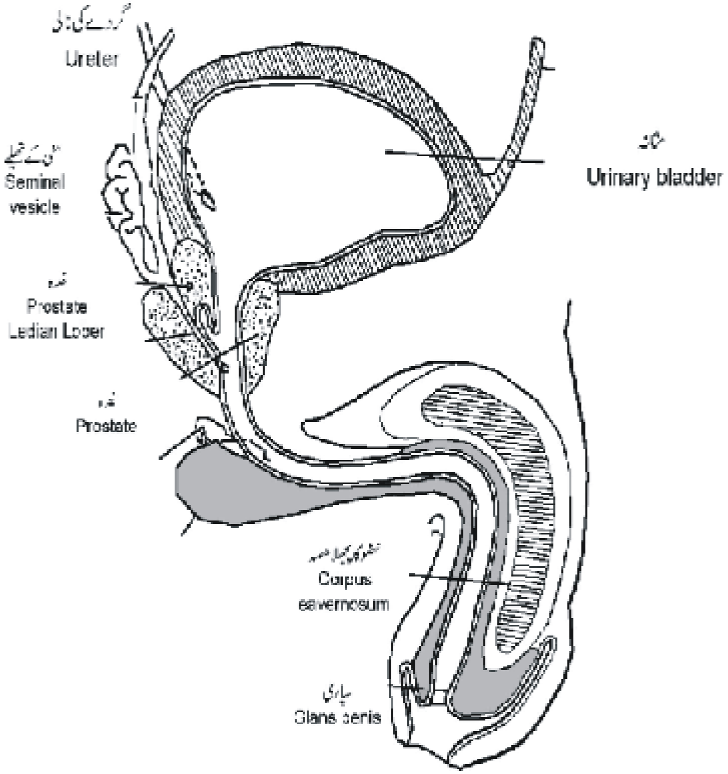
خیزی مجامعت (مباشرت) کیلئے ایک لازمی کیفیت ہے۔ عضوتناسل کے باہر کا سرا گول سپاری نما ہوتا ہے جس کو حشفہ کہا جاتا ہے۔ عضوتناسل کے دوسرے حصوں کے مقابلے میں حشفہ زیادہ حساس ہوتا ہے، اس پر ایک گھونگھٹ نما چمڑی ہوتی ہے جو ختنہ کے عمل سے عموماً کاٹ دی جاتی ہے۔

مغربی اقوام حال تک اس عمل کو ایک وحشیانہ عمل سمجھ کر ہنستی رہیں، مگر حشفہ اور اس چمڑی کے درمیان جمع ہونے والی گندگیوں کی وجہ سے جو متعدد بیماریاں خصوصاً سرطان پیدا ہوا تو نتیجتاً آج یورپ اور امریکہ میں بھی ختنہ کا عمل بچہ پیدا ہونے کے فوراً بعد بالکل اسی طرح کیا جارہا ہے جیسے کہ مسلمان کرتے ہیں۔

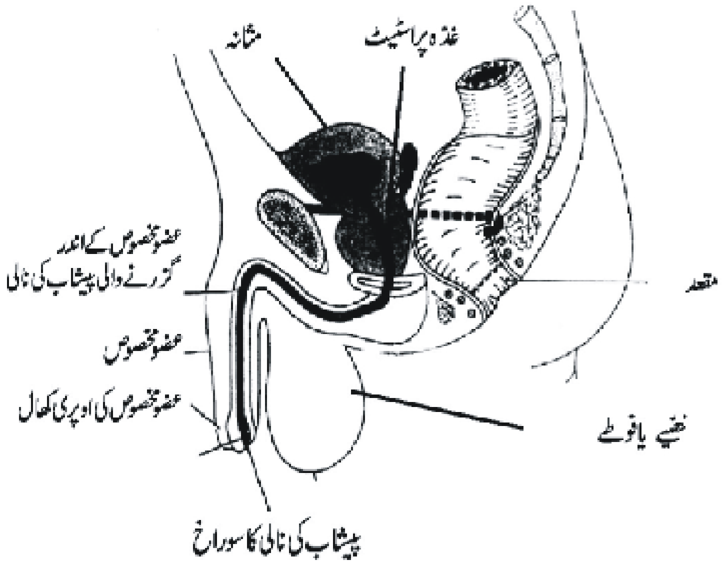
(دیکھیں تصویر نمبر2)

عضوتناسل کی پوری لمبائی میں ایک نالی ہے جو ایک طرف تو حشفہ کے وسط میں کھلتی ہے اور دوسری طرف مثانہ (پیشاب کی تھیلی) سے جاملتی ہے۔ مثانہ گردوں میں بننے والے پیشاب کو اس وقت تک اندر محفوظ رکھتا ہے، جب تک مثانہ اس قدر نہ بھر جائے کہ دباؤ کی وجہ سے پیشاب کی حاجت محسوس ہو۔ مثانہ کا بالراست یا بالواسطہ جنسی وظیفہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مثانہ اور پیشاب کی نالی کے سنگم پر ایک عضلاتی

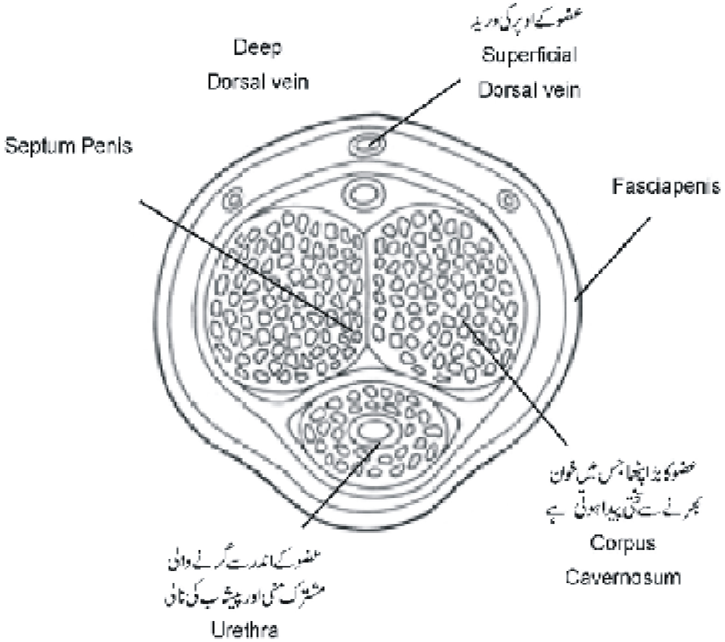
مردانہ جنسی اعضاء



مردانہ اندرونی جنسی اعضاء



عضو کے اندر کی ساخت



دریچہ (Valve) ہوتا ہے، جس کی وجہ سے مثانہ میں جمع شدہ پیشاب غیر ارادی طور پر نہیں نکل سکتا۔ بچوں کو عموماً ایک اور ڈیڑھ سال کے درمیان اس والو (Valve) پر قابو حاصل ہوجاتا ہے۔ اس والو سے تقریباً ڈیڑھ انچ آگے کی طرف ایک اور اسی طرح کا والو ہوتا ہے، جس کی وجہ سے عموماً پیشاب کی نالی دو حصوں میں تقسیم ہوجاتی ہے۔ ان دونوں والو کا درمیانی حصہ جسم کے حساس ترین حصوں میں سے ایک ہے اور یہیں سے جنسی ہیجان کے نتیجہ کے طور پر منی کا انزال ہوتا ہے۔ اس حصے کی غیر معمولی حس کو لذتِ انزال کہا جاتا ہے، جو جنسی وظیفہ کا دوسرا اہم مقصد ہے۔ معمولاً یہ نالی مثانہ میں جمع شدہ پیشاب کے اخراج کا ذریعہ ہے اور جنسی ہیجان کی ایک خاص نوبت پر منی جب اپنے چشموں سے خارج ہوتی ہے تو لذتِ انزال کا باعث بن جاتی ہے۔

(۴.۲) فوطے (Testicles) :

(دیکھیں تصویر نمبر 3)

اعضائے تناسل کا دوسرا حصہ جو نیچے کی طرف لٹکا ہوا ہوتا ہے ایک نرم اور لچکدار جلد کی ایک بٹوا نما تھیلی (Scrotum) ہوتی ہے۔ اس بٹوے کا مصرف ان دو جنسی غدود کا قیام ہوتا ہے جنہیں خصیئے یا فوطے (Testicles) کہتے ہیں۔

بچہ جب رحم میں تین اور چار ماہ کے درمیان ہوتا ہے، تو اس کی جنس کا تعین ہوجاتا ہے۔ اگر اس میں لڑکا بننے کے عناصر موجود ہوں تو لڑکے کے اعضائے تناسل اور اگر لڑکی بننا ہو تو لڑکی کے اعضائے تناسل وجود میں آنے لگتے ہیں۔ ان اعضائے تناسل کے ساتھ غدودوں کا ایک نظام بھی وجود میں آتا ہے، جن میں پیدا ہونے والی رطوبتیں مستقبل کے مرد کی تعمیر میں مصروف عمل ہوجاتی ہیں۔ لڑکا جب لڑکپن سے جوانی میں قدم رکھتا ہے تو ان رطوبتوں کی پیدائش تیز تر ہوجاتی ہے۔

اس کے علاوہ انہی غدودوں کے ایک حصے سے حیوانات منویہ یا نطفے (Sperms) پیدا ہونے لگتے ہیں، جن کی وجہ سے تسلسل حیات ممکن ہوتا ہے۔

خصیوں یا فوطوں کی تھیلی بہت لچکدار ہوتی ہے، گرمیوں میں یہ لٹک جاتی ہے، تا کہ خصیئے جسم کی حرارت سے دور اور ٹھنڈے رہیں، اور سردیوں میں یہ سکڑ جاتی ہے تا کہ سردی سے خصیئوں کو بچا کر جسم کی گرمی سے مستفید رہے۔

(۴.۳) منی کے تھیلے (Seminal Vesicles):

خصیوں میں پیدا ہونے والے نطفے ایک خاص نالی (Vas Deferens) کے ذریعے منی کی تھیلیوں (Seminal Vesicles) تک پہنچ جاتے ہیں، جن میں ان کیلئے غذا اور مناسب ماحول مہیا رہتا ہے۔ اس طرح کروڑوں کی تعداد میں پیدا ہونے والے نطفے ہفتوں ان تھیلیوں میں محفوظ رہتے ہیں۔ جنسی ہیجان کے نتیجے کے طور پر (خواہ مجامعت ہو، خودلذتی ہو یا احتلام) یہ جمع شدہ نطفے دوسری رطوبتوں کے ساتھ ایک تنگ راستے سے ہوکر پیشاب کی نالی کے اس حصے میں آ کر گرتے ہیں جہاں سے لذتِ انزال کا محسوس ہونا اوپر بیان کیا گیا ہے۔

(۴.۴) غدہ (Prostate):

خصیئے (Testicles) اور منی (Semen) کے دوسرے چشموں کے علاوہ ایک اور غدہ (Prostate) پیشاب کی نالی کی جڑ کے گرد لپٹا ہوتا ہے، جس میں پیدا ہونے والی رطوبت جنسی ہیجان کے ابتدائی مرحلے پر لعاب کی طرح ایک رطوبت کی شکل میں پوری پیشاب کی نالی میں پھیل جاتی ہے اور باہر بھی خارج ہوجاتی ہے۔

(۵) عورت کے اعضائے تناسل
(Female Sexual Organs)

(۵.۱) بیرونی اعضا (External Genitalia) :

یوں تو عورت کے جسم کا ہر خلیہ مرد کے خلیوں سے مختلف ہوتا ہے، جو خوردبین ہی کے ذریعہ سے واضح کیا جاسکتا ہے، مگر آنکھ، ناک، کان، دماغ، ہاتھ پیر وغیرہ میں مرد اور عورت میں سوائے نزاکت کے اور کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا۔ فرق صرف اعضائے جنسی میں ہوتا ہے اور ان سے متعلق غدودوں میں پیدا ہونے والی رطوبتوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(صفحہ نمبر 42 پر تصویر دیکھیں)

عورت کے اعضائے تناسل بھی مرد کی طرح پیٹ کے نچلے حصے یعنی پیڑو میں ہوتے ہیں۔ گو کہ بظاہر ان کی ساخت مرد کے اعضائے تناسل سے بالکل مختلف ہوتی ہے، مگر یہ ایک دوسرے کے بالکل مطابق یا ضمیمہ ہوتے ہیں۔ بالالفاظ دیگر یہ ایک دوسرے کیلئے ہی بنائے گئے ہیں۔ عورت کے اعضائے تناسل کا بیشتر حصہ پیڑو میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ باہر کی طرف ایک مثلث نما گدی کی طرح ایک حصہ اندرونی اعضائے تناسل کی حفاظت کرتا ہے، اس گدی نما عضو میں ابھار اتنا ہی کم یا زیادہ ہوتا ہے جتنا کہ عورت کے جسم میں چربی ہوتی ہے۔ اس گدی کے وسط میں ایک شگاف ہوتا ہے، جس کو اندامِ نہانی (Vulva) کہا جاتا ہے۔ اس شگاف کے اوپر کے سرے پر ایک نازک چمڑی کا گھونگھٹ ہوتا ہے جس کے اندر ایک گنڈی نما عضو چھپا ہوا ہوتا ہے، جس کو بظر یا دانہ (Clitoris) کہتے ہیں۔ عورت کے اعضائے تناسل میں یہ عضو سب سے زیادہ حسّاس ہوتا ہے اور عورت میں جنسی ہیجان پیدا کرنے کیلئے اس کو مس کرنا ضروری ہے۔

اس عضو سے کچھ نیچے ایک باریک سوراخ ہوتا ہے جو پیشاب کی نالی کا اگلا سرا ہوتا ہے۔ اس سوراخ سے مثانہ تک پیشاب کے اخراج کا راستہ ہوتا ہے، جو مرد کی پیشاب کی نالی سے بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ مثانہ اور اس سے اوپر کے حصے میں مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں۔

پیشاب کے سوراخ سے کچھ نیچے ایک نرم اور نازک سوراخ ہوتا ہے جو فرج (Vagina) کا اگلا سرا ہوتا ہے۔ فرج کا یہ سوراخ کم و بیش ایک مہین اور نازک پردہ سے ڈھکا ہوتا ہے۔ اس کو پردہ بکارت

(Hymen) کہا جاتا ہے۔ اس میں ایک یا ایک سے زیادہ سوراخ ہوتے ہیں، جس میں سے ماہواری کا خون خارج ہوتا ہے۔ عموماً یہ پردہ پہلی مجامعت میں ہی پھٹ جاتا ہے۔ پردہ بکارت کو ماضی میں بڑی اہمیت دی جاتی تھی اور اس کو عورت کے باکرہ ہونے کا معیار سمجھا جاتا تھا۔ آج جب کہ عورتیں بھی مرد کی طرح مختلف قسم کے کھیلوں میں حصہ لیتی ہیں اور بعض وقت خودلذتی بھی کرتی ہیں اس لئے پردہ بکارت بہت سی عورتوں میں محفوظ نہیں رہتا۔

(۵.۲) زنانہ اندرونی جنسی اعضاء
(Internal female sexual organs):

(دیکھیں تصویر نمبر 5)

زنانہ اعضا کا بیرونی سوراخ ایک ایسی نالی کا اگلا سرا ہے جس کو فرج (Vagina) کہا جاتا ہے۔ فرج ایک لچکدار نالی ہوتی ہے، جس کا اندرونی سرا بند ہوتا ہے۔ اس بند سرے میں رحم یا بچہ دانی (Uterus) کا نچلا حصہ نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے۔ رحم ایک ناشپاتی کی شکل کا عضلاتی عضو ہوتا ہے جس میں معمولاً چند قطروں سے زیادہ کوئی چیز سما نہیں سکتی۔ ناشپاتی نما رحم کا اوپر کا حصہ چوڑا اور فرج کے اندر تک پہنچنے والا نچلا حصہ چھوٹا ہوتا ہے۔ رحم کے دونوں جانب تقریباً 4 انچ لمبی دو نالیاں ہوتی ہیں جن کو نل یا فلوپی نالیاں (Fallopian Tubes) کہتے ہیں۔ ان نالیوں کے سروں پر ہر جانب بادام کے برابر ایک غدود ہوتا ہے۔ ان غدودوں کو ''خصیۃ الرحم'' (Ovaries) کہتے ہیں۔ یہ غدود اس وقت وجود میں آتے ہیں جب کہ لڑکی رحم مادر میں تین یا چار ماہ کی ہوتی ہے۔ ان میں پیدا ہونے والی کیمیائی رطوبتیں خون میں گھل مل کر لڑکی کی غیر محسوس گن مگر ایک قطعی انداز میں نسائی نشوونما کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ بالالفاظ دیگر عورت میں یہ غدود مرد کے خصیوں کے مماثل فرائض انجام دیتے ہیں۔ جس طرح بالغ ہونے کے بعد لڑکوں میں خصیئے نطفے تیار کرنا شروع کر دیتے ہیں، اسی مماثلت میں خصیۃ الرحم (Ovaries) عورت میں بیضے (Eggs) تیار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان ہر دو نر اور مادہ خلیوں کی پیدائش میں فرق حسب ذیل ہے۔

(۱) مرد کے خصیوں میں نطفے کروڑوں کی تعداد میں پیدا ہوتے ہیں اور ایک صحتمند جوان کے ہر انزال میں بیس لاکھ سے تیس کروڑ نطفے خارج ہوتے ہیں۔

(۲) اس کے برخلاف خصیۃ الرحم سے اٹھائیس دن میں ایک بیضہ تیار ہو کر خصیۃ الرحم کے درمیان والے نل کے تنگ راستے سے رحم کی طرف خراماں خراماں روانہ ہو جاتا ہے۔ اٹھائیس دن میں ہر خصیۃ الرحم سے ہر بار ایک پختہ بیضہ رحم کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔

(۳) بیضہ ۱/۲۰۰ انچ بڑا ہوتا ہے، یعنی ایک پن کے سر کے برابر۔ نطفہ اس قدر چھوٹا ہوتا ہے کہ بغیر خوردبین کی مدد کے نظر نہیں آتا۔ اس کو اگر ۶۰۰ گنا بڑھا کر خوردبین سے دیکھا جائے تو نطفہ پینسل کے ایک باریک نقطہ سے بڑا دکھائی نہیں دیتا۔

بیضہ اٹھائیس دن کے وسط میں ایک خاص دن میں خصیۃ الرحم سے نکل کر رحم کی طرف جاتا ہے اور اس دن اگر مجامعت کا عمل ہو، یعنی مرد کے جسم سے خارج شدہ منی کے ذریعہ نطفے مہیا کیے جائیں، تو بیضہ کا بارآور ہونا ممکن ہے۔ کروڑوں کی تعداد میں نطفے اپنے محبوب کی تلاش میں رحم سے گزر کر نلوں کی طرف رواں دواں ہو جاتے ہیں۔ اگر ایسے وقت نلوں میں پختہ بیضہ موجود ہو تو نطفے چیونٹیوں کی طرح اس سے لپٹ جاتے ہیں اور بالآخر ایک نطفہ بیضے کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس کو حمل کا قرار پانا یا بیضہ کا بارآور ہونا (Pregnancy) کہا جاتا ہے۔

یہ بارآور شدہ بیضہ رحم میں اتر کر اس میں موجود خون سے پرورش پاتا ہے اور چند دنوں میں رحم کے اندر پیوست ہونے کی کوشش کرتا ہے، یہی حمل کی ابتداء ہے۔

اٹھائیس دن میں ایک بیضے کی تیاری کے دوران قدرت رحم کے اندرونی حصے میں خون کی فراہمی کا انتظام ایک خاص التزام کے ساتھ کرتی رہتی ہے، اگر بارآور بیضہ رحم میں اتر آیا ہے تو رحم میں موجود خون اس کی پرورش میں صرف ہوتا ہے اور وہ اب جنین (Placenta) کہلاتا ہے۔

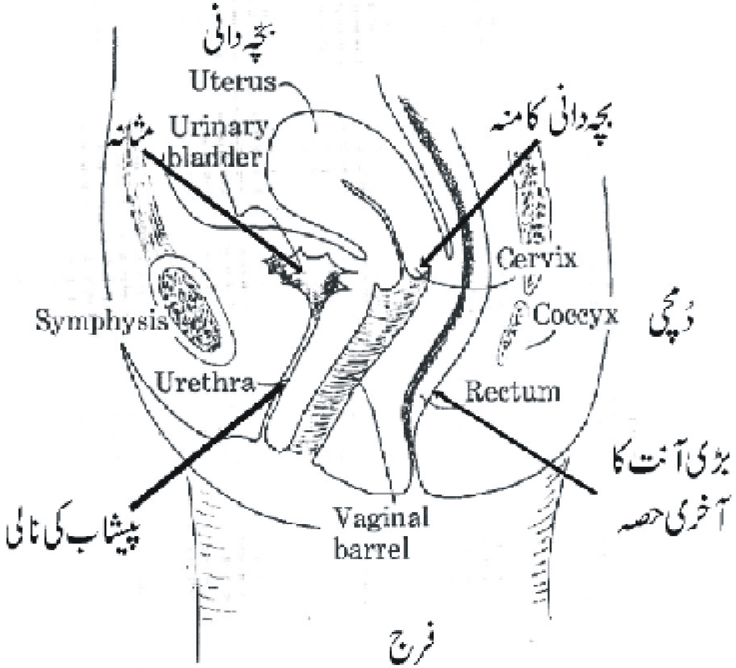
اپنی انگلیاں اس ہڈی پر رکھیں جو اندام نہانی کے اوپر ہے اور دونوں انگوٹھے کولھے کی سامنے کی ہڈی کے کونوں پر، اس تکون میں جسم کے اندر ہڈیوں میں محفوظ تمام جنسی اعضا موجود ہیں۔

(دیکھیں صفحات 39-40 پر تصاویر)

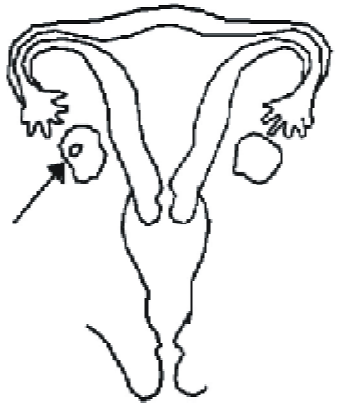
بیضہ دانیاں (Ovaries)۔ ان کا حجم بادام (بمع چھلکے) کے برابر ہوتا ہے۔ بیضہ دانی (Ovary) میں انڈے ذخیرہ ہوتے ہیں اور اس میں ہارمون بھی پیدا ہوتے ہیں۔ پیدائش کے وقت ہی بیضہ دانی میں تقریباً دو لاکھ (2,00,000) انڈے ہوتے ہیں۔ وہ چھلکوں میں بند ہوتے ہیں جنہیں فولیکل (Follicle) کہتے ہیں۔

نوجوانی میں پٹیوٹری (Pituitary) غدود سے جنسی رطوبتیں (Sex Hormones) نکلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ ان کے زیر اثر ہر ماہ ہر بیضہ دانی سے ایک انڈا فلوپی نالی میں نکل جاتا ہے۔ زندگی بھر

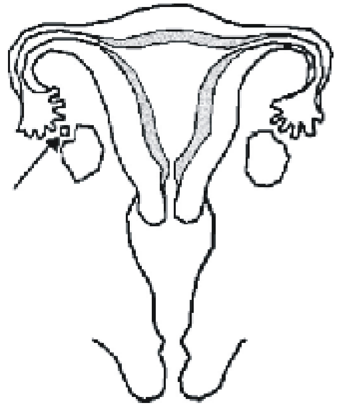
زنانہ اندرونی جنسی اعضاء



1



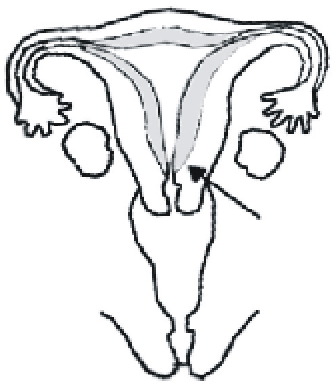
2



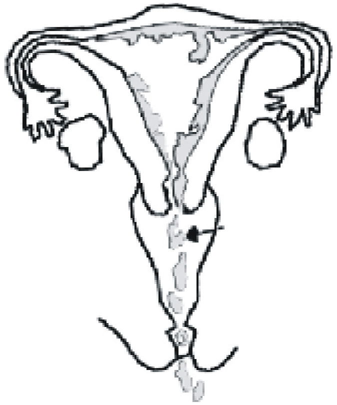
(1) ماہواری کے فوراً بعد پٹیوٹری (Pituitary) غدود سے ایک ہارمون کا اخراج ہوتا ہے جس کا اثر بیضہ دانی پر ہوتا ہے۔ اس کے زیر اثر انڈے بڑے ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔ یہ انڈے پھر بھی بہت چھوٹے ہوتے ہیں، تقریباً ایک نکتے کے برابر۔

(2) بیضہ دانی سے ایک ہارمون کا اخراج ہوتا ہے جو بچہ دانی کو متاثر کرتا ہے۔ اس کے زیر اثر بچے دانی کی اندرونی جھلی موٹی ہوجاتی ہے۔ بیضہ دانی کے انڈے بمع چھلکا (Follicle) اوپر آجاتے ہیں اور پھر ہر ماہ ایک چھلکا پھٹتا ہے اور اندر سے انڈا باہر فلوپی نالی کے سرے پر گرجاتا ہے۔ اس عمل کو انڈا پیدا ہونا (Ovulation) کہتے ہیں۔

3



4



(3) فلوپی نالی کے کنارے کا جال انڈے کو لے کر بچے دانی میں پہنچا دیتا ہے۔ اگر وہاں اس کو نطفہ مل جائے تو بچہ بننا شروع ہوجاتا ہے۔ انڈے کا چھلکا (Follicle) تب ایک ہارمون کا اخراج کرتا ہے جس کے زیر اثر بچے دانی کی جھلی میں خون کی شریانیں وافر مقدار میں پیدا ہوجاتی ہیں اور بچہ بننے کی صورت میں اس کو غذا مہیا کرتی ہیں۔

(4) اگر نطفہ اور بیضہ نہیں ملیں اور بچہ نہیں بنے تب بچے دانی کی جھلی اکھڑ جاتی ہے اور خون اور بیضہ کے ساتھ مل کر فرج کے ذریعے باہر آجاتی ہے۔ اس کو ماہواری کہتے ہیں۔

میں صرف چار سو (400) انڈے نکلتے ہیں، حالانکہ دو لاکھ (2,00,000) موجود ہوتے ہیں۔ بیضہ دانی کے ہارمون سے لڑکیوں کے جسم میں نسوانی تبدیلیاں آتی ہیں۔

☆فلوپی نالی (Fallopian tube)۔ ہر نالی تقریباً لمبائی اور موٹائی میں ایک بال پوائنٹ پین کے برابر ہوتی ہے۔

فلوپی نالیاں (Fallopian tubes) دو ہوتی ہیں۔ ان کا ایک سرا بچے دانی (Uterus) کے اندر جاتا ہے۔ اور دوسرا سرا بیضہ دانی کے گرد لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ یہ بیضہ دانی کے گرد اس طرح پھیلا ہوا ہوتا ہے کہ اس میں سے جب انڈا نکلتا ہے تو اسی کے اندر جاتا ہے۔ نالی میں لہریں اٹھتی ہیں، جس کی مدد سے انڈا بچے دانی کی طرف سفر کرتا ہے۔ نالی کے اندر باریک باریک بال بھی ہوتے ہیں جو اس طرح حرکت کرتے ہیں کہ انڈے کے سفر میں مزید استقامت اور تیزی آتی ہے۔

☆بچہ دانی (Uterus): دس سال کی عمر سے اس میں بڑھوتری آتی ہے۔ 18 سال کی عمر تک یہ حجم میں دگنی ہو جاتی ہے۔ اس وقت یہ آپ کی بند مٹھی کے برابر ہوتی ہے اور شکل میں ناشپاتی کی طرح۔ حمل کے آخر تک یہ ایک فٹ بال جتنی ہو جاتی ہے اور بچے کی پیدائش کے بعد پھر اپنے اصلی حجم کی ہو جاتی ہے۔

بچہ دانی (Uterus) میں نطفہ اور بیضہ مل کر بچہ بناتے ہیں اور وہ نو (9) ماہ اس ہی میں رہتا ہے۔ یہ مضبوط عضلاتی پٹھوں سے بنی ہوتی ہے اور جب بچہ پورا بن جاتا ہے تو زور لگا کر اس کو باہر نکالتی ہے۔ اس کی اندرونی سطح پر ایک جھلی ہوتی ہے، جس میں خون کی شریانیں اور غدود وافر مقدار میں ہوتے ہیں۔

☆ بچے دانی کا منہ (Cervix) نیچے فرج میں کھلتا ہے۔ عموماً یہ بند رہتا ہے، علاوہ اس کے کہ جب ماہواری کے خون کا اخراج ہوتا ہے یا بچہ پیدا ہوتا ہے۔

☆ فرج (Vagina) وہ نالی ہے جو اندام نہانی سے بچہ دانی تک جاتی ہے۔ اس کی لمبائی تین (3) سے چار (4) انچ ہوتی ہے۔ یہ پائپ کی طرح کھلی نہیں رہتی بلکہ موزے کی طرح بند رہتی ہے۔ اس میں ایک نرم جھلی ہوتی ہے۔ یہ بہت لچکدار ہوتی ہے اور بچہ اس میں سے پورا نکل جاتا ہے۔ ماہواری کا خون بھی اسی سے نکلتا ہے۔ مباشرت بھی اسی میں مرد کا عضو (Penis) ڈال کر ہوتی ہے۔

(۵.۳) جوانی (Puberty):

لڑکی کے جسمانی اور ذہنی، اعمال برابر بلوغ کی طرف رہبری کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ پہلے حیض کے بعد سے چہرے پر نسائیت، اعضاء میں دلکشی اور آنکھوں میں کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ مخصوص جاذبیت بعد کی زندگی میں بڑھتی جاتی ہے، جسم کا سڈول پن جو ساتویں سال سے شروع ہوا تھا، خاصا نمایاں ہو جاتا ہے اور کولہے کا پھیلاؤ بڑھ جاتا ہے۔

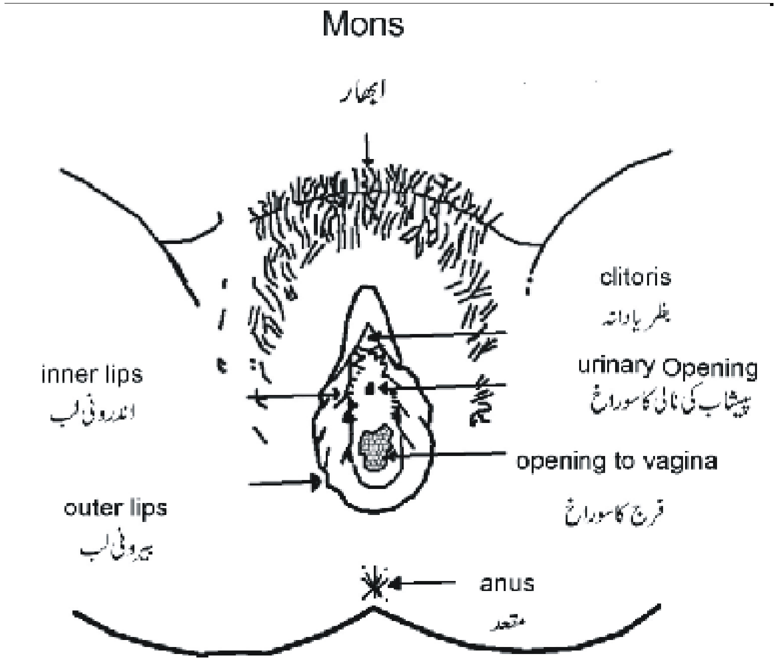
بلوغ کے ظہور سے لڑکی کی زندگی بحیثیت عورت کے شروع ہو جاتی ہے اور اس کے سارے مستقبل کا انحصار اسی دور کی کامل نگہداشت پر ہے۔ اس بیان کے آخری حصہ کی اہمیت کا اندازہ ہر شخص نہیں کر سکتا۔ اسے سنہری حروف میں لکھ کر ہر لڑکی کی خواب گاہ میں لٹکا دینا چاہیے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ لڑکیاں اس طوفانی دور میں ہر روشنی اور رہبری سے بے نیاز رہنا چاہتی ہیں۔ اس میں ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم جنسی مسائل کو شرم وحیا میں لپیٹ کر طاق میں رکھ کر بھول جاتے ہیں۔ لڑکیاں کچھ جاننا بھی چاہیں تو انہیں ایسے پراسرار انداز میں سمجھایا جاتا ہے کہ وہ اپنے اندرونی ہیجان کے متعلق کچھ سمجھ نہ سکیں۔ لڑکی کی زندگی میں حیض کا پہلا واقعہ نہایت اہم ہے۔ یہ بلوغت کی خارجی علامت ہے۔ اس کے ساتھ کولہے، پستان اور رانوں کی خصوصیتیں بھی زیادہ نمایاں ہو جاتی ہیں۔

(i) نوجوانی کے ہارمون: (Hormones of Puberty)

نوجوانی کی جسمانی اور جنسی تبدیلیاں خون میں پیدا ہونے والے ہارمون (خصوصی کیمیاوی اجزا) کی وجہ سے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔

پہلے ایک ہارمون دماغ کے ایک حصے سے نکلتا ہے جس کو ہائپوتھیلیمس (Hypothalamus) کہتے ہیں۔ اس کا اثر ایک دوسرے ذہنی غدود پٹیوٹری (Pituitary gland) پر ہوتا ہے۔

اس غدود سے دو ہارمون نکلتے ہیں، جو مردانہ اور زنانہ دونوں کے جنسی اعضا میں بڑھوتری پیدا کرتے ہیں۔ ہارمون کے زیر اثر بیضہ دانی میں انڈے پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں سے پھر ایک اور ہارمون نکلتا ہے جس کو ایسٹروجن (Estrogen) کہتے ہیں۔ اس کے زیر اثر خواتین میں چھاتیاں اور جنسی اعضا افزائش پاتے ہیں۔



(ii) اندام نہانی(Vulva):

یہ جگہ خواتین کی رانوں کے بیچ میں، زیرناف ہوتی ہے، جہاں سے پیشاب اور ماہواری کا خون نکلتا ہے۔اس جگہ کو اچھی طرح دیکھ لو۔ علیحدگی میں اور خوب روشنی میں فرش یا بستر پر بیٹھ جاؤ۔اپنے گھٹنے موڑ لو اور ٹانگیں خوب کھول لو۔ایک آئینہ ہاتھ میں لو اور اس کو ایسے پکڑو کہ وہ جگہ صحیح طور پر نظر آ جائے۔ سامنے اندام نہانی کی تصویر رکھ لو(اس صفحے پر اوپر موجود ہے)

☆بالکل اوپر کی طرف ایک گدی سی ہے، جس پر بال ہوتے ہیں۔

☆اس کے نیچے دو موٹے موٹے ہونٹوں کی طرح مگر لمبائی میں گدیاں ہیں۔ یہ اندر کے اعضا کو محفوظ رکھتی ہیں، ان کے اوپر بھی بال ہوتے ہیں۔ جوانی میں رفتہ رفتہ یہ موٹی ہو جاتی ہیں، بال زیادہ آ جاتے ہیں اور ہاتھ لگانے سے لطف آتا ہے۔

☆ان موٹے ہونٹوں کو ہٹا کر اندر دیکھا جائے تو اندر بھی پتلے سے دُہرے ہونٹ ہیں۔ان پر بال نہیں ہوتے اور یہ گلابی یا بھورے رنگ کے ہوتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں اور فرج

کے سوراخ کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ بھی نوجوانی میں بڑے ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات یہ برابر نہیں ہوتے اور کبھی کبھی بڑے ہونٹوں(Vulva) سے باہر بھی نکلے ہوتے ہیں۔

یہ باریک سے ہونٹ اوپر کی طرف جا کر مل جاتے ہیں اور اوپر جوڑ کے نیچے ایک گول چھوٹا سا چنے کے برابر دانہ ہوتا ہے۔ جسے بظر یا چھولا (Clitoris) کہتے ہیں۔ یہ چھوٹی ڈنڈی نما عضو کا اگلا حصہ ہے۔اس پر ہاتھ پھیرنے سے لطف محسوس ہوتا ہے۔

چھوٹے ہونٹوں یا پردوں کے بیچ میں دو چھید ہوتے ہیں:

(1) پیشاب کے اخراج کیلئے بہت چھوٹا سا سوراخ جو چھولے(Clitoris) کے بالکل نیچے ہوتا ہے۔

(2) اوپر کے چھید کے نیچے اور نسبتاً بڑا چھید جس میں سے ماہواری کا خون آتا ہے، اور بچہ بھی اسی سوراخ سے پیدا ہوتا ہے، مگر اس وقت یہ جگہ قدرتی طور پر، ہارمون کے زیر اثر، اتنی لچکدار ہو جاتی ہے کہ بچہ اس میں سے گزر جاتا ہے اور عموماً کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا۔

(iii) زیرناف بال(Pubic hair):

نوجوانی کی نشانیوں میں ایک نشانی زیرناف بال نکلنا ہے۔شروع شروع میں یہ ہلکے رنگ کے ہوتے ہیں لیکن بعد میں کالے ہو جاتے ہیں اور موٹے بھی۔ عموماً سر کے بالوں کے مقابلے میں زیادہ سیاہ ہوتے ہیں۔ کسی لڑکی میں ہلکے ہلکے ہوتے ہیں اور کسی میں گھنے۔ بال بغلوں میں بھی اُگتے ہیں۔اس کے علاوہ ٹانگوں اور بازوؤں پر بھی۔ بسا اوقات چھاتیوں پر نپل کے آس پاس اور پیٹ پر بھی چند بال نکل آتے ہیں۔

اسلام نے تاکید کی ہے کہ زیرناف اور بغلوں کے بال کم از کم 15 دن میں یا زیادہ سے زیادہ 30 دن میں صاف کر لینے چاہیں۔ ورنہ گندگی تصور کی جاتی ہے اور گناہ بھی۔ زیادہ تر خواتین بال صفا کرنے والے پوڈر یا کریم استعمال کرتی ہیں۔ پہلے زمانے میں زیادہ تر خواتین ہاتھ سے بال نوچتی تھیں۔اس کیلئے انگلیوں میں گندھک لگایا جاتا تھا تا کہ بال ہاتھ میں مضبوطی سے آ جائیں۔ یہ عمل نوجوانی سے ہی شروع کر دیا جاتا ہے، اس لئے کچھ سال بعد وہاں اکّا دُکّا بال ہی نکلتے ہیں، کیونکہ بالوں کو جڑ سے ہی نکالا جاتا ہے اور خواتین کے بال کم اور نرم ہوتے ہیں۔ بال اکھیڑنے کے دوسرے طریقے بھی ہیں مثلاً خاص

چپکنے والا پلاسٹر جسے لگانے کے بعد ہٹایا جاتا ہے تو بال بھی ساتھ نکال لیتا ہے۔آج کل ایسی بجلی کی مشینیں موجود ہیں جس کو بال اکھیڑنے والی(Depilator) کہتے ہیں۔بجلی کے شیور(Lady Shaver) خواتین کیلئے خصوصی طور پر بنائے جاتے ہیں جو مردوں کے شیور (Shaver) سے مختلف ہوتے ہیں۔ یہ بھی ہر جگہ کے بال صاف کرنے کیلئے بہت موزوں ہوتے ہیں۔

(۵.۴) حیض یا ماہواری (Menstruation):

پٹیوٹری غدود کے ایک ہارمون کی وجہ سے انڈا اپنے خول (Follicle) سے باہر آجاتا ہے۔اس خول سے بھی ایک ہارمون پیدا ہوتا ہے، جسے پروجسٹرون (Progesterone) کہتے ہیں۔اس ہارمون کے زیر اثر بچے دانی اس قابل بن جاتی ہے کہ جب بچہ بنے تو وہ اس کو غذا فراہم کرسکے۔اگر بیضہ اور نطفہ نہ ملیں اور بچہ نہ بنے تو ایسٹروجن (Estrogen) اور پروجسٹرون (Progesterone) دونوں ہارمون کی پیداوار کم ہوجاتی ہے اور بچے دانی کی جھلّی اُکھڑ کر خون کے ساتھ اندام نہانی سے باہر آجاتی ہے، جس کو ماہواری (Menstruation) کہتے ہیں۔

اگر بیضہ (Egg) اور نطفہ (Sperm) مل جاتے ہیں تب وہ بچے دانی میں بڑھتے رہتے ہیں اور پورا بچہ نو ماہ میں بن جاتا ہے۔اس دوران ماہواری نہیں آتی۔

ایسے وقت جب بیضہ تو اپنے وقت مقررہ پر تیار ہو کر اپنی منزل کی طرف متحرک ہو گیا ہو، مگر مجامعت کے نہ ہونے یا نطفوں میں کسی خرابی کی وجہ سے، یعنی مناسب تعداد و خواص میں نطفے میسر نہ ہوں، تو غیر بار آور شدہ بیضہ کا وجود بے معنی ہوجاتا ہے۔یہ بیضہ چند روز بعد ایام یا ماہواری (Menstruation) کے جمع شدہ خون کے ساتھ خارج اور ضائع ہو جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ایسی عورت کی، جو حاملہ نہیں ہوتی، ماہواری کم و بیش اٹھائیس دن میں ایک بار جاری ہوتی ہے۔اس کے برخلاف عورت کے حاملہ ہوتے ہی ماہواری بند ہوجاتی ہے۔

اوپر کے سرسری بیان سے یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ عورت کے جسم سے تقریباً اٹھائیس دن میں ایک بار خون کا اخراج کن مقاصد کا حامل ہے۔عورت کے نظام تناسل میں یہ عمل بالکل فطری ہے مگر آج کی جنسی جہالت کی شکار مخلوق ایام کے ساتھ طرح طرح کے بیہودہ توہمات اور تخیلات کو جوڑ کر نوجوان لڑکیوں کو

وحشت کا شکار کردیتی ہے۔اس لئے ہر لڑکی کو بالغ ہونے سے پہلے بلوغ کے ساتھ جاری ہونے والے ایام اور ان کے مضمرات سے سیدھے سادھے اور حقیقت پسندانہ انداز میں واضح کردینا، ایک طرف تو والدین کو اپنی بنیادی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے کے قابل بناتا ہے، دوسری طرف نوخیز نسل کو زندگی کے ضروری حقائق سے آشنا کر کے زندگی کی ناگزیر ذمہ داریوں کو خوف کی بجائے رغبت سے پورا کرنے کی خاطر تیار کرتا ہے۔

حیض ایک فطری عمل ہے۔اس کے اطراف قدامت پرست عورتوں نے جو توہمات کا دائرہ کھینچ دیا ہے اسے اب ٹوٹ جانا چاہیے۔اگر ماں تربیت یافتہ ہے تو وہ اپنی لڑکی کو سرسری طور پر یہ سمجھا سکتی ہے کہ یہ طفولیت اور دوشیزگی کے درمیان ایک عبوری دور ہے۔نیز یہ فطرت کا ایک اشارہ ہے کہ لڑکی میں برگ و بار لانے کی اہلیت پیدا ہو چکی ہے۔

ماہواری شروع ہونے کے بعد دو سال تک انڈے پیدا نہیں ہوتے۔اس وقت تک ماہواری میں بھی باقاعدگی نہیں ہوتی۔جب انڈوں کا اخراج شروع ہوجاتا ہے تب ماہواری میں باقاعدگی آجاتی ہے۔عموماً 28 دن کے بعد ماہواری آتی ہے۔البتہ کچھ خواتین کو چند دن پہلے یا بعد میں بھی آسکتی ہے۔ماہواری شروع ہونے سے دس سے چودہ دن قبل انڈے کا اخراج ہوتا ہے۔

ماہواری عموماً نو (9) سال کی عمر کے بعد اور سترہ (17) سال کی عمر سے پہلے آنا شروع ہوجاتی ہے۔یہ جوانی کی نشانی ہے یعنی بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت ہوگئی ہے۔اس کی وجہ سے ہر ماہ اندام نہانی (Vulva) میں سے خون آنا شروع ہوجاتا ہے، اور کئی دن تک آتا رہتا ہے۔خون دیکھ کر عموماً انسان یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی چوٹ لگ گئی ہے، یا بیماری ہوگئی ہے، مگر ماہواری کے خون کا یہ مطلب نہیں ہے، بلکہ یہ جوان اور تندرست ہونے کی علامت ہے۔یہ بچپنے سے نکل کر جوانی میں قدم رکھنے کی علامت ہے۔عموماً لوگ ماہواری کو چھپاتے ہیں اور اس کے بارے میں گفتگو کرنا باعث شرم سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ ایسا ہی فطری عمل ہے جیسے پیشاب یا پاخانہ۔اگر کسی لڑکی کی والدہ نے اس کے بارے میں گفتگو نہیں کی تو لڑکی کو چاہیے کہ خود والدہ یا کسی بڑی رشتے دار خاتون سے پوچھ لیں۔ماہواری کے خون کیلئے انتظام کیا کرنا چاہیے وہ بھی معلوم کرلیں۔اس کیلئے مختلف چیزیں جو استعمال ہوتی ہیں ان کے بارے میں بھی معلومات کریں مثلاً پیڈ (Sanitary Napkin) اور فتیلے (Tampons)۔

پیڈ(Napkins) بھی کئی قسم کے آتے ہیں۔جیسے کہ جانگئے میں چپکنے والے(Press on towels)۔

اور فتیلے(Tampons) چھوٹے قسم کے بھی آتے ہیں۔(Mini-tampons)۔

عموماً والدہ ہی یہ اشیاء خرید کر لاتی ہیں البتہ ان کو ایسی جگہ رکھنا چاہیے جو تمہیں بھی معلوم ہوں تا کہ اگر والدہ کی غیر موجودگی میں ضرورت پڑے تو دستیاب ہوں۔ ماہواری کے بارے میں جتنی معلومات ہوں اتنی ہی آسانی ہوگی اور وہ ایک بیماری یا مصیبت نہیں لگے گی۔اس کے بارے میں گفتگو کرنا بھی کوئی بُری بات نہیں ہے۔

☆ انڈے اور نطفے کا ملاپ:

انڈا صرف دو تین دن زندہ رہتا ہے،اس کے بعد سڑ جاتا ہے۔یہ انڈا ماہواری سے دس(10) دن سے چودہ(14) دن قبل نکلتا ہے۔اگر ان دنوں میں مباشرت کی جائے تو انڈے اور نطفے کے ملنے اور حمل کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔

☆ پہلی ماہواری(First Period):

ماہواری شروع ہونے سے پانچ چھ ماہ قبل اندام نہانی سے عموماً سفید مادے کا اخراج ہوتا ہے۔یہ کسی بیماری کی علامت نہیں ہے بلکہ صحت کی نشانی ہے۔پہلی دفعہ ماہواری کے بارے میں سب خواتین کے مختلف جذبات اور خیالات ہوتے ہیں۔کچھ خوش ہوتی ہیں کہ وہ اب جوان ہوگئی ہیں،کچھ کو اچانک خون دیکھ کر خوف آتا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ کوئی بیماری ہوگئی ہے۔ماہواری کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ شروع ہو سکتی ہے۔گھر میں اپنی والدہ یا بڑی بہن یا بھابھی سے مدد لیں اور اسکول میں کسی استانی سے مدد لی جا سکتی ہے۔

☆ماہواری میں تبدیلیاں (Changes during menstruation) :

ماہواری کے دوران بسا اوقات خواتین کی طبیعت مضمحل اور اُداس ہو جاتی ہے اور وہ چڑچڑی اور تھکی ہوئی نظر آتی ہیں۔

ماہواری شروع ہونے کی تاریخوں کے درمیانی وقفے کو ماہواری کا وقفہ کہتے ہیں۔

یہ وقفہ 21 دن سے لے کر 35 دن تک ہو سکتا ہے۔اگر آپ کیلنڈر یا ڈائری میں وہ تاریخیں لکھ

لیں جب آپ کی طبیعت مضمحل رہتی ہے تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ ماہواری کے کس حصے میں ایسا ہوتا ہے اور کن دنوں میں طبیعت اچھی ہوتی ہے۔

کچھ خواتین میں یہ تبدیلیاں ماہواری سے پیدا نہیں ہوتیں،ان کی اور وجوہات ہوتی ہیں۔کچھ میں طبیعت کی خرابی ماہواری شروع ہونے کے دنوں میں ہوتی ہے۔

کچھ خواتین کو پیٹ میں درد ہوتا ہے،خصوصاً ماہواری کے شروعات پر، چھاتیاں دکھتی ہیں،اور قبض بھی ہو جاتا ہے۔کچھ کا وزن بڑھ جاتا ہے اور چلنے پھرنے میں گرتی زیادہ ہیں۔

(۵.۵) فتیلے(Tampons)اور گدیاں(Towels) :

ماہواری آجائے تو اندام نہانی پر گدی رکھنے کی یا فتیلہ ڈالنے کی ضرورت ہے ورنہ ٹانگوں اور کپڑوں پر خون لگ جائے گا۔شروع میں خون تھوڑا تھوڑا نکلتا ہے البتہ کبھی کبھی تیزی سے آتا ہے۔ماہواری کئی دن تک آتی ہے،اس کو خاتون پیشاب کی طرح روک نہیں سکتیں۔پہلے زمانے میں خون روکنے کیلئے پُرانے کپڑوں کی گدیاں بنا کر استعمال کی جاتی تھیں مگر ان سے جراثیم لگنے کا خطرہ ہوتا تھا اور بے آرامی بھی ہوتی تھی۔آج کل کپڑے اور روئی پر مشتمل گدیاں(Pads) استعمال کی جاتی ہیں، جو صاف ستھری ہوتی ہیں۔ایک نئی ایجاد فتیلے (Tampons) ہیں۔یہ بھی روئی کو خوب دبا کر چھوٹے چھوٹے انگلی نما ایسی چیز بنائی جاتی ہے جو اندام نہانی کے اندر ڈال دی جاتی ہے اور پھر یہ اندر اندر ہی خون جذب کرتی رہتی ہے۔جب خون سے بھر جائے تو ان کو ایک دھاگے کے ذریعے، جو باہر لٹکا رہتا ہے، کھینچ کر قدمچے یا کموڈ میں بہایا جا سکتا ہے۔

(i) گدیاں یا پیڈ (Sanitary Pads) :

یہ گدیاں جانگئے میں چپکا کر کس کے پہن لی جاتی ہیں۔پہلے یہ ڈوری کے ساتھ آتی تھیں تا کہ ان کو لنگوٹی کی طرح باندھ لیا جائے۔آج کل ایک طرف سے ان پر پلاسٹک لگا ہوتا ہے تا کہ اگر خون سے بھر بھی جائیں تو کپڑوں کو گندا نہ کریں۔پلاسٹک کی طرف پہچاننے کیلئے خصوصی رنگ یا نشان ہوتا ہے تا کہ غلطی سے بھی اس طرف سے جسم کے ساتھ نہ لگ جائے ورنہ خون جذب نہ ہوگا اور کپڑوں اور جسم میں سارا لگے گا۔

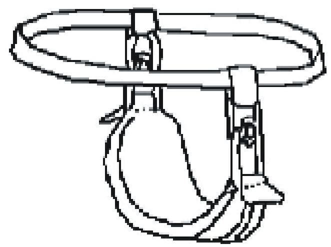
☆ پیڈ (Pad) کی اقسام :

پھندے والے پیڈ(Looped towels):

یہ بڑے ہوتے تھے اور دونوں طرف پر پھندہ (Loop) ہوتا تھا جن کو ایک لچکدار پٹی میں پرو کر صحیح جگہ پر لگا دیا جاتا تھا۔

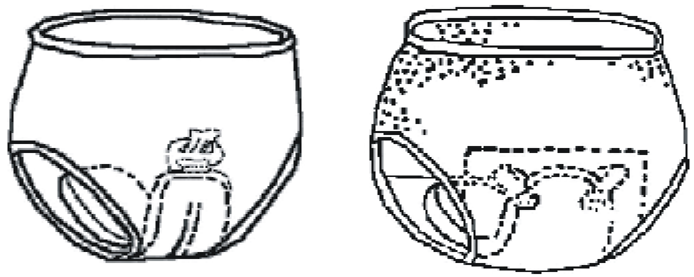
آج کل یہ کم استعمال ہوتے ہیں، کیونکہ یہ بہت بڑے بڑے تھے اور صحیح جگہ لگانا مشکل تھا۔





☆ خصوصی جانگئے اور پتلونیں:

ایسی پتلونیں اور جانگئے بھی ہوتے ہیں جن کے اندر اٹکانے یا چپکانے کی خاص جگہ ہوتی ہے۔



(ii) فتیلے (Tampons):

یہ دو انچ لمبے اور ایک انچ قطر کے ہوتے ہیں اور روئی کو بہت زیادہ دبا کر بنائے جاتے ہیں۔ ان کو اندام نہانی کے اندر ڈالا جاتا ہے، اور دوسرے سرے میں ایک ڈوری منسلک ہوتی ہے، تاکہ جب وہ خون پورا جذب کرے تو اس ڈوری سے کھینچ کر نکال دیا جائے، اور پھر قدمچے یا کموڈ میں بہایا جاسکے۔ فتیلے (Tampon) بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ایسی قسم ہے جو نلکیوں (Applicators) میں آتی ہے، تاکہ ان کے ذریعے آسانی سے ڈالا جاسکے اور دوسری قسم بغیر نلکیوں (Without Applicators) کے ہوتی ہے، جس کو براہ راست ڈالا جاتا ہے۔ فتیلے (Tampon) چھوٹے بڑے سائز میں آتے ہیں، اس لئے ماہواری کے شروع میں چھوٹے سائز کا استعمال کیا جائے اور اگر خون پورا جذب نہ کرے تب بڑے سائز کا استعمال کیا جائے۔

فتیلے (Tampon) پیڈ کی طرح 3-4 گھنٹے میں بدلنے پڑتے ہیں۔ خصوصاً پہلے دو تین دن جب خون زیادہ آتا ہے۔ تب فتیلہ خون سے پُر ہو جاتا ہے تو اندر سے محسوس ہو جاتا ہے اور جو ڈوری باہر نکلی ہوتی ہے وہ خون سے سرخ ہو جاتی ہے۔ اگر خون کا بہاؤ زیادہ ہو یا رات کا وقت ہو تو فتیلے کے ساتھ ساتھ پیڈ کا استعمال بھی کر لینا چاہیے۔ اسی طرح پیڈ میں خون بھر جائے تو اس کی علامت ہے کہ فتیلہ میں بھی خون بھر چکا ہے اور تبدیلی کی ضرورت ہے۔

(iii) فتیلے (Tampon) کا استعمال:

کم عمری میں فتیلے استعمال کرنے میں دقت ہوتی ہے حالانکہ اس کے استعمال سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ اس لئے شروع میں پیڈ استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

(iv) فتیلوں (Tampons) کے بارے میں تفصیلات:

☆ فتیلے ڈالنے سے کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے البتہ شروع میں ناتجربہ کاری کی وجہ سے کچھ تکلیف ہوسکتی ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ فرج (Vagina) جس میں فتیلہ ڈالا جاتا ہے اس میں اتنی لچک ہوتی ہے کہ پورا بچہ اس میں سے نکل سکتا ہے۔ اگر شروع میں فتیلہ ڈالنے میں دقت ہو تو اس وقت ڈالو

جب خون زیادہ بہہ رہا ہو۔

☆ فتیلہ (Tampon) کہیں گم نہیں ہوسکتا، صرف باہر ہی آ سکتا ہے۔ اس لئے ڈرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ دوسرے سرے پر بچہ دانی کا منہ (Cervix) ہے اور وہ بالکل بند ہوتا ہے یا اتنا کم کھلا ہوتا ہے کہ اس میں سے فتیلہ اندر نہیں جاسکتا۔

☆ فتیلہ ڈالنے کے بعد کوئی تکلیف محسوس نہیں ہونی چاہیے۔ اگر کسی قسم کی تکلیف ہے تو اس کو نکال کر دوبارہ ڈالیں۔

☆ اگر غلطی سے فتیلے کی ڈوری فرج کے اندر چلی جائے تب بھی انگلیاں ڈال کر اس کو نکالا جاسکتا ہے۔ خود نہ نکال سکیں تو کسی دوسری خاتون سے مدد لیں اور اگر وہ بھی نہ نکال سکیں تو کسی خاتون ڈاکٹر سے نکلوا لیں۔

☆ استعمال شدہ فتیلہ پہلے نکالیں تب دوسرا ڈالیں۔ ماہواری ختم ہونے پر آخری فتیلہ نکالنا نہ بھولیں ورنہ بعد میں بدبو آئے گی۔

☆ فتیلے فرج کے اندر ہی خون جذب کر لیتے ہیں، اور خون کا اخراج باہر نہیں ہوتا، اس لئے اس کو ڈال کر آسانی سے نہا سکتے ہیں اور تیراکی بھی کر سکتے ہیں۔

☆ ماہواری کیلئے تیار رہیں:

آپ کو ماہواری کے بارے میں اندازہ تو ہوتا ہے کہ کونسی تاریخ کو آتی ہے۔ ان تاریخوں کو جب بھی گھر سے باہر جائیں تو کوئی پیڈ یا فتیلہ ساتھ رکھیں۔ کچھ خواتین کا خیال ہے کہ ان دنوں میں ایک چھوٹا سا پیڈ لگا کر رکھنا چاہیے تا کہ ایسا نہ ہو کہ جب خون آئے تو کوئی بیت الخلاء نہ ملے جہاں جا کر پیڈ لگایا جاسکے۔

اگر کبھی ایسے وقت ماہواری آجائے جب آپ گھر سے باہر ہوں اور آپ کے پاس فتیلہ یا پیڈ نہ ہو تو باریک کاغذ (Tissue paper) کی گدی بنا کر یا رومال لے کر پیڈ کی طرح استعمال کر سکتی ہیں۔

اگر کوئی خاتون پاس ہو جیسے اسکول میں اُستانیوں یا دوسری لڑکیوں سے بھی پیڈ مانگنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے۔

اکثر مائیں روئی کے اندرونی فتیلے (Vaginal tampon) کے بارے میں نہیں جانتی ہیں۔ کچھ اس کے شدید مخالف ہوتی ہیں حالانکہ اس کے ذریعے خون کا بہاؤ اندر ہی روکا جاسکتا ہے اور باہر

سے روئی کا پھاپا (Sanitary pad) بھی لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مزید اس کو لگا کر آپ ہر قسم کا کام کر سکتی ہیں یہاں تک کہ نہا بھی سکتی ہیں کیونکہ خون اندر ہی فتیلے (Tampon) میں جذب ہو جاتا ہے اور باہر نہیں رستا۔

اگر آپ اندرونی فتیلہ (Tampon) استعمال کرنا چاہیں اور آپ کی والدہ اس کو پسند نہ کریں تو بہتر ہوگا کہ آپ اس بارے میں پہلے اپنی سہیلیوں سے مشورہ کریں۔ کیا انہوں نے اسے استعمال کیا ہے؟ اگر ہاں تو کیسا لگا؟ اگر آپ نے اس کو استعمال کرنے کا فیصلہ ہی کر لیا ہے تو بہتر ہے کہ آپ اپنی اندام نہانی کو اچھی طرح انگلی ڈال کر دیکھیں کہ وہ کس طرح ہے؟ اکثر لڑکیاں پہلی دفعہ فتیلہ (Tampon) استعمال کرتے وقت بہت پریشان ہوتی ہیں کیونکہ انہیں اپنے جسم کے بارے میں اتنا علم نہیں ہوتا جتنا ہونا چاہیے۔

اپنے ہاتھوں کو دھوئیں تا کہ جراثیم لگنے کا کوئی خطرہ نہ رہے، پھر اپنی اندام نہانی میں ایک یا دو انگلی ڈال کر دیکھیں کہ یہ کس زاویے پر ہے۔ یہ وہی زاویہ ہے جس پر آئندہ آپ فتیلہ (Tampon) ڈالیں گی۔ اپنے اندام نہانی کی چاروں طرف عضلاتی پٹھے (Muscles) کو محسوس کریں کیونکہ یہ فتیلے (Tampon) کو اپنی جگہ برقرار رکھنے میں مددگار رہتی ہیں۔

فتیلوں (Tampons) کے ہر پیکٹ میں ایک صفحہ موجود ہوتا ہے، جس میں اس کے استعمال کے بارے میں وضاحت سے طریقہ درج ہوتا ہے۔ اسے استعمال کرنے سے پہلے اس صفحہ کو غور سے پڑھ لیں۔ ابتداء میں یہ ہدایت آپ کو پیچیدہ لگیں گی، لیکن ایک دفعہ جب آپ فتیلہ (Tampon) استعمال کر لیں گی تو یہ آپ کیلئے آسان ہو جائے گا۔ اگر آپ نے یہ سادہ سی ہدایات پڑھ لیں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ یہ کس طرح استعمال ہونا ہے۔ فتیلے (Tampon) کو استعمال کرنے سے پہلے یہ بات یقینی بنا لیں کہ آپ کے پاس کافی وقت ہے اور آپ پرسکون ہیں، خصوصاً پہلی دفعہ استعمال سے پہلے۔ کچھ خواتین اس کے استعمال سے پہلے گرم پانی سے نہانا مناسب سمجھتی ہیں، کیونکہ اس طرح کا غسل عضلات کو ڈھیلا ڈھالا کر دیتا ہے۔ سب سے آسان وقت تو ایام کا پہلا دن یا وہ وقت ہے جب خون کا بہاؤ زیادہ ہو۔

جب اندام نہانی تر ہو تو فتیلے (Tampon) کے اندر جانے میں آسانی ہوگی بہ نسبت ایام کے آخری دنوں میں جب اندام نہانی خشک یا سوکھی ہو۔

فتیلے (Tampon) کو استعمال کرنے سے پہلے ہاتھوں کو دھونا ضرور یاد رکھیں، اسے فرش پر نہ گرنے دیں، اور اگر یہ گر جائے تو اسے استعمال نہ کریں۔ اگر پہلی دفعہ آپ اسے استعمال نہ کر پائیں تو گھبرائیں مت، ایک ماہ کے انتظار کے بعد دوبارہ کوشش کریں، یہاں تک کہ آپ کامیاب ہو جائیں۔

☆ فتیلہ بغیر آلہ (Tampon without Applicator):

فتیلے (Tampon) کو کھولیں۔ اس کے ساتھ منسلک دھاگے کو دیکھیں کہ وہ اپنی جگہ پر مضبوطی سے منسلک ہے یا نہیں، اور باہر لٹک رہا ہے۔ یہ بھی دیکھیں کہ ان کے سر سختی سے بندھے ہوئے ہیں یا نہیں۔ اپنا ایک پاؤں کسی اونچی جگہ پر رکھ دیں، یعنی کرسی وغیرہ۔ پھر آہستہ آہستہ فتیلے (Tampon) کو انگلی کی مدد سے اندام نہانی کے اندر ڈالیں، جہاں تک وہ جاسکے۔

اس بات کو یقینی بنائیں کہ اس سے منسلک دھاگہ آپ کے جسم سے باہر رہے۔ اگر فتیلہ (Tampon) بالکل درست انداز میں رکھا جائے تو یہ آپ کو بالکل بھی محسوس نہیں ہوگا۔ اگر آپ کچھ تکلیف محسوس کریں تو ممکن ہے کہ یہ صحیح طرح سے اندر نہیں گیا ہو۔ اسے آپ کے اندام نہانی کے عضلات اپنی جگہ روکے رکھیں گے اور یہ خود سے باہر نہیں گرے گا۔ اسے نکالنے کیلئے آہستگی سے ڈوری کھینچیں تب یہ باہر نکل آئے گا۔

☆ فتیلے آلے کے ساتھ (Tampon with Applicator):

ان فتیلوں کو اندر ڈالنے کیلئے ایک ٹیوب ہوتی ہے جنہیں آلہ (Applicator) کہا جاتا ہے اور ان کی مدد سے فتیلہ (Tampon) کو اندر ڈالا جاتا ہے۔ ایک فتیلے (Tampon) کو کھول لیجئے۔ یہ آلہ (Applicator) دو گتے کی نلکیوں پر مشتمل ہے سامنے والی بڑے قطر کی اور اس کے اندر پیچھے کی طرف ذرا چھوٹے قطر کی۔ فتیلہ (Tampon) بڑی نلکی کے سامنے والے حصے میں گھسایا جاتا ہے، اور اس سے منسلک ڈوری پیچھے لگی ہوئی چھوٹی نلکی سے باہر لٹک رہی ہوتی ہے۔ اس طرح کھڑی ہو جائیں کہ آپ کا ایک پیر کسی کرسی پر رکھا ہو۔ بڑی ٹیوب کو پکڑیں، جس میں فتیلہ (Tampon) موجود ہے۔ اپنے دوسرے ہاتھ سے اندام نہانی کے ہونٹوں کو کھول لیں۔ بیرونی ٹیوب

کو آہستہ سے اپنی اندام نہانی کے اندر ڈالیں، جہاں تک آسانی سے اندر جاسکے۔ اپنے اس عمل میں کوئی زور نہ لگائیں۔ آہستگی سے اسے اندر رکھ لیں، یہاں تک کہ اس کا زیادہ تر حصہ اندر داخل ہو جائے۔ اب بڑی بیرونی ٹیوب کو پکڑ کر رکھیں اور اپنے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کی مدد سے اندرونی ٹیوب کو آہستگی سے بیرونی ٹیوب میں پورا داخل کر دیں، یہاں تک کہ ان دونوں کے بیرونی کنارے برابر ہو جائیں۔ اس طرح سے فتیلہ (Tampon) ٹیوب سے نکل کر اندام نہانی میں داخل ہو جائے گا۔ اب دونوں نلکیوں کو نکال کر پھینک دیجئے۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ ڈوری آپ کے جسم سے باہر لٹکی رہے۔ جب آپ فتیلے (Tampon) کو تبدیل کرنا چاہیں آہستگی سے اس ڈوری کو کھینچ لیں، فتیلہ (Tampon) باہر آجائے گا اور کموڈ یا قدمچے میں بہایا جاسکتا ہے۔

☆ ماہواری کا نہ آنا (No periods):

ماہواری کبھی کبھار سترہ (17) سال کی عمر تک نہیں آتی۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے، اگر کچھ دیر ہو جائے۔

☆ بے قاعدہ ماہواری (Irregular periods):

شروع کے دو سال ماہواری میں بے قاعدگی ہوتی ہے۔ پہلے سال میں صرف چار (4) پانچ مرتبہ ہی آتی ہے۔ کبھی کبھی ہر دو (2) تین (3) ہفتے کے بعد آنے لگتی ہے۔ بسا اوقات باقاعدہ ماہانہ بھی ہوتی ہے۔ انڈے کا اخراج شروع میں ہر دو (2) تین (3) ماہ بعد ہوتا ہے۔ جب انڈے کا اخراج ماہانہ ہو جاتا ہے تو ماہواری بھی باقاعدہ ماہانہ ہو جاتی ہے۔ البتہ بیماری یا پریشانی سے بے قاعدگی ہو سکتی ہے۔

(i) ماہواری میں بے قاعدگی مندرجہ ذیل قسم کی ہو تو خاتون ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیے:

☆ اگر کوئی ظاہری وجہ نہ ہو اور خون کا اخراج بہت زیادہ ہو جائے یا بہت کم۔

☆ اگر حمل ہو یا دو ماہ ماہواری نہ آئے۔

☆ اگر ماہواری کے وقفے میں بھی خون کا اخراج ہو۔

(ii) چکراورکمزوری(Feeling faint):

اگر چکر آنے لگیں تو آرام کریں، خوب نیند پوری کریں، زیادہ دیر کھڑی نہ رہیں، بلکہ زیادہ بیٹھی رہیں یا چلتی پھرتی رہیں۔

جب چکر آئیں تو بیٹھ جائیں اور اپنا سر جھکا کر گھٹنوں میں کردیں۔ جب بہتر طبیعت ہو تو ٹھنڈا پانی پی لیں، یا لیٹ جائیں اور پیر کسی کرسی پر رکھ لیں یا گھٹنے پیٹ کے اوپر کھینچ لیں۔

(iii) چھاتیوں کی دکھن(Sore breasts):

ماہواری کے دوران اور پہلے چھاتیوں میں اکثر درد ہوتا ہے۔ یہ ایک فطری بات ہے کیونکہ ہارمون کے زیر اثر چھاتیوں میں پانی بھر جاتا ہے۔ ماہواری کے بعد یہ ٹھیک ہوجاتی ہیں۔

اگر تکلیف زیادہ ہو تو انگیا(Brassier) ذرا بڑی پہنیں اور گرم پانی میں کچھ دیر بیٹھ لیا کریں۔

اگر ماہواری کے بعد چھاتیوں میں گھٹلیاں محسوس ہوں تب ڈاکٹر سے مشورہ کریں

(iv) پیٹ میں درد(Cramps in the stomach):

جب انڈا پیدا ہونا شروع ہوتا ہے تو کئی خواتین کو پیٹ میں درد ہوتا ہے۔ اگر ماہواری کا خوف ہو تو درد زیادہ ہوتا ہے، یا کوئی اور پریشانی ہو تب بھی ہوتا ہے۔ قبض بھی اس کی ایک وجہ ہے۔ البتہ درد کا علاج موجود ہے یعنی ادویات اور مندرجہ ذیل طریقے:





ماہواری سے قبل مندرجہ ذیل تکالیف بھی ہوسکتی ہیں:

(i) جسم دکھتا ہے۔

(ii) پیٹ اور کمر میں درد ہوتا ہے۔

(iii) پستان دُکھتے ہیں، پیٹ میں درد ہوتا ہے، اور وزن زیادہ ہوجاتا ہے۔

(iv) تھکان محسوس ہوتی ہے اور میٹھی چیزیں کھانے کو بہت دل کرتا ہے۔

(v) طبیعت مضمحل ہوتی ہے۔

(vi) چڑچڑاپن اور جھگڑا کرنا۔

(vii) دماغ صحیح کام نہیں کرتا۔

ان کیفیات کی وجوہات تو ابھی تک معلوم نہیں ہیں لیکن پچاس (50) فیصد خواتین اس سے متاثر ضرور ہوتی ہیں۔

مندرجہ ذیل طریقوں سے یہ تکالیف کم کی جاسکتی ہیں:

(i) اگر وزن بڑھتا ہے تو نمک کچھ کم کردیں۔

(ii) بسااوقات بھوک کی وجہ سے چڑچڑاپن زیادہ ہوجاتا ہے اس لئے لمبے عرصے کے لئے بھوکی نہ رہیں۔ عام کھانوں کے درمیان میں کچھ نہ کچھ کھالیا کریں۔

(iii) تکان کی صورت میں آرام خوب کریں اور نیند جی بھر کر حاصل کریں۔

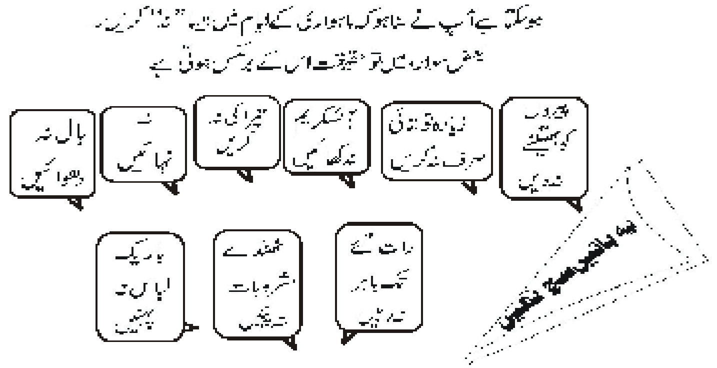
(iv) سبزیاں، پھل، کینو کارس، مونگ پھلیاں خوب کھائیں۔

(v) اگر آپ کو معلوم ہو کہ ماہواری کے کس دور میں آپ کی طبیعت خراب ہوتی ہے تو ان دنوں میں زیادہ آرام کا منصوبہ بنائیں۔ جب ایک فرد کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی طبیعت خراب ہوجاتی ہے تب وہ شعوری طور پر اس پر قابو پاسکتا ہے اور اس کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

اگر ان سب طریقوں سے حالات قابو میں نہ آئیں، تو کسی خاتون ڈاکٹر سے مشورہ کرلینا چاہیے۔

☆ ماہواری کے دوران روزمرہ کے کام جاری رکھیں:

ماہواری ایک فطری عمل ہے اس لئے روزمرہ کے کام جاری رکھنے چاہئیں، علاوہ اس کے کہ طبیعت بہت خراب ہو۔



کچھ دقیانوسی لوگوں کا خیال ہے کہ ماہواری میں نہ بال دھوئے جائیں نہ نہایا جائے، حالانکہ دونوں باتیں غلط ہیں۔

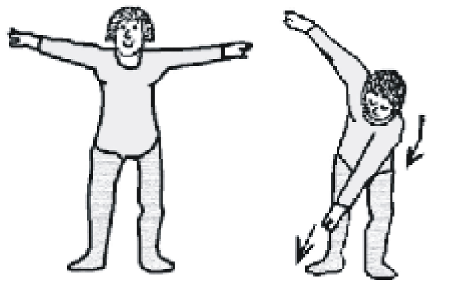
نوجوانی میں نیند کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ اور ویسے بھی مختلف افراد کی نیند کی ضروریات مختلف ہوتی ہیں۔ کچھ کیلئے 8-7 گھنٹے کافی ہوتے ہیں اور کچھ کیلئے نو (9) دس (10) گھنٹے کی ضرورت ہوتی ہے۔

☆ورزش:

روزانہ کچھ نہ کچھ وقت نکال کر ورزش بھی کریں یا کوئی کھیل کھیلیں۔ اس سے بہتر صحت کے ساتھ ساتھ ماہواری کا درد بھی کم ہو جاتا ہے۔

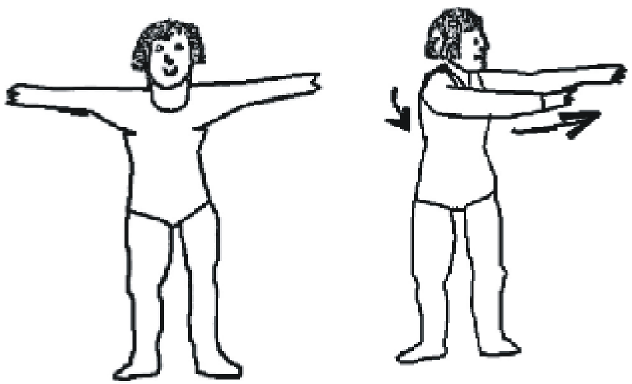
ورزش کیلئے سیڑھیوں کے اوپر بھاگ کر جائیں اور پھر نیچے اتریں۔ اگر دس سیڑھیوں پر پانچ (5) دفعہ دن میں جائیں تو اچھا ہے۔ کوئی ورزش جو آپ کو پسند ہو ٹھیک ہے مثلاً تیراکی، بھاگنا، رسی کودنا وغیرہ۔

☆ ٹانگیں کھول کر کھڑی ہو جائیں۔ بازو پھیلا کر کندھے کے متوازی کر لیں۔ کمر کو سیدھی طرف جھکائیں اور مزید جھک کر سیدھے پیر کو ہاتھ لگائیں۔ پھر اسی طرح دوسرے پیر کو ہاتھ لگائیں۔ دس دفعہ یہ عمل دہرائیں۔



☆ پھر ویسے ہی کھڑی ہو جائیں اور بازو کندھوں کی سطح پر پھیلا لیں۔ جسم اور بازو دائیں طرف گھمائیں پھر بائیں طرف۔

دس دفعہ ایسا کریں۔

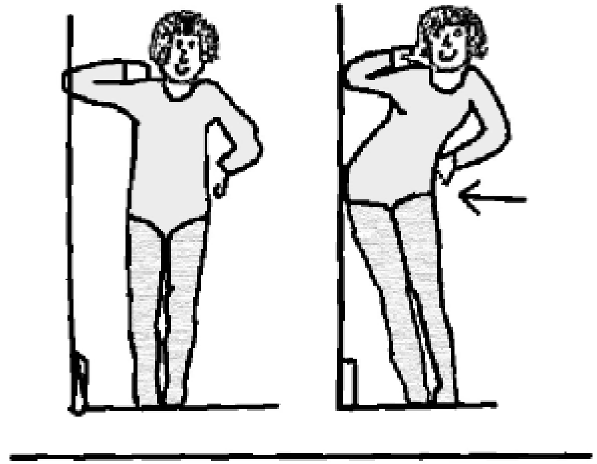


☆ کھڑے ہو کر بازو بالکل اوپر کر لیں۔ گھٹنے موڑے بغیر ہاتھوں کو پیروں کو لگانے کی کوشش کریں۔ آٹھ (8) دفعہ ایسا کریں۔

☆ زمین پر بیٹھ جائیں، ٹانگیں بالکل سیدھی کریں اور ساتھ ملا لیں۔ کندھوں پر ہاتھ رکھیں پھر پیروں کو ہاتھ لگانے کی کوشش کریں۔ آٹھ دفعہ دہرائیں۔



☆ایک دیوار کے پاس کھڑی ہو جائیں، تقریباً ڈیڑھ فٹ فاصلے پر۔ ایک ہاتھ دیوار پر رکھ لیں دوسرا کولھے پر۔ پھر کولھوں کو دیوار سے قریب تر لانے کی کوشش کریں۔ ہاتھ بدل کر پھر ایسا کریں۔ دونوں طرف پانچ پانچ دفعہ کریں۔



☆ پسینہ (Sweat):

تمام جلد پر پسینہ پیدا کرنے والے غدود ہیں، جب گرمی لگتی ہے تو پسینہ زیادہ آتا ہے۔ پسینے میں پانی اور نمکیات ہوتے ہیں اور کوئی بدبو نہیں ہوتی۔ نوجوانی میں پسینے کے نئے قسم کے غدود پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو خوشبو(Scent) کے غدود کہتے ہیں۔ اس طرح ہر خاتون کی اپنی علیحدہ خوشبو پیدا ہوجاتی ہے۔ یہ خاص غدود بغلوں، چھاتیوں کی گھنڈیوں (Nipples)، ناف اور اندام نہانی کے اوپر باریک ہونٹوں میں ہوتے ہیں۔ پسینے میں بدبو اس وقت پیدا ہوتی ہے جب وہ جسم پر دیر تک رہتا ہے اور جراثیم اس کو سڑا دیتے ہیں۔

پسینے کی بو سے بچنے کیلئے احتیاطی تدابیر (Prevention of bad smell):

(i) روزانہ نہانے سے پسینہ ختم ہوجاتا ہے۔ صفائی بغلوں اور اندام نہانی پر خصوصی طور پر کرنی چاہیے۔
(ii) اجابت اور پیشاب کے بعد جنسی اعضا اور مقعد کو اچھی طرح دھونا چاہیے، پھر خشک کرنا چاہیے۔

(iii) فرج(Vagina) میں سے کچھ سفید رطوبت (White discharge) نکلتی ہے جس کے ذریعے سے فرج صاف رہتا ہے۔ یہ رطوبت فطری ہے۔
(iv) نہانے اور دھونے کے بعد صاف سوتی جانگیہ پہننا چاہیئے۔
(v) ماہواری کے دوران فتیلے یا پیڈ جلدی جلدی بدلنے چاہئیں تاکہ خون میں بدبو نہ پڑ جائے۔
(vi) اگر پیڈ پہننے سے جنگا سے چھل جائیں تو ان پر پوڈر لگائیں۔
(vii) جانگیئے کو کپڑے صاف کرنے کے پوڈر سے نہیں دھونا چاہیے، ورنہ جلد میں خراش آجائے گی۔ اگر کپڑے خون آلودہ ہوجائیں تو ان کو پہلے نمک کے پانی سے رگڑ کر دھوئیں۔

☆ چہرے کے دانے (Face Pimples):

ہارمون کی وجہ سے پسینے میں چکنائی بڑھ جاتی ہے۔ اس وجہ سے پسینے کے غدود کا منہ بند ہوجاتا ہے۔ اور پھر پھنسیاں اور دانے بن جاتے ہیں۔

چہرے کے دانوں سے بچنے کیلئے احتیاطی تدابیر:

(i) دن میں دو دو دفعہ نیم گرم پانی سے منہ دھو ڈالیں۔
(ii) دانوں کو کبھی نہ نوچیں، ورنہ ٹھیک ہونے میں زیادہ دیر لگے گی اور جلد پر نشان بھی پڑ جائیں گے۔
(iii) ان کو ختم کرنے کیلئے خاص صابن اور کریم استعمال کریں۔
(iv) پانی وافر مقدار میں پییں، پھل خوب کھائیں اور کھانے میں چکنائی سے پرہیز کریں۔

☆ سر میں چکنائی (Oily Scalp):

سر کی جلد کے غدود سے جتنی چکنائی عام طور پر نکلتی ہے اس سے بال صحت مند رہتے ہیں مگر نوجوانی میں ضرورت سے زیادہ چکنائی پیدا ہوتی ہے اور اس سے بال بہت زیادہ چکنے ہوجاتے ہیں۔

(i) احتیاطی تدابیر (Prevention):

پانچ چھ دن میں ایک دفعہ بال دھولیں مگر اس سے زیادہ نہیں۔

☆ ماہواری فطری عمل ہے (Periods are natural):

اگر ماہواری کے بارے میں کوئی سوال ذہن میں ہو تو ضرور کسی سے پوچھ لینا چاہیے۔

(i) ماہواری کی مدت دو (2) دن سے لے کر آٹھ (8) دن تک ہوتی ہے۔

(ii) کبھی خون کا اخراج پہلے دو دنوں میں زیادہ ہوتا ہے، کبھی آخری دنوں میں، اور کبھی سب دنوں میں ایک جیسا رہتا ہے۔

(iii) ماہواری کا وقفہ اکیس (21) دن سے لے کر پینتیس (35) دن تک ہوسکتا ہے۔

(iv) ماہواری ہر ماہ مختلف ہوسکتی ہے، مدت میں بھی اور خون کے اخراج میں بھی۔

☆ خون کے اخراج میں اضافہ (Heavy Periods):

ماہواری کے اخراج میں صرف نصف حصہ خون ہوتا ہے، باقی بچے دانی کی اکھڑی ہوئی جھلی اور بچہ دانی کے منہ (Cervix) اور فرج کی رطوبت شامل ہوتی ہے۔ ہر دفعہ تقریباً چار (4) سے لے کر آٹھ (8) چمچے خون ضائع ہوتا ہے حالانکہ لگتا اس سے بہت زیادہ ہے، مگر خون میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ اگر مندرجہ ذیل کیفیات ہوں تو خون کا اخراج زیادہ تصور کیا جائے گا:

(i) ہر روز چھ سے زائد پیڈ یا فتیلے استعمال کرنا پڑیں۔

(ii) مدت اخراج ایک ہفتے سے زیادہ ہو۔

(iii) ایک ماہ میں ایک سے زیادہ بار ماہواری آئے۔

(iv) تکان اور غنودگی سی محسوس ہو حالانکہ خوراک اور نیند صحیح ہو۔

زیادہ خون کا اخراج پریشانی سے بھی ہوجاتا ہے۔ اس کی وجہ بچے دانی کی بیماری بھی ہوسکتی ہے۔ بہر حال اس کیلئے خاتون ڈاکٹر سے مشورہ ضرور لینا چاہیے۔

☆ اندام نہانی سے دیگر اخراج (Other Vaginal Discharges):

فطری طور پر ایک سیال، شفاف مادے کا اخراج ہوتا رہتا ہے، خصوصاً ماہواری سے چند دن قبل۔ جب انڈے کا اخراج ہوتا ہے، یعنی ماہواری سے دس (10) بارہ (12) دن قبل تب بھی رطوبت زیادہ نکلتی ہے۔

دونوں کیفیات فطری ہیں، البتہ اگر رطوبت میں مندرجہ ذیل تبدیلی آئے تو خاتون ڈاکٹر سے رجوع کریں:

(i) اس کا رنگ پیلا یا سرخ ہوجائے، یا بدبو آنے لگے۔

(ii) بہت گاڑھا ہوجائے۔

(iii) اگر اندام نہانی میں خارش اور جلن ہونے لگے۔ یہ کیفیت بسا اوقات ایک پھپھوندی تھرش (Thrush) سے ہوجاتی ہے، جو علاج سے جلد ہی ٹھیک ہوجاتی ہے۔

(۵.٦) قرآن واحادیث کے احکامات

(References from the Quran and Hadees):

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے "اے محبوب تم سے حیض کے بارے میں لوگ سوال کرتے ہیں تم فرمادو وہ گندی چیز ہے۔ تو حیض میں عورتوں سے بچو اور ان سے قربت نہ کرو جب تک کہ پاک نہ ہولیں۔ تو جب پاک ہوجائیں ان کے پاس اس جگہ سے آؤ جس کا اللہ پاک نے تمہیں حکم دیا۔ بیشک اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے پاک ہونے والوں کو۔" (القرآن سورہ البقرہ۔ آیت ۲۲۲)

انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ یہودیوں میں جب عورت کو حیض آتا تو اسے نہ اپنے ساتھ کھلاتے، نہ اپنے ساتھ گھروں میں رکھتے۔ صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا، اس پر اللہ نے ارشاد فرمایا، جماع کے سوا ہر شے کرو، اس کی خبر یہود کو پہنچی تو کہنے لگے۔ نبی ﷺ ہماری ہر بات کے خلاف کرنا چاہتے ہیں۔ (صحیح مسلم)

اسید بن حضیر اور عباد بن بشرؓ نے آ کر عرض کی کہ یہود ایسا کہتے ہیں تو کیا ہم ان سے جماع کریں (کہ پوری مخالفت ہوجائے) رسول اللہ ﷺ کا روئے مبارک متغیر ہوگیا یہاں تک کہ ہم کو گمان ہوا کہ ان دونوں پر غضب فرمایا۔ وہ دونوں چلے گئے اور ان کے بعد دودھ کا ہدیہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ نے آدمی بھیج کر ان کو بلوایا تو وہ سمجھے کہ حضور ﷺ نے ان پر غضب نہیں فرمایا تھا۔ (رواہ مسلم مشکوۃ باب الحیض ص ۵٦)

اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ ہم حج کیلئے نکلے، جب عرفات میں پہنچے، مجھے حیض آیا تو میں رو رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، فرمایا تجھے کیا ہوا۔ کیا تو حائض ہوئی؟ عرض

کی ہاں۔فرمایا کہ یہ ایک چیز ایسی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بناتِ آدم پر لکھ دیا ہے تو سوائے خانہ کعبہ کے طواف کے سب کچھ ادا کر جیسے حج کرنے والا ادا کرتا ہے۔(صحیح بخاری)

عروہ سے سوال کیا گیا حیض والی عورت میری خدمت کرسکتی ہے؟ عروہ نے جواب دیا یہ سب مجھ پر آسان ہے اور یہ سب میری خدمت کرسکتی ہیں اور کسی پر اس میں کوئی حرج نہیں۔ مجھے اُم المومنین حضرت عائشہؓ نے خبر دی کہ وہ حیض کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے کنگھا کرتیں، اور حضور ﷺ جب معتکف تھے اپنے سر مبارک کو ان کے قریب کر دیتے اور یہ اپنے حجرے ہی میں ہوتیں۔(صحیح بخاری)

اُم المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ زمانہ حیض میں، میں پانی پیتی پھر حضور ﷺ کو دے دیتی تو جس جگہ میرا منہ لگا تھا حضور ﷺ وہیں دہن مبارک لگا کر پیتے، اور حالت حیض میں ہڈی سے گوشت نوچ کر کھاتی پھر حضور ﷺ کو دے دیتی حضور ﷺ اپنا دہن شریف اس جگہ پر رکھتے جہاں میرا منہ لگا تھا۔(صحیح مسلم)

صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں حائض ہوئی اور حضور ﷺ میری گود میں تکیہ لگا کر قرآن پڑھتے۔(صحیح مسلم۔بخاری)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ہاتھ بڑھا کر مسجد سے مصلّی اٹھا دینا، عرض کیا میں حائض ہوں۔فرمایا تیرا حیض ہاتھ میں نہیں ہے۔(صحیح مسلم)

اُم المومنین میمونہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک چادر میں نماز پڑھتے تھے، جس کا کچھ حصہ مجھ پر تھا اور کچھ حضور ﷺ پر اور میں حائض تھی۔(صحیح مسلم و بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص حیض والی سے یا عورت کے پیچھے کے مقام میں جماع کرے، یا کاہن کے پاس جائے اس نے کفر کیا اس چیز کا جو محمد ﷺ پر اتاری گئی۔(ترمذی و ابن ماجہ)

روزین کی روایت ہے کہ معاذ بن جبلؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری عورت حائض ہو تو میرے لئے کیا چیز اس سے حلال ہے۔فرمایا تہبذ (ناف) سے اوپر اور اس سے بچنا بہتر ہے۔(ابوداؤد)

اصحاب سین اربعہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی سے حیض میں جماع کرے تو نصف دینار (150 روپے) صدقہ کرے۔(ترمذی)

کپڑا حیض کے خون سے آلودہ ہو جائے تو اسے کھرچے پھر پانی سے دھوئے تب اس میں نماز پڑھے۔(بخاری و مسلم)

(۵.۷) فقہی معلومات (References from the fiqa)

بالغہ عورت کے مقام سے جو خون عارضی طور پر نکلتا ہے، مگر بیماری یا بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے نہیں، اسے حیض کہتے ہیں۔ بیماری سے خون ہوا تو استحاضہ اور بچہ ہونے کے بعد کو نفاس کہتے ہیں۔

استحاضہ میں نہ نماز معاف نہ روزہ اور نہ صحبت حرام ہے۔

حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور تین راتیں ہیں، یعنی پورے ۷۲ گھنٹے۔ایک منٹ بھی اگر کم ہے تو حیض نہیں، اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس راتیں ہیں۔

کم سے کم نو برس کی عمر سے حیض شروع ہوگا۔اور انتہائی عمر حیض آنے کی پچپن (۵۵) سال ہے۔ شروع کی عمر کی عورت کو آنسہ اور بعد کی عمر کی عورت کو سنِ یاس کہتے ہیں۔

حیض اس وقت سے شمار کیا جائے گا جب خون فرج خارج میں آجائے۔اگر کوئی کپڑا رکھ لیا ہے جس کی وجہ سے خون فرج خارج میں نہیں آیا اور اندر ہی رکا ہوا ہے تو جب تک وہ کپڑا نہ نکالے گی حیض والی نہ ہوگی اور نمازیں پڑھے گی، روزے رکھے گی۔

حیض کے چھ رنگ ہیں۔ سیاہ، سرخ، سبز، زرد، گدلا اور مٹیالا۔سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں ہے۔جس عورت کو دس دن خون آیا۔اس کے بعد سال بھر پاک رہی، پھر برابر خون جاری رہا تو اس زمانے میں نماز روزے کیلئے ہر مہینہ میں دس دن حیض کے سمجھے اور بیس دن استحاضہ کے۔

کسی کو بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن سے زیادہ خون آیا اور بچہ یا تو پہلا ہے یا پہلا نہیں تو یہ یاد نہیں کہ پچھلی دفعہ کتنے دن خون آیا تھا تو پھر چالیس دن اور رات نفاس سمجھا جائے گا اور باقی استحاضہ تصور کیا جائے گا۔اگر یہ معلوم ہو کہ عادتاً کتنے دن خون آتا ہے تو اتنے دن نفاس ہوگا اور باقی دن اسحاضہ، مثلاً عموماً ۲۰ دن خون آتا تھا اور اس بار ۴۵ دن خون آیا، تو ۲۰ دن نفاس سمجھا جائے گا اور باقی پندرہ دن استحاضہ۔

حیض و نفاس والی عورت کو قرآن پڑھنا، دیکھ کر یا زبانی، اور اس کو چھونا حرام ہے، یہاں تک کہ قرآن کے پہلو یا چولی یا حاشیہ کو ہاتھ یا انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ لگانا بھی حرام ہے۔

حیض والی عورت جزدان میں رکھا ہوا قرآن شریف چھو سکتی ہے۔

حیض والی خاتون کا کسی ایسے کپڑے کو بیچ میں حائل کر کے بھی قرآن شریف چھونا حرام ہے جس کو

وہ پہنے یا اوڑھے ہوئے ہو۔مثلاً دوپٹہ کا آنچل اور کرتے کا دامن وغیرہ۔

حیض والی خاتون کیلئے قرآن مجید کے علاوہ تمام اذکار، کلمہ شریف اور درود شریف وغیرہ پڑھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔اوران چیزوں کو وضو یا کلی کر کے پڑھنا بہتر ہے۔مگر ویسے بھی پڑھ لینے میں حرج نہیں ہے اوران کے ہاتھ لگانے میں بھی حرج نہیں ہے۔

حائضہ خاتون کو عیدگاہ کے اندر جانے میں کوئی حرج نہیں۔مگر خانہ کعبہ کے اندر جانا اور اس کا طواف کرنا، اگر چہ مسجد حرام کے باہر سے ہو، حرام ہے۔

حائضہ خاتون کیلئے نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا حرام ہے۔نمازیں معاف ہیں مگر روزے بعد میں قضا رکھنے فرض ہیں۔

حائضہ خواتین نماز کے وقت وضو کر کے اتنی دیر تک ذکر الٰہی اور درود شریف اور دیگر وظائف پڑھ لیا کریں جتنی دیر نماز پڑھنے میں لگتی تھی تا کہ عادت رہے۔

حائضہ خاتون کو تین دن سے کم خون آ کر بند ہو گیا تو روزے رکھے اور وضو کر کے نماز پڑھے کیونکہ غسل کی ضرورت نہیں ہے۔

جس خاتون کو تین دن اور رات کے بعد حیض بند ہو گیا مگر حیض کی عمومی مدت ابھی پوری نہیں ہوئی یا نفاس عمومی مدت سے پہلے بند ہو گیا تو بند ہونے کے بعد ہی غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کرے۔

روزے کی حالت میں اگر حیض یا نفاس شروع ہو جائے تو روزہ جاتا رہا مگر قضا رکھنا ہوگا۔فرض روزہ تھا تو قضا فرض ہے اور نفل تھا تو قضا واجب ہے۔

حیض ونفاس کی حالت میں سجدہ شکر وسجدہ تلاوت حرام ہے اور آیت سجدہ سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔حیض والی خاتون سو کر اٹھی اور گدی پر کوئی نشان خون کا نہیں پایا تو رات سے ہی پاک تصور کی جائے گی، اور عشاء کی نماز قضا پڑھنی ہوگی۔

حائضہ خاتون سے جماع یعنی ہمبستری حرام ہے۔اگر جماع کر لیا تو سخت گناہ ہے۔کرنے والے پر توبہ فرض ہے۔اگر شروع زمانے میں کیا تو ایک دینار (تین سو روپے) خیرات اور آخر کے زمانے میں کیا تو آدھا دینار (تقریباً ڈیڑھ سو(150) روپے) خیرات کرنا مستحب ہے۔

حائضہ خاتون کے بدن کے ناف سے گھٹنے تک مرد کا اپنے کسی عضو سے چھونا جائز نہیں، جب کہ

کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو، چاہے شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے۔مگر ایسا کپڑا حائل ہو کہ بدن کی گرمی محسوس نہ ہو تو حرج نہیں ہے۔

ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے حائضہ خاتون سے کسی طرح کا نفع (مزہ) لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔اسی طرح بوس وکنار بھی جائز ہے۔

حائضہ خاتون کو اپنے ساتھ کھلانا یا ساتھ سلانا صرف جائز ہی نہیں بلکہ اس وجہ سے ساتھ نہ سونا مکروہ ہے۔حائضہ خاتون مرد کے بدن کے ہر حصے کو ہاتھ لگا سکتی ہے۔

حیض کے پورے دس دن ختم ہوتے ہی جماع جائز ہے، چاہے جب تک غسل نہ کیا ہو، مگر مستحب یہ ہے کہ نماز کے بعد جماع کرے۔

اگر دس دن سے کم میں حیض ہوا تو اس وقت تک جماع جائز نہیں ہے جب تک غسل نہ کر لے یا وہ وقت نماز جس میں حیض ختم ہوا گزر نہ جائے۔

اگر حیض عمومی مدت سے قبل ہی ختم ہو گیا تو جماع غسل کرنے کے بعد بھی جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ عمومی مدت پوری نہ ہو جائے۔مثلاً کسی کی عمومی مدت چھ دن کی تھی اور حیض پانچ دن آ کر رُک گیا تو حکم یہ ہے کہ نہا کر نماز تو شروع کر دے مگر جماع کیلئے ایک دن اور انتظار کرنا واجب ہے۔

استحاضہ اگر اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وضو کر کے فرض نماز ادا کر سکے اور نماز کا پورا وقت ہی اس حالت میں گزر جائے تو اسے معذور کہا جائے گا۔اوراب وہ خاتون ایک ہی وضو سے اس وقت میں جتنی نمازیں چاہے پڑھے کیونکہ خون آنے سے اس کا وضو نہ جائے گا۔البتہ اگر کپڑا رکھ کر اتنی دیر خون روکا جا سکتا ہے کہ وضو کر کے فرض پڑھ سکتی ہو تو معذور نہیں سمجھا جائے گا۔معذور کا وضو اس چیز سے نہیں جاتا جس کے سبب معذور ہے۔البتہ اگر کوئی دوسری چیز توڑنے والی پائی گئی تو وضو جاتا رہا۔مثلاً جس کو قطرے کا مرض ہے، ہوا نکلنے سے اس کا وضو جاتا رہے گا۔اور جس کو ہوا نکلنے کا مرض ہے، قطرے سے وضو جاتا رہے گا۔

معذور کو ایسا عذر ہے جس کے سبب کپڑے نجس ہو جاتے ہیں اور ایک درہم یعنی ایک روپے کے سکےّ کے برابر سے زیادہ نجس ہو گیا اور سمجھتا ہے کہ اتنا موقع ہے کہ اسے دھو کر یا نئے کپڑوں سے نماز پڑھ لوں گی تو ایسا کرنا فرض ہے۔اگر نماز پڑھتے پڑھتے پھر اتنا ہی نجس ہو جائے تو دھونا ضروری نہیں۔اسی طرح پڑھے اگر چہ مصلی بھی آلودہ ہو جائے تب بھی کچھ حرج نہیں۔

عورت کے پیشاب کے مقام سے جو رطوبت نکلے وہ پاک ہے، کپڑے یا بدن پر لگے تو دھونا ضروری نہیں، مگر بہتر ہے وہ دھولیا جائے۔

(۵.۸)حمل (Pregnancy):

حیض کے آغاز پر جسمانی تبدیلی کی پہلی علامت بٹنیوں کا نرم پڑ جانا ہے۔ گویا نسوانی اعضائے جنس مرد کے جرثومی خلیئے کو بار آور کرنے کیلئے تیار ہو رہے ہیں۔

یہ قلب ماہیت جو فطری طور پر تدریجی ہوتی ہے اس بات کی بشارت ہے کہ عورت اپنے مستقبل کے فریضہ مادری کیلئے تیار ہے۔ یہ جسمانی انقلاب عورت کے افکار و جذبات پر بھی ہوتا ہے۔ اور اسے وہ کتنا ہی چھپائے یا دبائے پھر بھی وہ اپنی منزل تک پہنچنا چاہتا ہے۔ اور یہ منزل ہے بچہ۔ بالغہ کی اصطلاح اس زمانے کی طرف رہبری کرتی ہے جو شادی کے آغاز، حمل، زچگی اور ماں بننے پر حاوی ہو۔ شادی سے پہلے بالغ لڑکی صرف عورت ہے۔ شادی کے بعد عمل مباشرت سے جو جسمانی تغیرات واقع ہوتے ہیں وہ بقائے نسل کے اعتبار سے اہم ہیں۔

واضح رہے کہ حاملہ عورت کا ذہن ہر قسم کے صدمہ کو بہت جلد قبول کر لیتا ہے۔ اسے یہ بات بتا دینی چاہیے کہ حمل کوئی بیماری نہیں ہے۔ یہ ایک فطری عمل ہے جن کا ذمہ دار صرف انسان ہے جو خدا کی خلاقی میں ہاتھ بٹاتا ہے۔ اس طرح اس برکت کا موجب خدا ہی ہے۔

وضع حمل کے وقت دردزہ اور پیچیدگیوں کا خوف حاملہ عورت کو کھائے جاتا ہے لیکن عورتوں میں پچانوے فیصد زچگیاں طبعی ہوتی ہیں۔ ماں بن جانے کے بعد عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے جنسی اعضاء کو (جو حمل کے زمانے میں شدائد برداشت کرتے رہے ہیں) کافی آرام پہنچائے۔ جب زچگی ختم ہو جائے اور طبعی زندگی عود کر آئے تو ایک نیا ورق الٹتا ہے۔ اس کا دورانیہ ایک سے دو سال تک رہتا ہے، یعنی جب تک کہ بچے کی بے بسی دور نہ ہو جائے۔ اس مدت کے ابتدائی حصہ میں ماں کی ساری توانائیاں بچے کی نگہداشت میں صرف ہونی چاہیں۔

اس زمانہ میں چھاتیاں دودھ سے چھلکنے لگتی ہیں اور جسم کے سارے پیچ و خم نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جب تک کہ عورت اس دور سے نہ گزر جائے اس کی جسمانی نشوونما مکمل نہیں ہو سکتی۔

(۵.۹)پستان (Breasts):

بلوغ اور اس کے فوراً بعد لڑکیوں میں متعدد جسمانی تبدیلیوں کے منجملہ سینہ کا ابھر آنا ایک طبعی کیفیت ہے۔ یہ کیفیت لڑکی کو عورت بنانے اور مادیت کیلئے تیار کرنے کی ابتدائی منزل ہے۔ اس فعلیاتی ضرورت سے قطع نظر ہزار ہا سال سے عورت کے سینہ کا ابھار حسن کی ایک علامت سمجھی گئی ہے۔ سینہ کی رعنائیوں سے متعلق مصوری اور شاعری دنیا کے ہر دور میں رطب اللسان رہی ہے۔

مرد کیلئے بھی عورت کے سینے کا ابھار ہمیشہ سے معیار حسن اور جنسی جاذبیت کا ایک بڑا ذریعہ رہا ہے۔ ہمارے علم میں ایسے سینکڑوں مرد ہیں جو مختلف محرکات کی بناء پر کسی عورت کو شریکِ زندگی بنانے کے بعد اس کے سینے کے ابھار کو معیار سے کمتر پا کر جنسی عدم رغبت کا اظہار کرنے لگے، بعض اوقات طلاق سے بھی انہوں نے گریز نہیں کیا۔ ہمارے پاس ایسے متعدد استفسارات آتے رہتے ہیں کہ سینے کے ابھار کیلئے کیا تدابیر اختیار کی جائیں۔

عام صحت مندی، متوازن غذا، نفسیاتی اور جنسی خوشحالی عورت کو عورت بنائے رکھنے کیلئے بنیادی لوازم ہیں۔ چند ایسی شکلیں بھی ہیں جن میں غالباً غدودی نظام کے درہم برہم ہو جانے کی وجہ سے ایک جوان عورت میں باوجود دیگر وسائل کی موجودگی کے ابھری ہوئی پستانیں پچک جاتی ہیں۔ یہ کیفیت غدودی ماہر کی خاص توجہ کی محتاج ہوتی ہیں۔ البتہ پستان اگر چھوٹے بھی ہوں تب بھی شادی اور خصوصاً بچے کی پیدائش کے بعد وہ ابھر آتے ہیں۔

پستان کے بارے میں عام سوالات(Questions about breasts):

س۱:- میری عمر بتیس سال ہے۔ میرے دو بچے ہیں۔ میرے پستان بہت چھوٹے ہیں۔ کسی غیر معمولی زحمت کے بغیر ان کو بڑا کرنے کی کیا تدابیر ہو سکتی ہیں؟

ج:- آج کل جراحی کے ذریعے ان کو چھوٹا بڑا کیا جا سکتا ہے۔ آپ کسی پلاسٹک سرجن سے رابطہ قائم کریں۔

س۲:- میری لڑکی تیس سال کی ہے۔ اس کا وزن کم ہے اور وہ کمزور بھی ہے۔ اس کا سینہ ابھرا ہوا نہیں ہے۔ مجھے اس کی وجہ سے تشویش ہے، آپ کی رہبری کی ممنون ہوں گی۔

ج:- ممکن ہے کہ تیس سال کی عمر میں بھی آپ کی لڑکی کی جسمانی نشوونما مکمل نہ ہو پائی ہو۔ عام

کمزوری اور ممکنہ طور پر غدودی خرابی اس کا سبب ہوسکتی ہے۔ بہت ممکن ہے کہ کسی مخصوص علاج کے بغیر ہی لڑکی کا سینہ ابھر آئے۔ اکثر اوقات شادی یا پہلے حمل کے بعد اس میں نمایاں فرق ہوجاتا ہے۔ اگر کھانا پینا بڑھائیں اور وزن زیادہ ہو تو سینہ ابھر آئے گا۔ اس کے علاوہ پلاسٹک سرجری بھی کروائی جاسکتی ہے۔

س۳:۔ میری بیوی بائیس سال کی ہے اور ایک بچے کی ماں بھی ہے۔ ان کی پستانیں چھوٹی ہیں۔ بیوی کو یہ چیز ستاتی ہے کہ وہ جسمانی طور پر ناقص ہیں۔ بچے کو جب وہ دودھ پلا رہی تھیں تو سائز بڑا ہوگئی تھی۔ دودھ پلانا بند کرنے کے بعد سائز پھر کم ہوگیا ہے۔ کیا کسی دوا کا استعمال سائز میں اضافہ کرنے کیلئے مناسب ہوگا؟

ج:۔ دوسرے اعضاء کی طرح پستان کا سائز بھی چھوٹا ہوسکتا ہے۔ بچے کو دودھ پلانے کے دوران سائز میں اضافہ ایک فطری عمل ہے۔ دوائیں مفید نہیں ہوں گی۔

س۴:۔ میں نے پہلے بچے کو دس مہینے دودھ پلایا۔ بچہ ہر طرح سے صحت مند ہے۔ مگر میں محسوس کررہی ہوں کہ میرے پستان چھوٹے ہوگئے ہیں۔ مجھے دوبارہ حمل ہوگیا ہے۔ کیا دوسرے بچے کو دودھ پلانے سے میرے پستانوں میں مزید کمی کا امکان ہے؟

ج:۔ بچوں کو دودھ پلانا پستان کی سائز میں کمی کا باعث نہیں ہوسکتا۔ بعض عورتوں میں کسی نامعلوم وجہ سے سائز کم ہوجاتا ہے۔ اپنے بچوں کو دودھ پلانا ایک لطیف مادری ذمہ داری ہے۔ ماضی میں یہ عمل ایک سعادت سمجھا جاتا تھا۔ برسوں ٹھوکریں کھانے اور سائنس کی تحقیقات کے بعد اب ماؤں کو عموماً یہ مشورہ دیا جانے لگا ہے کہ ماں اور بچے دونوں کی جسمانی اور نفسیاتی اٹھان اور تسکین کیلئے یہ عمل ضروری ہے۔ اس کو ایک صحت بخش عمل سمجھ کر بچے کو دودھ پلاتی رہیے۔ آپ اس سے بہتر فیصلہ نہیں کرسکتیں۔

(۵.۱۰) لیکوریا (Leucorrhoea):

جائے مخصوص سے پانی کا اخراج اگر تھوڑا بہت ہو تو اس کے بارے میں فکر مند نہیں ہونا چاہیے۔ پانی کا اخراج اگر زیادہ ہو، گاڑھا ہو یا بدبودار ہو تو کسی مستند خاتون ڈاکٹر سے اس کا علاج کرالینا چاہیے۔ اس کے بارے میں جعلی حکیم اور عطائی طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں مثلاً یہ کہ یہ بہت شدید بیماری ہے، جبکہ حقیقت میں یہ کوئی ایسی بیماری نہیں ہے۔ یہ جائے مخصوص کے جراثیم کی سوزش (Infection) ہوتی ہے، جو کہ علاج سے آسانی سے ٹھیک ہوجاتی ہے۔

(۵.۱۱) لڑکیوں میں خودلذتی (Female Masturbation):

بسا اوقات لڑکیاں بھی اپنی جائے مخصوص (Vagina) میں انگلی ڈال کر رگڑتی ہیں اور اس سے جنسی لطف حاصل کرتی ہیں۔ اس عمل سے کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا۔ بلکہ جو عورتیں شادی کے بعد بھی بالکل بے حس اور سرد (Frigid) ہوتی ہیں، ان کے لئے یہ عمل علاج کے طور پر تجویز کیا جاتا ہے۔ ایسی لڑکیوں کو یہ فکر رہتی ہے کہ کہیں پردہ بکارت (Hymen) اس عمل سے ضائع نہ ہوجائے اور اس نقص کا خاوند کو پتہ نہ چل جائے، عموماً ایسا نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی جائے تب بھی مباشرت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(۵.۱۲) پردہ بکارت (Hymen):

یہ ایک جھلی ہوتی ہے جو خواتین کی فرج (Vagina) میں ہوتی ہے اس میں ایک چھید ہوتا ہے جس میں سے ہر ماہ ماہواری کا خون نکلتا ہے۔ عموماً پہلی دفعہ مباشرت کرنے سے یہ پھٹ جاتی ہے، اور تھوڑا خون نکلتا ہے مگر بسا اوقات یہ مباشرت سے پہلے ہی غائب ہوجاتی ہے، یعنی پھٹ جاتی ہے یا پیدائشی موجود ہی نہیں ہوتی۔

(۵.۱۳) مباشرت کا خوف (Fear of Intercourse)

کچھ لڑکیاں خوف زدہ ہوتی ہیں کہ مباشرت بہت زیادہ تکلیف دہ ہوگی اور اس میں بہت زیادہ خون ضائع ہوگا۔ جبکہ یہ حقیقت نہیں ہے، مباشرت تو ایک بہت پُر لطف عمل ہے جو کہ میاں بیوی دونوں کیلئے مزے کا باعث ہے۔ ابتداء میں تھوڑی بہت تکلیف عورتوں کو ضرور ہوتی ہے لیکن اگر وہ مباشرت کے دوران پُرسکون رہیں تو کم تکلیف ہوگی اور لطف زیادہ آئے گا۔

شادی کے ابتدائی دو تین ہفتوں میں مباشرت ذرا دقت سے ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں گھبرانا نہیں چاہیے اور اپنے شوہر کے بارے میں اس طرح کی بات مشہور نہیں کردینی چاہیے کہ وہ نامرد ہے اور اس بارے میں لڑائی جھگڑا نہیں کرنا چاہیے، بلکہ پیار و محبت سے پیش آنا چاہیے تاکہ مباشرت بھی صحیح ہو اور تعلقات بھی خوش گوار رہیں۔

ابتداء میں تکلیف ہوتی ہے۔ اس کے بعد مباشرت میں لطف آنے لگتا ہے۔ پھر اس کے بعد شدید لطف کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ کیفیت کبھی مباشرت کے دوران، اور کبھی مباشرت کے بعد، کبھی خاوند کے انزال کے وقت، کبھی انزال سے پہلے، اور کبھی انزال کے بعد محسوس ہوتی ہے۔

(۶) مباشرت (مجامعت) کے عمل کی تفصیلات

(The mechanics of sexual intercourse)

(۶.۱) تعارف (Introduction) :

عملِ مجامعت (مباشرت) مرد اور عورت کے درمیان ایک ایسا عمل ہے کہ جس میں ہر دو کی شخصیت مکمل طور پر ایک نقطہ پر مرکوز ہو جاتی ہے۔ دو انسانوں کے درمیان کوئی اور تعلق اس قدر مکمل اور عمیق نہیں ہوتا جتنا کہ عمل مجامعت۔

اولاً تو یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ ہمارے ہر عمل میں جسم و ذہن کسی نہ کسی حد تک شریک ہوتے ہیں۔ ان میں سے کسی کی عدم موجودگی تو در کنار، معمولی سا عدم تعاون بھی انسان کو اپنے طبعی معیار سے ہٹا سکتا ہے۔

یہی حال اعضائے تناسل کا بھی ہے۔ اعضائے تناسل کی کارکردگی میں خرابی عموماً ذہن سے مناسب طرح مربوط نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

(۶.۲) مقاصد (Aims) :

وظیفۂ جنسی کے ذریعے دو اہم مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے:

۱۔ توالد و تناسل کے ذریعہ تسلسلِ حیات۔

۲۔ مجامعت کے ذریعے شخصیت کی مکمل تسکین۔

(۶.۳) مجامعت کیلئے تیاری (Readiness) :

چونکہ عورت مرد کے مقابلہ میں مجامعت کیلئے دیر سے تیار ہوتی ہے اور مرد سے پہل کی توقع کرتی ہے اس لئے عورت کو زیادہ سے زیادہ جمالیاتی انداز میں مجامعت کیلئے تیار کرنا ضروری ہے۔ ہم اپنے ہر عمل میں خواہ وہ کسی نوعیت کا ہو، نظام حس و حرکت سے استفادہ کرتے ہیں۔ مجامعت اس طریقہ عمل سے

مستثنٰی نہیں۔ خواہ کوئی شخص کتنا ہی غبی ہو یا ذہین وہ مجامعت کیلئے متذکرہ نظام ہی سے استفادہ کرتا ہے۔
عمل کی تفصیلات کا ذکر کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی ان صلاحیتوں کو سوچ سمجھ کر مناسب التزام سے استفادہ کریں تا کہ انسانوں میں عملِ مجامعت اپنے انتہائی ترقی یافتہ نظامِ عصبی کے مطابق ہو۔

(i) دلکش آواز (Attractive voice) :

عورت خواہ کتنی ہی خوبصورت یا بدصورت ہو اس کی آواز سریلی اور دلکش ہوتی ہے۔ عورت کے گانے میں مرد کے مقابلے میں زیادہ مٹھاس ہے۔ عیش و طرب کے موقع پر گانا بجانا، گھنگرو، جھومر اور دوسرے زیورات کا استعمال عام ہے۔ ریڈیو میں معلن (اناؤنسرز) اور ٹیلی فون آپریٹرز کیلئے لڑکیوں کا انتخاب، آواز کی دلکشی کی بناء پر ہی کیا جاتا ہے۔ مرد و زن کے درمیان باہمی رغبت اور محبت کا الفاظ سے ابھار، ہنسی مذاق وغیرہ جنسی ایندھن کیلئے چنگاری کا کام کرتے ہیں۔ لہٰذا مجامعت کی تیاری کیلئے آواز کی تحریک سے استفادہ کرنا پہلا اور مناسب قدم ہوگا۔

(ii) برہنہ جسم (The naked human body) :

عورت کے جسم کی ساخت اور اس کے دلفریب پیچ وخم ساری دنیا کی شاعری اور مصوری کے محرک رہے ہیں۔ مذہب، قانون اور سماج کی نگاہ میں جب مرد و زن ایک ہو جائیں تو ان کے درمیان کوئی پردہ ممکن ہے نہ مناسب ہوسکتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ قدامت پسندی کے خیالات کسی عورت کو مجامعت کیلئے برہنگی پر آمادہ نہ کرسکیں۔ مگر یہ مرد کی صلاحیت پر موقوف ہوگا کہ اس کو، رفتہ رفتہ ہی سہی، باہمی لذت کے اس ذریعہ سے آشنا اور بالآخر آمادہ عمل کرے۔ اس سے شہوت برانگیختہ ہوگی اور مجامعت کے فریقین ایک دوسرے سے مزید لذتوں کے طالب ہوں گے۔ زن و شوہر کی خلوت میں یہ عمل نہ بے شرمی کہا جاسکتا ہے اور نہ غیر مستحسن۔ مجامعت کے تعلق سے اس عریانی کا مکمل ہو جانا مظاہر قدرت کا بہترین اعتراف اور زندگی کو جینے کے قابل بنانے کیلئے ایک فطری رویہ ہے۔

(iii) خوشبو (Fragrance) :

حیاتیاتی طور پر ثابت ہے کہ نر اور مادہ کی بو جنسی محرک کا کام کرتی ہے۔ ذی فہم اور ذی شعور انسان

اس بو کے علاوہ دیگر ذرائع سے حاصل کردہ خوشبو سے استفادہ نہ کرے تو نادانی ہوگی۔صدیوں سے مختلف خوشبو والی اشیاء کا استعمال بلاوجہ نہیں ہوتا۔متقدّمین کو اس کا بھی علم تھا کہ کس موسم میں کون سی خوشبو جنسی محرک کا کام دیتی ہے۔موجودہ دور کے جاہل لوگوں کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ مجامعت جیسے لطیف اور عمیق تعلق کے دوران خوشبو سے استفادہ ہی نہیں کرتے۔بلکہ سگریٹ کی بو، پسینہ اور سگریٹ سے حاصل کردہ گرد اور دھواں بیوی کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔شعور صحیح سے عاری بیویاں بھی باورچی خانہ کے دھوئیں اور پسینہ وغیرہ سے شوہروں کا استقبال کرتی ہیں۔ان میں روشن خیال مخلوق اگر خوشبو استعمال کرتی بھی ہے تو دعوتوں اور پارٹیوں کی غرض کیلئے تاکہ وہ شرکائے محفل کیلئے زیادہ قابلِ قبول ہوں۔ان کا یہ عمل مذہب کے اعتبار سے ناجائز اور عقلی اعتبار سے غیر مستحسن ہے۔اس موقع پر یہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے کہ اچھی بیوی کو اپنے خاوند کے سامنے فاحشہ عورت کی بعض اطوار کو اپنا لینا چاہیے۔

جسم اور لباس کی صفائی کے علاوہ جنسی زندگی کو پرلطف بنانے کیلئے خلوت اور بستر کو طرح طرح سے معطر رکھنا شہوانی لذتوں میں اضافے کا باعث ہوگا۔سگریٹ اور دیگر بیرونی بدبو پیدا کرنے والی کیفیات کے علاوہ قبض، معدہ کی خرابی اور دانت و مسوڑوں کی غیر صحت مندی ایسی بدبو کا باعث ہوتی ہے جو فریقین کو رغبت اور یکجوئی کے بجائے دوری پر مجبور کردیتی ہے۔مجامعت جیسے اہم ترین وظیفہ حیات کی عمل آوری میں بیان کردہ مکروہات کو دانستہ طور پر جاری رکھنا انسان کی کم عقلی کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔

(iv) بوس و کنار (Kissing) :

جنسی تعلق کیلئے مرد زن جب کبھی متحرک ہوتے ہیں عموماً بوسہ ابتدائی حرکات میں سے ایک ہوتا ہے۔فریقین خواہ کتنے ہی نادان کیوں نہ ہوں بوسہ کی ابتداء ہونٹوں سے ہوتی ہے۔یہ غیر شعوری عمل اس لئے کیا جاتا ہے کہ چہرہ کے دوسرے حصوں کے مقابلہ میں ہونٹوں پر حس زیادہ ہوتی ہے۔ہونٹوں کے اندرونی حصے، زبان اور اس کے ملحقات میں ذائقہ کے علاوہ ایک لطیف لذت بھی ہوتی ہے۔اس لئے بوسے کے ذریعے ایک دوسرے کے ہونٹ اور زبان کو چوس کر ایک دوسرے کی شہوت میں اضافہ کرتے اورعضائے جنسی کے مس کے بعد مجامعت کی طرف بڑھتے جاتے ہیں۔

(v) جسمانی لمس (Foreplay) :

حواسِ خمسہ کے منجملہ جلدی حس بھی ایک اہم احساس ہے۔محققین نے یہ بات واضح کردی ہے کہ ایک اوسط عورت کے جسم کی سطح ستائیس مربع فٹ پر مشتمل ہے۔ساری جلدی سطح پر گرمی، سردی، درد اور لمس کا احساس موجود ہے۔ایک مشہور ماہر نفسیات لکھتا ہے کہ ''معشوق یا معشوقہ کے کسی حصہ جسم کو بالارادہ چھونا نصف جنسی تعلق کے برابر ہوتا ہے، خواہ یہ چھونا اعضائے تناسل کے سوا کسی اور حصہ جسم پر ہو''۔کہا جاتا ہے ان میں مس کرنے سے شہوانی خواہشات بھڑک اٹھتی ہیں اور فریقین ایک دوسرے سے جسمانی اتصال کیلئے تیار اور بے قابو ہوجاتے ہیں۔یہ علاقے حسبِ ذیل ہیں۔(۱) کان کی لوئی (۲) گردن (۳) ہونٹ (۴) پستان (۵) بٹنی (بونڈا) (۶) پیٹ اور سینہ (۷) رانوں کے اندر والا حصہ (۸) پنڈلی (۹) اعضائے تناسل کا بیرونی حصہ (۱۰) بظر (دانہ)۔یہ وہ علاقے ہیں جن پر سکون و سنجیدگی کے ساتھ خلوت میں مس کرنا عورت کو مکمل طور پر مجامعت کیلئے تیار کرنے کا بہترین طریقہ ہوگا۔شہوت اور مجامعت سے مکمل طور پر استفادہ کرنے کیلئے نظام حس کے ان علاقوں کو نظرانداز کرنا گوناگوں الجھنوں کا باعث بن سکتا ہے۔ان سے استفادہ کرنے کیلئے نہ کوئی خاص التزام ضروری ہے اور نہ کسی تاخیر و تقدیم کا تعین کیا جانا مناسب ہے۔یہ زن و شوہر کی جنسی بصیرت، ایک دوسرے سے محبت پر منحصر ہے۔متذکرہ مقامات میں سب سے حساس بظر ہوتا ہے۔بیشتر شادی شدہ لوگ بظر کے وجود اور اس کی اہمیت سے ناواقف ہیں۔

محبت آمیز الفاظ، خوشبو اور اس سے متحرک ہونے کی عادت، یہ علم کہ کس علاقے کا مس عورت کو زیادہ سے زیادہ جنسی طور پر مشتعل کردیتا ہے، اور بظر کے مس سے لازماً استفادہ، زن و شوہر دونوں کو بہترین طریق کار پر آمادہ بہ مجامعت کردے گا۔

حواس خمسہ سے بے باکانہ استفادہ ہر نوبت پر پیش قدمی کیلئے صحیح معلومات، بے جا شرم و حیا سے گریز اور فریقین کا ایک دوسرے کو مکمل طور پر حوالے کردینے کی خواہش میں عورت تقریباً ہمیشہ مرد کی پیش قدمی کی منتظر رہتی ہے۔لاعلم اور بھونڈے مرد جو مجامعت کیلئے مردانہ حرکات سے آراستہ نہیں ہوتے ان کے متعلق ایک جوان عورت نے کہا کہ ''مرد کا صرف مرد ہونا ہی کافی نہیں بلکہ مرد میں مردانہ خصوصیات بھی موجود ہونی چاہئیں۔''

شادی میں جب ملاپ ہوتا ہے تو اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ مباشرت ہی لطف کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ میاں بیوی کا آپس میں ایک دوسرے کو پیار کرنا، باتیں کرنا، ایک دوسرے کے جسم سے لطف اندوز ہونا، جسم ملانا، ہاتھ پھیرنا وغیرہ یہ سب ہی لطف اندوز ہونے کے طریقے ہیں، اور ان سب سے بہرہ ور ہونا چاہیے-

بیویوں کو بھی چاہیے کہ وہ اس قدر نہ شرمائیں کہ بالکل بے حس وحرکت لیٹی رہیں بلکہ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بھی اللہ تعالٰی کے حکم کے مطابق ایک عبادت ہے، اور ایک پُر لطف فعل ہے، مرد اور عورت دونوں کے لئے- اس لئے ان کو بھی متحرک ہونا چاہیے اور ان کو بھی اپنے پیار کا اظہار کرنا چاہیے زبانی بھی اور عملاً بھی-

(۶.۴) نفس مجامعت یعنی دخول(Penetration) :

یہ سارا بیان زن وشوہر کی مجامعت کیلئے تیاری سے متعلق ہے۔ اس نوبت پر پہنچ کر مجامعت کے فریق اس قدر بے تاب ہوسکتے ہیں کہ مجامعت کے اس دور میں قدم رکھیں جس کو ہم دورِ ہیجانی کہیں گے۔ مجامعت کا یہ دوسرا دور عورت میں مرد کے عضو تناسل کے دخول سے شروع ہوتا ہے۔ فرج کا بیرونی سوراخ جہاں سے دخول کیا جاتا ہے، بظر کے بعد سب سے زیادہ حساس حصہ ہوتا ہے۔ دخول کے بعد باہمی لذت کا یہ دور دیر یا سویر جب ختم ہوتا ہے تو فریقین لذت انزال سے زیادہ سے زیادہ محظوظ ہوتے ہیں۔ مجامعت کیلئے جسمانی صحت، ذہنی ہم آہنگی، جذباتی توازن اور مناسب عمل کے ذریعہ تیاری فریقین کو انتہائے لذت سے مالا مال کردیتے ہیں۔

(۶.۵) انزال (Discharge) :

گو کہ عورت مرد کے ساتھ برابر لذت حاصل کرتی ہے مگر عورت کے جسم سے مرد کی طرح کوئی چیز عموماً نازل نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ کہنا درست نہیں کہ عورت ہمیشہ منزل ہوتی ہے۔ البتہ متعدد رطوبتیں جو عورت کے اعضائے جنسی میں ہیجان کے دوران اور اس سے پہلے، وافر مقدار میں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ قدرتی تیل کا کام کرتی ہیں اور جنسی اعضا کو تکلیف دہ رگڑ سے بچاتی ہیں۔

(۶.۶) میاں بیوی کا انزال

(Ejaculation of husband and wife) :

کئی لوگوں کا خیال ہے کہ میاں اور بیوی کو ایک ہی وقت میں انزال ہونا چاہیے- یہ ضروری نہیں ہے کہ بیوی کو شدید لطف (Orgasm) اور شوہر کو انزال کا لطف (Discharge) ایک ہی وقت میں ہو- اکثر اوقات یہ ہوتا ہے کہ بیوی کو شدید لطف (Orgasm) کا احساس بھی نہیں ہوتا اور مرد کا انزال ہوجاتا ہے، اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ بیوی کو شدید لطف (Orgasm) پہلے محسوس ہوتا ہے اور مرد کو انزال بعد میں ہوتا ہے، اور کبھی کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ میاں بیوی دونوں کو شدید لطف (Orgasm) اور انزال (Discharge) کی کیفیت ایک ہی وقت پر ہوجاتی ہے-

(i) لذت انزال (Orgasm) :

مختلف جنسی تحریکوں کی بناء پر مرد میں ایک نوبت وہ آتی ہے کہ جنسی غدودوں میں تیار شدہ رطوبتوں کا مجموعہ جس کو منی کہتے ہیں، پیشاب کی نالی سے باہر نکل جاتا ہے۔ اس عمل کو انزال کہا جاتا ہے۔ لذت انزال اپنی نوعیت کی بہترین لذت سمجھی گئی ہے۔ جنسی صلاحیت کا اولین مقصد تو الدوتناسل ہے، مگر اس عمل کے دوران لذت انزال کو بھی ایک مستقل حیثیت حاصل ہے۔ اس لذتِ کے حصول کیلئے انسان کسی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتا، مثلاً مذہب بدل دینا، جان جوکھم میں ڈال دینا یا ہفت اقلیم کی بادشاہت سے دستبردار ہوجانا وغیرہ۔ یوں تو ہر جانور اس لذت سے استفادہ کرتا ہے، مگر انسانی نظم حس سے نشوونما پائے ہوئے ہونے کی وجہ سے لذت انزال سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہوتا ہے۔ اس کی عدم موجودگی یا خرابی اس کیلئے اسی قدر الجھن کا باعث ہوجاتی ہے۔

انزال اگر مجامعت کے نتیجہ کے طور پر ہو تو اس وقت بہترین سمجھا جاتا ہے جب کہ مرد وزن دونوں بیک وقت اس لذت سے مستفید ہوں، انگریزی زبان میں اس کیلئے جو لفظ استعمال کیا جاتا ہے آرگیزم (ORGASM) ہے جو مرد وزن دونوں کیلئے لاگو ہوتا ہے۔ ہم اس کو انتہائے لذت کہیں گے۔ انزال کا لفظ عورت کے تعلق سے استعمال نہ کرنے کو ہم اس لئے ترجیح دیں گے، کہ انتہائے لذت کے موقع پر عورت کو انزال نہیں ہوتا۔ مجامعت کی صحیح تکنیک سے عدم واقفیت، جسمانی خرابیاں، مرد وزن کے درمیان

ذہنی اختلافات اورطرح طرح کی جذباتی الجھنیں بوقت انزال زن وشوہر کواور زیادہ تر عورت ہی کو اس لذت کی ہم آہنگی سے محروم رکھتی ہے۔ جنسی بدحالیوں میں یہ بدحالی بہت عام ہے۔اس علت کا دور کرنا، سبب حقیقی کے معلوم کرنے ہی پر منحصر ہے۔

(۶.۷) لطف مباشرت (Orgasm) :

ابتداء میں عورت کو تکلیف ہوتی ہے،اس لئے عورت ابتداء میں مباشرت سے زیادہ لطف اندوز نہ ہو، مگر رفتہ رفتہ اس کو بھی اس میں لطف محسوس ہونا چاہیے۔خصوصاً اگر خاونداس سے پیار ومحبت سے پیش آئے۔

لطف کی بھی دو کیفیات ہوتی ہیں۔ایک لطف کی عمومی کیفیت ہوتی ہے جو مباشرت شروع کرتے ہی محسوس ہوتا ہے اور جو ہمیشہ ہی محسوس ہوتا ہے، علاوہ ابتدائی دو ماہ کے۔ دوسرا لطف شدید لطف (Orgasm) ہوتا ہے جیسا مرد کو انزال کے وقت محسوس ہوتا ہے۔اسی طرح کا لطف عورت کو بھی محسوس ہوتا ہے حالانکہ اس کا انزال نہیں ہوتا۔اس کے برعکس اس کو پیٹ میں کچھ سکڑتا اور پھیلتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ مگر شدید لطف (Orgasm) عورت کو ہمیشہ محسوس نہیں ہوتا۔ کبھی اس کو یہ شدید لطف (Orgasm) محسوس ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔اس لئے شوہر یا بیوی کو اس بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔کئی دفعہ میاں اور بیوی غیر ملکی کتابیں پڑھ لیتے ہیں اور اس میں اس شدید لطف کا ذکر ہوتا ہے تو پھر پریشان ہوتے ہیں کہ یہ کیفیت ہر مرتبہ کیوں پیدا نہیں ہوتی۔

(۶.۸) مجامعت کے درمیان وقفہ (Interval between intercourse) :

مجامعت میں لگا بندھا وقفہ تعین کرنا ممکن نہیں۔ ہمارے علم میں ایسے افراد بھی ہیں جو مہینوں غور وفکر کے بعد بہت ہی بھونڈے انداز میں صحبت کیلئے آمادہ ہوتے ہیں، اور ایسے لوگ بھی ہیں جو چوبیس گھنٹہ میں کئی بار صحبت کر کے شاداں اور فرحان رہتے ہیں۔ مجامعت کی تکرار کا انحصار جسمانی صحت، ذہنی ہم آہنگی، جذباتی توازن اور مجامعت کی تفصیلات سے معقول علم وآگاہی پر ہے۔کسی کیلئے بھی یہ ممکن نہیں کہ مجامعت کا کوئی خاص نظام العمل تجویز کرے۔ یہ کہنا کہ لوتھر (Luther) نے ہفتہ میں دو بار اور سقراط (Socrates) نے دس دن میں ایک مجامعت کی سفارش کی تھی درست نہیں۔ ہر شخص اپنا آپ نمونہ ہوتا ہے۔ چنانچہ بیان کردہ احتیاجات اور معلومات کی روشنی میں اپنے لئے آپ تعین کرے۔

(۶.۹) مباشرت کا دورانیہ (Duration of intercourse) :

انزال کے بارے میں بہت سے غلط تصورات عورتوں اور مردوں کے ذہن میں ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ انزال کتنی دیر میں ہونا چاہیے۔اس کے بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ عام طور پر انزال ایک یا دو منٹ دخول کے بعد ہونا چاہیے اور اگر ایک یا دو منٹ میں انزال ہو جاتا ہے تو یہ صحیح فطری کیفیت ہے۔ البتہ کبھی کبھار اگر انزال جلدی ہو جائے یا کچھ دیر لگ جائے تو اس کیلئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ ابتداء شادی میں چونکہ جذبات کی شدت ہوتی ہے اس لئے انزال جلدی ہو جاتا ہے۔ کئی لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ خاوند کی ذمہ داری ہے کہ بیوی کو بھی انزال ہو اور بیوی کے انزال کے بارے میں بھی تصور یہی ہے کہ جس طرح مرد کا انزال ہوتا ہے اسی طرح بیوی کو بھی ہو۔ مگر یہ بات غلط ہے۔ مرد کے عضو سے جس طرح انزال کے وقت منی نکلتی ہے اس طرح عورت کے جسم سے منی نہیں نکلتی، اور مرد کو جس طرح کا شدید لطف (Orgasm) ہر انزال کے وقت محسوس ہوتا ہے اس طرح کا شدید لطف عورت کو ہر مباشرت میں نہیں ہوتا، مگر مزہ آتا ہے جیسے مرد کو انزال سے پہلے آتا ہے۔

(۶.۱۰) مجامعت کے آسن (Sexual poses) :

مجامعت کے آسن یا طور طریقوں کے متعلق بھی بے حد وحساب روشنائی ضائع کی گئی ہے۔ کوک شاستر اور ایسی ہی دوسری قدیم کتابوں میں مجامعت کے ایک سو ایک طریقے بتلائے گئے ہیں۔ مگر پانچ یا چھ طریقے ہی ایسے ہو سکتے ہیں جو مجامعت کے عمل کی کما حقہ تکمیل کر سکتے ہیں۔ ہمارے خیال میں ایک صحت مند جسم اور صحیح الدماغ فرد کیلئے کسی طریقہ کی تلقین کرنا اس کی ذہانت کی توہین کے مترادف ہے۔ پھر بھی ہم میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو مجامعت کی مبادیات سے اس درجہ نابلد ہوتے ہیں کہ برسوں خلوتِ صحیح نہیں کر پاتے۔ ان کو صحیح علم کے حصول کیلئے مناسب کوشش کرنی چاہیے۔

میاں بیوی کو جس طور طریقے سے لطف آئے اس طریقے سے مباشرت کر سکتے ہیں۔ بلکہ باہمی مرضی سے مختلف طریقے آزمانے چاہیں کیونکہ جنسی عمل میں بھی تنوع سے لطف ہے۔ اسلام نے بھی اس کی اجازت دی ہے قرآن میں آیت ہے: ''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں تم ان میں جس طرح چاہو جاؤ'' (آیت نمبر ۲۲۳ پارہ سیقول) جابر سے روایت ہے کہ ''جس طرح چاہو جاؤ، لٹا کر، بٹھا کر، کھڑا کر کے'' ۔(صحیح بخاری)

(۶.۱۱) کثرتِ مجامعت (Excessive Sex) :

اس خصوص میں بھی غلط بیانیاں ایک اوسط مرد کو متردد رکھتی ہیں۔کوئی تو یہ کہتا ہے کہ سال میں ایک مرتبہ سے زیادہ مجامعت کرنا اپنی قبر آپ کھود لینے کے مترادف ہے۔کوئی یہ کہتا ہے کہ مجامعت میں منی کے اخراج کی وجہ سے مرد کمزور ہوجاتا ہے۔ ہمارے علم میں ایسے لوگ ہیں جو دورانِ شباب روزانہ کئی بار مجامعت کرتے رہے اور مابعد کے دور میں بھی قریباً ہر روز مجامعت کرتے ہیں اس کے باوجود زندہ اور سلامت ہیں۔ان حقائق کی روشنی میں مجامعت کی ہفتہ وار یا ماہوار تعداد کا تعین کرنا ممکن نہیں ہے۔دورِ حاضر کی بدحالی صحت بخش اعمال سے گریز، خراب غذا، لاعلمی اور عصبیاتی الجھنوں کی مرہون منت ہے، اور مجامعت جیسے لطیف وظیفہ کو بُری طرح متاثر کئے ہوئے ہے۔معیاری جسمانی صحت، جانبین میں مکمل ذہنی ہم آہنگی اور زن وشوہر کی جذباتی پختگی مجامعت کو زیادہ سے زیادہ لذت بخش بنا کر دنیا کو جنت بنا سکتی ہے۔

بہرحال مجامعت کی کثرت میاں بیوی میں کوئی کمزوری یا بیماری پیدا نہیں کرتی چاہے روزانہ کئی دفعہ ہو۔

(۶.۱۲) مباشرت اور عورت کے مسائل
(Sexual problems for women) :

۱) پہلی مجامعت تکلیف دہ یا بھونڈے پن سے شروع کی گئی ہو۔

۲) عورت کے ذہن میں یہ تصور ہے کہ وہ صرف مرد کی جسمانی خواہشات کی تکمیل کیلئے اس کے حوالے کی گئی ہے۔

۳) مرد وزن کے درمیان اپنی خواہشات اور مطالبات سے متعلق بے باکی سے تبادلہ خیال نہ کرنا۔

۴) مجامعت سے متعلق طرح طرح کے بے بنیاد ڈر اور عواقب۔

۵) بعض اوقات عورتیں بھی مردوں کی طرح خودلذتی کا شکار ہوتی ہیں۔اپنی خودلذتی سے متعلق احساس گناہ اور اس کا اعتراف نہ کرنا لاشعور میں عورت کو متردد رکھ کر اس کے جنسی وظیفہ کو مجروح کر دیتا ہے۔

۶) حمل کی وجہ سے جسمانی آلام اور وضع حمل کے وقت خدشات کا مبالغہ آمیز ڈر

۷) ازدواج کیلئے مناسب تیاری نہ ہونا اور طرح طرح کی غلط فہمیوں کی وجہ سے برودت کا شکار ہوجانا۔

۸) جسمانی صفائی سے عموماً اور اعضائے تناسل کی صفائی سے خصوصاً لاپروائی۔

۹) مرد کے پہل کرنے اور مختلف جنسی اعمال میں اس کی پیش رفت کی توقع کے قطع نظر عورت کا یہ سمجھنا درست نہیں کہ اس کا پہل کرنا غیر نسوانی یا غیر شریفانہ عمل ہے۔

مرد وزن اگر اپنا سفر زندگی جنسی محور پر تشفی کے ساتھ شروع کریں اور جاری رکھیں تو ان کی زندگی اور عمیق تجربوں اور باہمی تعاون اور شریک کار ہونے کی حیثیت سے مالا مال ہوجائے گی۔جنسی تعلق مرد و زن کے اعضائے تناسل تک محدود رکھنا درست نہیں۔جنسی تجربہ کو ہمارے جسمانی وجود کے رونگٹے رونگٹے، ذہنی کیفیات کی لطافتوں اور عمیق جذباتی تسکین میں سرایت کرنے کا دوسرا نام ہونا چاہیے۔اگر ایسا ہوسکا تو ازدواجی زندگی کے دوسرے شعبوں کی ہر گتھی باآسانی سلجھائی جاسکے گی۔

مثل مشہور ہے کہ ازدواج کا تعین جنت میں ہوتا ہے۔اس کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ ہمیں اس زمین پر جینا بسنا ہے۔اس لئے مرد وزن کا اولین فرض ہوجاتا ہے کہ وہ اپنی ساخت اور فعلیاتی خصوصیات کا علم حاصل کریں۔اسی علم وآگاہی کے ذریعے ازدواج کی مکمل خوش حالی ممکن ہے۔

(۶.۱۳) مجامعت کے بعد (After intercourse) :

انتہائے لذت کو پہنچنے کے بعد فریقین کے جسمانی تناؤ اور ذہنی کیفیات میں اتار شروع ہوجاتا ہے۔دونوں ایک سکون کی کیفیت محسوس کرتے اور میٹھی نیند میں غرق ہوجاتے ہیں۔اس موقع پر یہ نہ بھولنا چاہیے کہ زن وشوہر ایک دوسرے سے فوراً علیحدہ ہو کر طہارت یا اور دوسرے حرکات میں مشغول نہ ہوجائیں بلکہ ان کا ایک دوسرے سے پیوست رہنا اور ایک دوسرے کی بانہوں میں گم ہوجانا ہی صحیح عمل ہوگا۔

یہ تیاری اور مجامعت واقعی دو شخصیتوں کو ایک دوسرے میں پیوست کر دیتی ہے۔''ایک جان دو قالب''۔مگر اس نصب العین کا حصول اسی وقت ممکن ہے جب ہم وظیفہ جنس کو پاک اور انسان کے اعلیٰ ترین اقدار کے حصول کا ذریعہ سمجھیں، اس کی عظمت اور افادیت کا اعتراف کریں اور اس کو زیادہ سے زیادہ لذت بخش بنانے کیلئے کوشش کریں۔یہ اسی وقت ممکن ہوسکے گا جب مجامعت حسبِ ذیل خصوصیات کی حامل ہو۔

(۱) مجامعت میں والہانہ کیفیت (بے دھڑک)

(۲) مجامعت ڈر، تشویش اور تکلیف سے پاک ہو۔

(۳) فریقین ایک دوسرے کیلئے مقناطیس بنے رہیں۔

ایسے نصب العین کا حصول ناممکن نہیں، یہ بہتوں کی دسترس میں ہے بشرطیکہ جنسی وظیفہ کو ایک مقدس وظیفہ سمجھ کر اس کے حصول کی کوشش کریں۔

یہ عام غلط فہمی ہے کہ مجامعت اور منی کے اخراج سے کمزوری لاحق ہوتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس سے بہتر مقوی جسم وجاں کا تصور ممکن نہیں۔

(۶.۱۴) حمل کے دوران مجامعت (Sex during pregnancy) :

یہ سوال بھی عام طور پر کیا جاتا ہے کہ حمل کے دوران مجامعت کرنا مناسب ہے کہ نہیں؟ حمل کے ابتدائی دور میں حاملہ کے جنسی مطالبات بالکل متاثر نہیں ہوتے۔ عموماً پانچ ماہ کے بعد عورت کی جنسی خواہش میں کمی ہونے لگتی ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ پانچ ماہ کے بعد مجامعت نہ کی جائے۔ مرد کو چاہیے کہ ممکنہ احتیاط کے ساتھ مجامعت کو جاری رکھے۔ جیسے جیسے حمل کا زمانہ بڑھتا جاتا ہے عورت کی جسمانی بدکیفیوں کے ساتھ جنسی وظیفہ سے رغبت گھٹتی جاتی ہے۔ سمجھدار بیوی کو چاہیے کہ اپنے شوہر کی تسکین اور ازدواجی یگانگت کی خاطر جنسی وظیفہ سے یک لخت انکار یا پرہیز نہ کرے۔ ایسے جنسی عمل سے حمل یا پیدا ہونے والے بچہ کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ ہمارے علم میں ایک شخص ایسا بھی ہے جو مجامعت کا اس درجہ عادی ہو گیا تھا کہ بغیر مجامعت کے وہ سو ہی نہیں سکتا تھا۔ اپنی اس عادت سے مجبور ہو کر اس نے وضع حمل کے زمانے میں مجامعت کی اور اس کے ایک گھنٹہ بعد جیتا جاگتا بچہ تولد ہوا۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ نویں ماہ حمل میں مباشرت کم کی جائے۔ اس کے علاوہ جب پیٹ بڑھنے لگے تو اوپر سے لیٹ کر کرنے کی بجائے دوسرے آسن (Poses) استعمال کئے جائیں مثلاً پیچھے کے رخ سے یا کروٹ کے رخ سے وغیرہ۔

(۶.۱۵) مباشرت اور حمل (Sex and Pregnancy) :

یہ غلط فہمی عام ہے کہ بچے پیدا کر لینا تشفی بخش جنسی زندگی کے مترادف ہے۔ اگر زن وشوہر بار آوری کیلئے نارمل ہوں تو پھر انتہائی غیر تشفی بخش مجامعت کے باوجود حمل کا ہونا ممکن ہے اور اکثر ایسا ہو بھی جاتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو مجامعت کو نہایت تشفی بخش طور پر انجام دے سکتے ہیں مگر پھر بھی زوجین میں سے کسی ایک یا دونوں کی بیماری کی وجہ سے بچے پیدا نہیں ہو سکتے۔

(۶.۱۶) ابتدائی مباشرت کے مسائل

(Problems of first intercourse) :

جب شادی قریب آتی ہے تو کئی نوجوان خوف سے لرزنے لگتے ہیں، کیونکہ ان کو یہ بتایا گیا ہوتا ہے کہ مشت زنی سے جنسی کارکردگی متاثر ہوتی ہے- اکثر نوجوان چونکہ مشت زنی کر چکے ہوتے ہیں، اس لئے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اب وہ اس قابل نہیں ہیں کہ شادی شدہ زندگی گزار سکیں- ان کا خیال ہوتا ہے کہ اب ان کا راز فاش ہو جائے گا اور ان کی بے عزتی ہو جائے گی، جب بیوی کو پتہ چلے گا کہ وہ جنسی طور پر نامکمل ہیں- چنانچہ اس خوف کی وجہ سے شادی ایک زحمت بن جاتی ہے۔ نوجوانوں کو یہ اطمینان دلانے کی ضرورت ہے کہ مشت زنی سے کسی قسم کی جنسی یا جسمانی کمزوری پیدا نہیں ہوتی اور اس بارے میں کسی طرح کے خوف کی ضرورت نہیں ہے- کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اپنا امتحان لینے کے لئے کسی طوائف کے پاس چلے جاتے ہیں۔ وہاں کا تجربہ اکثر اوقات ان کے لئے مزید ناکامی کا سبب بنتا ہے کیونکہ شدت جذبات میں پہلی دفعہ جب وہ کسی عورت کے پاس جاتے ہیں تو یا تو جلدی انزال ہو جاتا ہے یا خوف وہراس اور احساس گناہ کے زیر اثر عضو میں سختی ہی نہیں آتی- اس سے ان کا خوف اور زیادہ شدید ہو جاتا ہے اور یہ خیال مزید پختہ ہو جاتا ہے کہ جنسی طور پر وہ بالکل ناکارہ ہیں اور مشت زنی نے ان کو تباہ کر دیا ہے- اس لیئے نوجوانوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اس طرح کی کوئی حرکت نہ کریں، اس طرح ان کو گناہ بھی ہوگا اور اس کیفیت میں جنسی فعلیت روبہ عمل بھی نہیں آ سکے گی اور وہ اس طرح غلط نتائج اخذ کر لیں گے اور اپنے آپ کو مزید پریشانی میں مبتلا کر لیں گے-

اگر ان کو صحت مند جنسی اعضاء کی ساخت کا علم اور مشت زنی کے بارے میں یہ یقین ہو کہ یہ کسی صورت مضر نہیں ہے اور اگر مشت زنی میں انزال جلدی یا دیر سے ہو تب بھی اس سے جنسی کارکردگی متاثر نہیں ہوتی اور یہ بھی معلوم ہو کہ عضو میں اتنی سختی ہوتی ہے کہ جتنی ایک غبارے میں پانی بھرنے سے ہوتی ہے تو غالباً پھر وہ شادی سے اتنے خوفزدہ نہیں ہونگے - کیونکہ جب خوف ذہن میں لے کر ایک نوجوان بیوی کے پاس جاتا ہے تو اس کی جنسی کارکردگی ضرور متاثر ہوتی ہے اور اس میں جنسی کیفیت پیدا نہیں ہوتی - نہ عضو میں سختی آتی ہے اور نہ وہ جنسی طور پر کامیاب ہوتا ہے- جیسا کہ ہم نے پہلے کہا ہے کہ عورت کی جائے مخصوص (Vagina) اتنی لچکدار ہوتی ہے کہ اس میں سے پورا بچہ نکل آتا ہے- عضو بھی

گوشت کا بنا ہوتا ہے اس میں سختی خون بھرنے سے ہوتی ہے اس کے لئے سختی بھی لکڑی یا لوہے کی طرح ممکن نہیں ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے۔

اگر انسان اپنی بیوی کے پاس خوف سے مبرا ہو کر جائے تو فطری طور پر پیار و محبت اور جنسی ہیجان کی ایسی کیفیت ہوگی کہ اس کے عضو میں سختی آئے گی اور وہ مباشرت کرے گا۔ البتہ اگر اس پر خوف و ہراس اور پریشانی کی کیفیت طاری ہوگی اور وہ شعوری طور پر عضو میں سختی کی کوشش کرے گا تا کہ جلدی مباشرت کرلے اور اس کے ذہن میں اپنا امتحان لینے کا تصور ہوگا تو بہت ممکن ہے کہ یہ چیزیں الٹا اثر کریں اور سختی بھی نہ آئے، اور وہ مباشرت نہ کر سکے۔

ویسے بھی ہمارے ماحول میں میاں بیوی کی مباشرت کے بارے میں ناتجربہ کاری ہوتی ہے۔ اس میں اس لئے کچھ دقتیں پیش آتی ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری خواتین بھی اس عمل سے بہت شرماتی ہیں۔ اس لئے ابتدائی ایک دو ہفتوں میں مباشرت میں دقت ہوتی ہے۔ اگر اس عرصے میں مباشرت نہ ہو تو میاں بیوی دونوں کو اس بارے میں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ شروع میں اتنا وقت لگ ہی جاتا ہے۔

اگر ابتدائی ایک دو ہفتوں میں خیزش نہ آئے یا جلدی انزال ہو جائے یا بیوی پوری طرح تیار نہ ہو تو میاں بیوی دونوں کو صبر سے کام لینا چاہیے اور اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کر لینا چاہیے کہ شریک حیات بیمار ہے یا ناکارہ ہے۔ بلکہ پیار و محبت سے ازدواجی زندگی کا آغاز کرنا چاہیے اور مباشرت کو غیر معمولی اہمیت نہیں دینی چاہیے بلکہ باہمی تعلقات میں محبت و یگانگت کو زیادہ اہمیت دینی چاہیے۔

شروع شروع سختی نہ آنا ایک آدھ دفعہ دخول سے پہلے انزال ہو جانا یا بیوی کا تیار نہ ہونا یا اس کو بہت زیادہ تکلیف ہونا کوئی ایسی کیفیت نہیں ہے کہ جس کو کسی جنسی بیماری کا نام دیا جائے یا جنسی کمزوری کی علامت قرار دیا جائے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے کسی کو ایک دو دفعہ کھانسی ہو جائے تو ہم فوراً ہی اس نتیجے پر نہیں پہنچ جائیں گے کہ اس کو تپ دق یا پھیپھڑوں کا سرطان ہے۔ اسی طرح اگر شروع میں جنسی کارکردگی متاثر ہو جائے تو ایک دم اس نتیجے پر نہیں پہنچ جانا چاہیے کہ بیوی یا شوہر جنسی طور پر ناکارہ ہے۔

جنسی فعلیت کے لئے یہ تاثر بہت جلدی لے لیا جاتا ہے کہ شوہر یا بیوی جنسی طور پر بیمار ہے اور جنسی بیماری کے بارے میں یہ تصور کر لیا جاتا ہے کہ وہ لاعلاج ہے۔ درحقیقت یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اس بارے میں صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے۔ چونکہ اس طرح کے غلط تصورات میاں یا بیوی یا دونوں کے ذہن

میں ہوتے ہیں اس لئے بہت سی شادیاں ناکام ہو جاتی ہیں۔

اسی طرح شوہروں کو بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے معاشرے میں لڑکیوں کی تربیت ایسی ہوتی ہے کہ انہیں جنس اور شادی کے بارے میں معلومات سے بالکل بے بہرہ رکھا جاتا ہے اور اس عمل سے ایک قسم کی نفرت دلائی جاتی ہے اور ان کے ذہن میں مباشرت سے خوف ہوتا ہے۔ اس لئے ان کو مباشرت کے لئے آمادہ کرنے کے لئے پیار و محبت اور صبر سے کام لینا چاہیے۔ بیویوں کو بھی یہ معلوم ہونا چاہیے کہ مباشرت نہ صرف ایک عبادت ہے بلکہ میاں بیوی دونوں کے لئے پرلطف بھی ہے۔

(۶.۱۷) مباشرت سے کمزوری

(Weakness due to intercourse) :

جاہل عطائیوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ مباشرت سے کمزوری ہوتی ہے اور اکثر یہ کہتے ہیں کہ مباشرت نہ کرنا بہتر ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اس سے شدید کمزوری ہوتی ہے اس کو زندگی میں ایک دفعہ بھی نہ کیا جائے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اس کو کتنا حقیر عمل سمجھتے ہیں حالانکہ دُنیا کے تمام افراد اکثر مباشرت کرتے ہیں اور صحتمند رہتے ہیں، بلکہ اسلام میں تو چار بیویاں بیک وقت رکھنے کی اجازت ہے اور حضرت محمد ﷺ کی تو خود بارہ بیویاں تھیں اور یہ حدیثوں میں مذکورہ ہے کہ بسا اوقات آپ ﷺ ایک ہی رات میں سب بیویوں سے مباشرت کر لیتے تھے۔ اگر یہ اتنا نقصان دہ عمل ہوتا تو یقیناً دین فطرت نہ اتنی بیویوں کی اجازت دیتا اور نہ اس قسم کے عمل کی اجازت ہوتی۔

حقیقت یہ ہے کہ مباشرت سے صحت بہتر ہوتی ہے اور اس لئے اس کے بارے میں فکر مند نہیں ہونا چاہیے کہ کتنے دن میں مباشرت کی جائے بلکہ جتنی مرتبہ انسان کی خواہش ہو اتنی مرتبہ مباشرت کی جا سکتی ہے اور اس سے لطف اندوز ہوا جا سکتا ہے۔

(۶.۱۸) مباشرت کا وقت (Time of intercourse) :

کئی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شرعی طور پر صرف رات کو مباشرت کرنی چاہیے، دن میں نہیں کرنی چاہیے۔ یہ بات بھی صحیح نہیں ہے یعنی مباشرت کے لئے شرعاً کوئی وقت متعین نہیں ہے۔ دن یا رات جب بھی خواہش ہو اس وقت مباشرت کی جا سکتی ہے۔

(۶.۱۹) مباشرت سے قبل قطرے (Oozing of semen) :

مباشرت سے پہلے عضو سے منی کے قطرے رستے ہیں۔اس کے بارے میں بھی کئی لوگ پریشان ہوتے ہیں اور اُسے جنسی بیماری کی علامت سمجھتے ہیں۔جبکہ درحقیقت ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

حدیثوں میں اس کا ذکر آتا ہے کہ حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے معلوم کروایا تھا کہ اس کو پاک کیسے کرنا چاہیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر منی رسنا شروع کردے اور زور سے نہ نکلے (جیسا کہ مباشرت یا احتلام میں نکلتی ہے) تو پھر صرف ان حصّوں کو دھولینا کافی ہے۔اس لئے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ایک فطری کیفیت ہے جس کے بارے میں صدیوں سے لوگوں کو معلوم ہے اور اگر یہ بیماری ہوتی تو رسول اللہ ﷺ کہہ دیتے کہ یہ بیماری ہے اور اس کا علاج کروانا چاہیے۔

(۶.۲۰) شادی سے قبل جنسی معلومات

(Sex education before marriage) :

شادی سے قبل بہتر ہے کہ انسان اپنے اعضاء اور ان کی کارکردگی کے بارے میں اور جنس مخالف کے جنسی اعضاء اور ان کی کارکردگی کے بارے میں کچھ بنیادی معلومات حاصل کرلے، تصاویر دیکھ لے اور کسی ڈاکٹر سے مشورہ کرلے۔خواتین کو چاہیے کہ کسی خاتون ڈاکٹر سے مشورہ کرلیں تاکہ ان کو معلوم ہوجائے کہ جنس مخالف کے جنسی اعضاء کس طرح کے ہوتے ہیں اور مباشرت کیسے کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ ان کے ذہن میں کوئی اوہام، پریشانیاں یا کچھ سوالات ہوں تو وہ بھی پوچھ لینے چاہئیں تاکہ شادی کے وقت کسی دشواری کا سامنا نہ ہو۔

(۶.۲۱) سردمہری یا برودت (Frigidity) :

عورت میں جنسی سردمہری کو برودت کہتے ہیں۔یہ کیفیت مرد میں نامردی (Impotence) کے مماثل سمجھی گئی ہے۔جب تک انسان حیوانی سطح پر مجامعت کرتا رہا یہ کیفیتیں کم سے کم دیکھی گئیں۔اب جب کہ تہذیب یافتہ بلکہ تہذیب زدہ انسان زیادہ سے زیادہ قوانین اور نفسیاتی کیفیتوں کا شکار ہوگیا ہے، برودت اور نامردی آبادی کی ایک بڑی تعداد کو گھیرے ہوئے ہیں۔اسی بنا پر ان کیفیتوں کو تہذیب کی پیداوار سمجھا گیا ہے۔

بعض اوقات برودت جسمانی خرابی کی وجہ سے رونما ہوتی ہے، مثلاً مجامعت کے دوران تکلیف، ڈھکا ہوا بظر، فرج میں کسی نہ کسی وجہ سے سرخی یا سوجن اور معمول سے زیادہ سخت پردہ بکارت۔نفسیاتی اسباب کی بناء پر برودت کے ذمہ دار ''جوانی میں بچپن کی موجودگی'' مجامعت سے ڈر، حمل کا اندیشہ جیسی کیفیات ہوتی ہیں۔اس اعتبار سے عورتوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ایسی عورتیں جن کو جنسی فعل سے کوئی رغبت یا احساس نہیں اور وہ انتہائے لذت کو کبھی نہیں پہنچتیں۔ان کو مکمل برودت زدہ عورتیں کہا جاتا ہے۔

۲۔مقابلتاً کم برودت کی شکار عورتیں جو مجامعت سے پہلے سردمہری کا مظاہرہ کرتی ہیں مگر صحیح طور پر آمادہ بہ مجامعت ہونے کے بعد وہ جنسی لذت سے استفادہ کرسکتی ہیں۔جسمانی تکان، شوہر کی جنسی لاعلمی اور خودغرضی وغیرہ اس کے اسباب ہوتے ہیں۔اس لئے آرام، شوہر کی تربیت جنسی وغیرہ عورت کو اپنی طبعی جنسی کیفیت سے مالامال کرسکتی ہیں۔

۳۔ایسی عورتیں بھی ہیں جو ان گنت نفسیاتی خرابیوں کی شکار ہونے کی وجہ سے انتہائے لذت سے بالکل ناآشنا رہتی ہیں اور کسی طرح شریک لذت و مجامعت نہیں ہوپاتیں۔جنسی فعل سے مرد کی لاعلمی، کسی نہ کسی وجہ سے مرد سے عورت کی نفرت، شوہر پر اعتماد نہ رہنا، غلط مانع حمل طریقوں کا استعمال، اس کے ذمہ دار ہیں۔

برودت اور نامردی جس قدر موجودہ معاشرہ میں عام ہیں اتنا ہی کم ہمیں ان کا علم ہے۔جنسی حقائق سے مکمل لاعلمی، ازدواج کیلئے زن وشوہر کی مناسب تربیت کی کمی، روزمرہ کے معاشی اور معاشرتی مسائل کو ان کے اصلی روپ میں سمجھنے کی عدم صلاحیت اس جنسی بدحالی کے باعث ہیں۔البتہ صحیح علاج سے ان سے چھٹکارا ممکن ہے۔

سوالات:

بیوی میں انتہائے لذت سے محرومی۔برودت۔سردمہری (Frigidity) :

س۱:۔میری عمر ۴۹ سال اور بیوی کی ۳۶ سال ہے۔میری بیوی چار سال تک بیوہ رہ چکی ہیں۔ان کے پہلے شوہر سے ایک بچہ بھی ہے۔مجامعت کے دوران مناسب تکنیک استعمال کرنے کے باوجود

انتہائے لذت کو نہیں پہنچتیں۔کیا آپ اس کا کوئی حل بتائیں گے؟

ج:-جنسی لذت کی خواہش نفسیاتی تحریک سے شروع ہو کر جسمانی لذت پر ختم ہوتی ہے۔اکثر یہ ہوتا ہے کہ زوجین میں سے کوئی ایک بظاہر تعلق کی خواہش تو کرتا ہے مگر حقیقت میں وہ اس کا خواہاں نہیں ہوتا۔ایسی صورت میں وہ اپنے آپ کو محرک کرنے کی کوشش کرتا ہے، مگر نہیں کر پاتا، باہمی کشش اور محبت سے جنسی فعل باعث لذت ہوتا ہے۔جب محبت کا فقدان ہو تو جسمانی تعلق کی کوشش تقریباً ناکام ہو جاتی ہے۔شرم اور حیا بھی لذت پانے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔

س۲:-میری بیوی مجامعت میں انتہائے لذت کو پہنچتی ہی نہیں۔مجامعت خواہ مناسب تیاری کے بعد کی جائے اور خواہ کتنی ہی دیر تک جاری رہے کوئی فرق نہیں پڑتا۔کیا یہ کیفیت قابل علاج ہے اور کیا غدودی رطوبتوں کا علاج مفید ہوگا؟

ج:-نہ آپ اپنی بیوی کا علاج کر سکتے ہیں اور نہ وہ خود درست ہو سکتی ہیں۔کسی نہ کسی جذباتی خرابی کی وجہ سے ان پر یہ کیفیت طاری ہوتی ہے۔کوئی ماہر نفسیات اگر توجہ دے تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

س۳:-ہماری شادی ہوئے بارہ سال ہو چکے ہیں۔ہمارے تین بچے بھی ہیں۔شادی کے وقت میری عمر اٹھارہ سال تھی۔میں اور میرا شوہر ایک دوسرے کو بے حد چاہتے ہیں۔گو کہ مجھے جنسی تشفی بالکل نہیں ہوتی مگر ہمیشہ یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتی ہوں کہ مجھے مکمل تشفی ہو جاتی ہے۔میرا شوہر مجامعت سے قبل کوئی ایسا عمل نہیں کرتا جس سے جنسی ہیجان پیدا ہو۔کیا اس وجہ سے مجھ پر برودت طاری تو نہیں ہے؟ مجھے ڈر ہے کہ اگر یہ حقیقت شوہر پر واضح کردوں تو وہ مجھے چھوڑ نہ دے۔

ج:-آپ کے انتہائے لذت کو نہ پہنچنے کی ذمہ داری آپ کے شوہر کی صحیح مباشرت کے عمل سے ناواقفیت معلوم ہوتی ہے۔اس لاعلمی میں آپ بھی اپنے شوہر کے ساتھ برابر کی شریک ہیں۔مجامعت کے عمل سے آپ دونوں واقفیت حاصل کر کے ایک دوسرے کو مناسب حد تک متحرک کریں تو آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔شرم وحیا کے غلط احساس کی وجہ سے بے حساب عورتیں اپنی ازدواجی زندگی کے جائز لطف سے محروم رہتی ہیں۔

س۴:-میری بیوی کی عمر پینتیس سال ہے۔مجامعت میں میری بیوی نہ صرف دلچسپی نہیں لیتیں بلکہ ہر ممکنہ کوشش کے باوجود مکمل طور پر بے حس بھی رہتی ہیں۔کبھی کبھار ان میں کچھ جنسی تحریک سی معلوم تو ہوتی

ہے مگر وہ انتہائے لذت کو کبھی نہیں پہنچتیں۔

ج:-بچپن ہی سے جنس کے متعلق غلط تصورات اور طرح طرح کے خدشات کی وجہ سے یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔تجربہ کار معالج بتدریج اس کیفیت کو دور کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔البتہ متحرک خواتین بھی ہمیشہ یعنی ہر مباشرت میں انتہائے لذت (ORGASM) محسوس نہیں کرتیں جبکہ مرد ہمیشہ محسوس کرتے ہیں۔

(۶.۲۲) وطی فی الدبر (Anal intercourse) :

حدیث الکتاب الغیر (۱۸۵ علامہ وحید الزماں) اللہ تعالیٰ کے اس قول نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم۔کی تفسیر ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کی۔کہا ہم کو نضر بن شمیل نے خبر دی۔کہا ہم کو عبداللہ بن عون نے۔انہوں نے نافع سے۔انہوں نے کہا۔ابن عمرؓ جب قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔تو تلاوت سے فارغ ہونے تک بات نہ کرتے۔ایک دن میں ان کے پاس گیا، وہ قرآن شریف میں سے سورۃ بقرہ (یاد سے) پڑھ رہے تھے، جب اس آیت پر پہنچے، نساؤکم حرث لکم؛ تو مجھ سے کہنے لگے، تو جانتا ہے یہ آیت کس باب میں اُتری؟ میں نے کہا، نہیں؛ ابن عمرؓ نے کہا، فلاں فلاں باب میں، پھر تلاوت کرنے لگے۔عبدالصمد بن عبدالوارث سے روایت ہے کہ میرے والد نے بیان کیا۔کہا مجھ سے ایوب نے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا، اس آیت سے یہ مراد ہے کہ مرد عورت سے دُبر یعنی مقعد (Anus) میں کرے، اس حدیث کو محمد بن یحییٰ بن سعید قطان نے بھی اپنے والد سے، انہوں نے عبیداللہ سے انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمرؓ سے روایت کیا۔

اس روایت میں یہ صراحت نہیں ہے کہ کس باب میں اتری۔اسحاق بن راہو کی روایت میں اس کی صراحت ہے کہ عورتوں سے دُبر یعنی مقعد (Anus) میں جماع کرنے کے باب میں اتری۔ابن عمرؓ سے اس کی اباحت منقول ہے۔اور امام مالک رحمتہ اللہ علیہ اور شافعی رحمتہ اللہ علیہ بھی پہلے اس کے قائل تھے۔حاکم نے کہا کہ جدید قول شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ حرام ہے۔حافظ نے کہا کہ بہت سی حدیثیں اس کے منع میں وارد ہیں۔حاکم نے مناقب شافعی رحمتہ اللہ علیہ میں نقل کیا ہے کہ امام شافعی اور امام محمد میں وطی فی الدبر (Anal intercourse) کے باب میں بحث ہوئی۔

امام محمد نے کہا: حُرث تو فرج ہے۔ دُبر (مقعد) حرث یعنی کھیتی نہیں ہے۔ شافعی نے کہا: پھر اگر کوئی ران میں یا پنڈلیوں میں جماع کرے تو اس کو حرام کہنا چاہیے، امام محمد رحمتہ اللہ علیہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ لفظ دُبر میں امام بخاری نے چھوڑ دیا۔ اس کو ابن جریر نے موصول کیا ہے، اس میں صرف مذکور ہے۔ یا تیہا فی الدبر۔ اس کو طبرانی نے وصل کیا۔ اس میں صاف یوں ہے کہ یہ آیت وطی فی الدبر کی اجازت میں اتری۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا۔ کہا کہ ہم سے سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نے، انہوں نے محمد بن منکدر سے، انہوں نے کہا میں نے جابر سے سنا۔ وہ کہتے تھے، ''یہودیوں کا یہ خیال تھا۔ کہ جب مرد عورت کے پیچھے کی طرف سے اس کے فرج میں جماع کرے تو لڑکا بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ نساؤکم حرث لکم فاتوا حراتکم انی شئتم''، یعنی کیف شئتم (آیت کریمہ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۲۳ پارہ دوم)

یعنی جس طرح چاہو۔ لٹا کر، بٹھا کر، کھڑا کر کے مگر ہر حالت میں دخول فرج (Vagina) میں ہونا چاہیے، نہ کہ دبر میں۔ اکثر علماء نے اس آیت کے یہی معنی رکھے ہیں۔ بعضوں نے کہا۔ انی این کے معنوں میں ہے۔ یعنی جہاں چاہو۔ قبل یا دبر میں اور وطی فی الدبر کو انہوں نے جائز رکھا ہے۔ لیکن یہ قول مرجوع ہے۔ مارزی نے کہا اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ جو وطی فی الدبر کو درست کہتا ہے وہ انی کو این کو معنوں میں لیتا ہے۔ جو حرام کہتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ آیت یہود کے دور میں اتری تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ آگے سے جماع کرو، یا پیچھے سے، مگر ہر حال میں جماع فرج میں ہونا چاہیے۔ حافظ نے کہا، عموم لفظ کا اعتبار ہوا کرتا ہے، نہ خصوص کا، تو آیت سے وطی فی الدبر کا جواز نکلے گا۔ مگر بہت سی حدیثیں اس کی ممانعت میں وارد ہوئی ہیں۔ ان سے آیت کا مفہوم خاص ہوسکتا ہے۔ ایک جماعت اہلحدیث جیسے بخاری، ذہلی، بزار، نسائی اور ابوعلی نیشاپوری اس طرف گئی ہے کہ وطی فی الدبر کی ممانعت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں اس حدیث کے کئی طریق ہیں، اور سب طریق ملا کر وہ حجت لینے کے لائق ہو جاتی ہے۔ جیسے خزیمہ بن ثابت کی حدیث اس کو امام احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا۔ ابن حبان نے اس کو صحیح کہا، اسی طرح ابو ہریرۃؓ کی حدیث اس کو ترمذی اور امام احمد نے نکالا۔ ابن حبان نے اس کو بھی صحیح کہا اور ترمذی نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً نکالا ''اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف دیکھے گا بھی نہیں جو مرد یا عورت سے دبر میں جماع کرے۔''

(صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر۔ پارہ ۱۸۵۔ حضرت علامہ وحید الزماں)

(۷) زنا
(Adultery)

زنا (Adultery) کی عصری تعریف ''ازدواج کی خلاف ورزی'' ہے۔ یہ فعل خلاف قانون ہے، اس لئے ایک جرم ہے۔ کم از کم ایک قسم کی بدروش ہے۔ یہ فعل مذہبی نواہی کی خلاف ورزی ہے اس لئے ایک گناہ ہے۔ شائستگی کے حقوق کے خلاف جاتا ہے اس لئے ایک سرقہ ہے۔ زنا غیر مفید ہے اس لئے اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاسکتی۔ روایات کی رو سے زنا ایک ذلیل فعل ہے اس لئے اسے دبا دینا چاہیے۔ زنا ایک غیر متنبہ شوہر یا بیوی کو ناواجبی پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس لئے یہ فعل غلط ہے۔ ممکن ہے کہ زنا سے ایک معصوم شخص کو قابلِ نفرت مرض لاحق ہو جائے، اس لئے وہ بُرا ہے۔ اگر وہ بچے کی زندگی کو داغدار بنا دے تو لائق ملامت ہے۔ اس طرح اگر زنا سے عورت یا مرد کی آبرو خاک میں ملتی ہو، اس کی خودداری کو ٹھیس لگتی ہو، یا اسے دوسرے وسوسوں میں نکو بننا پڑتا ہو تو یہ فعل واقعی لائق نفرت ہے۔ (۱)

''زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملے میں تم کو دامن گیر نہ ہو اگر تم اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو، اور ان کو سزا دیتے وقت اہل ایمان کا ایک گروہ موجود ہے۔'' (القرآن۔ سورہ النور۔ آیت ۲)

نوع انسانی کی بقا اور انسانی تمدن کا قیام اس بات پر منحصر ہے کہ عورت اور مرد محض لطف اور لذت کیلئے ملنے اور پھر الگ ہو جانے میں آزاد نہ ہوں بلکہ ہر جوڑے کا باہمی تعلق ایک ایسے پائیدار عہد و وفا پر استوار ہو جو معاشرے میں معلوم و معروف بھی ہو اور جسے معاشرے کی ضمانت بھی حاصل ہو۔ اس کے بغیر انسانی نسل ایک دن کیلئے بھی نہیں چل سکتی کیونکہ انسان کا بچہ اپنی زندگی اور اپنی انسانی نشوونما کیلئے کئی برس کی دردمندانہ نگہداشت اور تربیت کا محتاج ہوتا ہے اور عورت اس بار کو اٹھانے میں کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک وہ مرد اس کا ساتھ نہ دے جو اس بچے کے وجود میں آنے کا سبب بنا ہو۔ اس طرح اس معاہدے کے بغیر انسانی تمدن بھی برقرار نہیں رہ سکتا کیونکہ تمدن کی تو پیدائش ہی ایک مرد اور ایک عورت کے مل کر رہنے، ایک گھر اور ایک خاندان وجود میں لانے اور پھر خاندانوں کے درمیان رشتے دار رابطے پیدا ہونے

(1) تفہیم القرآن

سے ہوتی ہے۔اگر عورت اور مرد خاندان کی تخلیق سے قطع نظر کر کے محض لطف ولذت کیلئے آزاد نہ ملنے لگیں تو سارے انسان بکھر کر رہ جائیں۔اجتماعی زندگی کی زنجیر کٹ جائے اور وہ بنیاد ہی باقی نہ رہے جس پر تہذیب وتمدن کی یہ عمارت اٹھی ہے۔اسی لئے انسانی قانون میں زنا ایک قابلِ سزا جرم ہے۔اور شادی شدہ ہوکر زنا کرنا اس کے نزدیک جرم کی شدت اور زیادہ بڑھا دیتا ہے کیونکہ ایسے شخص کے پاس اپنی جنسی خواہشات کو پورا کرنے کا ایک جائز ذریعہ موجود تھا اور پھر بھی اس نے ناجائز ذریعہ اختیار کیا۔

اسلام انسانی معاشرے کو زنا کے خطرے سے بچانے کیلئے وسیع پیمانے پر اصلاحی اور انسدادی تدابیر استعمال کرتا ہے اور قانونی سزا آخری چارہ کار کے طور پر تجویز کرتا ہے۔اس کا منشاء یہ ہے کہ لوگ اس جرم کا ارتکاب ہی نہ کریں اور سزا دینے کی نوبت ہی نہ آئے۔وہ سب سے پہلے آدمی کے نفس کی اصلاح کرتا ہے۔اس کے دل میں عالم الغیب اور ہمہ گیر طاقت کے مالک خدا کا خوف بٹھاتا ہے۔اسے آخرت کی باز پرس کا احساس دلاتا ہے جس سے مر کر بھی آدمی کا پیچھا نہیں چھوٹ سکتا۔اس میں قانون الٰہی کی اطاعت کا جذبہ پیدا کرتا ہے جو ایمان کا لازمی تقاضا ہے اور پھر اسے بار بار متنبہ کرتا ہے کہ زنا اور بے عصمتی ان بڑے گناہوں میں سے ہے جن پر اللہ تعالیٰ سخت باز پرس کرے گا۔اس کے بعد آدمی کیلئے نکاح کی تمام ممکن آسانیاں پیدا کرتا ہے۔ایک بیوی سے تسکین نہ ہو تو چار چار تک سے جائز تعلق کا موقع دیتا ہے۔دل نہ ملیں تو مرد کیلئے طلاق اور عورت کیلئے خلع کی سہولتیں بہم پہنچاتا ہے۔اور ناموافقت کی صورت میں خاندانی پنچایت سے لے کر سرکاری عدالت تک سے رجوع کا راستہ کھول دیتا ہے،تا کہ یا تو مصالحت ہو جائے یا پھر زوجین ایک دوسرے سے آزاد ہو کر جہاں دل ملے نکاح کر لیں۔اور اسی طرح اسلام میں مردوں اور عورتوں کے بن بیاہے بیٹھے رہنے کو ناپسند کیا گیا ہے اور صاف حکم دے دیا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کے نکاح کر دیئے جائیں۔پھر وہ معاشرے سے ان اسباب کا خاتمہ کرتا ہے جو زنا کی رغبت دلانے والے ہیں اور اس کیلئے موقع فراہم کرنے والے ہیں۔

عورتوں کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ گھر سے نکلیں تو چادریں اوڑھ کر۔زنا کی سزا مقرر کرنے سے پہلے عورتوں اور مردوں کی خلط ملط معاشرت بند کی گئی۔اشاعت فحش کو بھی روکا گیا اور قحبہ گری کی بھی قانوناً بندش کی گئی،نظریں نیچی کرنے کا حکم دیا گیا تا کہ دیدہ بازی سے حسن پرستی تک اور حسن پرستی سے عشق بازی تک نوبت نہ پہنچے۔

عورتوں کو گھروں میں بھی حکم دیا گیا ہے کہ غیر محرموں کے سامنے بن سنور کر نہ آئیں اور آخر میں زنا کی قانونی سزا اس لئے مقرر کی گئی کہ تمام داخلی اور خارجی تدابیر اصلاح کے باوجود جو جائز مواقع چھوڑ کر ناجائز طریقے سے اپنی جنسی خواہش پوری کرنے پر اصرار کریں ان کو ایسی سخت سزا دی جائے کہ دوسرے بھی عبرت پکڑیں۔

غیر شادی شدہ زانی کو سو کوڑے مارنے کی سزا ہے مگر شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنے کی سزا ہے۔نبی کریم ﷺ نے نہ صرف یہ بیان فرمایا ہے بلکہ عملاً آپ نے متعدد مقدمات میں یہی سزا نافذ بھی کی ہے۔

قانوناً زنا کی سزا اس وقت ہو سکتی ہے جبکہ صرف ادخال حشفہ (Glans penis) ہو جائے۔پورا ادخال یا تکمیل فعل ضروری نہیں۔اس کے برعکس اگر ادخال حشفہ نہ ہو تو محض ایک بستر پر یکجا پایا جانا یا بوس وکنار کرتے ہوئے دیکھا جانا یا برہنہ پایا جانا،کسی کو زانی قرار دینے کیلئے کافی نہیں ہے۔جو لوگ اس طرح کی بے حیائی میں مبتلا پائے جائیں ان پر صرف تعزیر ہے،جس کا فیصلہ حالات کے لحاظ سے حاکم عدالت خود کرے گا یا مقننہ مقرر کرے گی۔یہ سزا اگر کوڑوں کی شکل میں ہو تو دس سے زیادہ نہ ہوگی کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ کی مقرر کردہ حدود کے سوا کسی جرم میں دس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے جائیں۔(بخاری،مسلم،داؤد)

اگر کوئی شخص پکڑا نہ گیا ہو اور صرف نادم ہو کر اس قصور کا اعتراف کر لے تو اس کیلئے صرف توبہ کی تلقین کافی ہے۔

کسی کو زنا کا مجرم ٹھہرانے کیلئے ضروری ہے کہ وہ عاقل اور بالغ ہو۔بچے اور دماغی مریض پر حد زنا نہیں لگائی جا سکتی۔

شادی کے بعد زنا کی حد لگانے کیلئے بھی یہ شرائط ہیں کہ نکاح اور خلوت صحیحہ کے وقت زوجین آزاد بالغ اور عاقل ہوں۔اگر مرد کا نکاح نابالغ یا پاگل سے ہو تو زنا کی صورت میں سنگسار نہیں ہوگا۔زنا بالجبر کی صورت میں صرف زانی جابر کو سزا دی جائے گی اور جس پر جبر کیا گیا تھا اس کو چھوڑ دیا جائے گا۔سزا دینے کا اختیار صرف عدالت کو ہوگا نہ کہ دوسرے لوگوں کو۔

اسلامی قانون یہ لازم نہیں کرتا کہ کوئی شخص اپنے جرم کا خود اقرار کرے یا لوگ کسی کے جرم زنا پر مطلع ہوں تو وہ ضرور یہ خبر حکام تک پہنچائیں۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص ان گندے کاموں میں سے کسی کا مرتکب ہو جائے تو اللہ کے ڈالے ہوئے پردے میں چھپا رہے۔لیکن اگر وہ

ہمارے سامنے اپنا پردہ کھولے گا تو ہم اس پر کتاب اللہ کا قانون نافذ کرکے چھوڑیں گے''۔ سزا کیلئے ضروری ہے کہ چار عینی شاہد ہوں۔ اس کے بغیر قاضی محض اپنے علم کی بناء پر فیصلہ نہیں کرسکتا، خواہ اپنی آنکھوں سے زنا ہوتے دیکھ چکا ہو۔ گواہوں کو اس بات کی شہادت دینی ہوگی کہ انہوں نے ملزم اور ملزمہ کو عین حالت مباشرت میں دیکھا ہے، جیسے سرمہ دانی میں سلائی اور کنویں میں رسی۔ یعنی ان لوگوں کو سزا ملتی ہے جو انسدادی تدابیر کے باوجود اتنے بے حیا ہوں کہ ان کو چار چار آدمی زنا کرتے دیکھ لیں۔

عبداللہ بن مسلمہ، مالک، ہشام، عروہ، حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس وقت تم میں سے کوئی مرد یا عورت زنا کرتا ہو اس وقت اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر غیرت کسی کو نہیں آتی۔ اے اُمت محمد یہ جو کچھ میں جانتا ہوں تم بھی جان لو تو ہنسی کم آئے اور رونا زیادہ آئے۔''

(صحیح بخاری۔ باب ۲۷۔ حدیث ۲۰۵ صفحہ ۱۲۰)

''زانی نکاح نہ کرے مگر زانیہ کے ساتھ یا مشرک کے ساتھ اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہ کرے مگر زانی یا مشرک، اور یہ حرام کردیا گیا ہے اہل ایمان پر''۔ (سورہ النور۔ آیت ۳)

اس حکم کا اطلاق صرف انہی مردوں اور عورتوں پر ہوتا ہے جو اپنی روش پر قائم ہوں۔ جو لوگ توبہ کرکے اپنی اصلاح کرلیں ان پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ کیونکہ توبہ و اصلاح کے بعد زانی ہونے کی صفت ان کے ساتھ لگی نہیں رہتی۔

حضور ﷺ نے فرمایا ''جو شخص دیوث ہو، یعنی جسے معلوم ہو کہ اس کی بیوی بدکار ہے اور یہ جان کر بھی وہ اس کا شوہر بنا رہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔'' (احمد۔ نسائی۔ ابوداؤد)

ابوبکرؓ اور عمرؓ کا طرز عمل یہ رہا کہ جو غیر شادی شدہ مرد یا عورت زنا کے الزام میں گرفتار ہوتے تو ان کو وہ پہلے سزا دیتے اور پھر آپس میں ان کا نکاح کردیتے۔

''اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لیکر نہ آئیں تو ان کو اسی (۸۰) کوڑے مارو اور ان کی شہادت بھی قبول نہ کرو۔'' (القرآن سورہ النور آیت ۴)

''جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے اپنے سوا دوسرے کوئی گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ (اپنے الزام میں) سچا ہے، اور پانچویں بار کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہو۔ اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دے کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس بندی پر اللہ کا غضب ٹوٹے اگر وہ سچا ہو۔'' (القرآن سورہ النور آیت ۶۔۷۔۸۔۹)

(۸) جنسی مسائل، شادی سے قبل

(Sexual Problems of unmarried youngsters)

لڑکپن سے جوانی تک کی عمر ایسی ہے جس کے دوران جنسی اعضاء میں کافی تبدیلی آتی ہے اس لئے نوجوانوں کو یہ پریشانی لاحق ہوتی ہے کہ تبدیلیاں فطری ہیں یا یہ کسی بیماری کا مظہر ہیں۔ اتنی بات بتانے کے لئے بھی ہمارے معاشرے میں کوئی تیار نہیں ہوتا۔ نہ والدین، نہ اساتذہ اور نہ دوسرے ذرائع ابلاغ وغیرہ۔

اس کے بارے میں مستند کتابیں بھی موجود نہیں ہیں بلکہ اگر غلطی سے کوئی لڑکا یا لڑکی اس موضوع پر کوئی بات کر بیٹھے تو وہ سخت تنقید کا ہدف بنتا ہے۔ اس موضوع پر اگر گفتگو ہوسکتی ہے تو صرف دوستوں میں ہوسکتی ہے اور ظاہر ہے کہ ہم عمر دوست بھی صحیح معلومات نہیں رکھتے۔ یہ سب سنی سنائی باتوں پر آپس میں گفتگو کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو شدید غلط فہمی میں مبتلا کردیتے ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر اپنے جنسی اعضاء کی فطری تبدیلیوں کو بھی بیماری سمجھنے لگتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ نفسیاتی بیماری کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اس بیماری میں وہم اور یاسیت کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ یہ یاسیت کبھی کبھی شدید ہوجاتی ہے اور نوجوان بہت اُداسی اور مایوسی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ پڑھائی اور دوسرے کام کاج کے قابل نہیں رہتے اور موت و خودکشی کے خیالات ان کے ذہن پر سوار ہوجاتے ہیں۔ اس بیماری کی وجہ سے کئی مرتبہ ان کے وزن میں کمی ہوجاتی ہے، بھوک اور نیند غائب ہوجاتی ہے اور آنکھوں کے گرد حلقے پڑجاتے ہیں۔ ان علامات کے بارے میں ان کا خیال ہوتا ہے کہ یہ ان جنسی تبدیلیوں کی وجہ سے ہیں، جو جسم میں رونما ہورہی ہیں اور جوان کے ذہن میں پہلے سے ایک بیماری کا روپ دھار چکی ہیں۔

پھر ستم بالائے ستم یہ کہ ہمارے ملک کے ڈاکٹر صاحبان اس مسئلے میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے مریض جعلی حکیموں اور عطائیوں کے پاس جاتے ہیں جن کو خود بھی اس بارے میں غلط قسم کی معلومات ہوتی ہیں اور وہ ان نوجوانوں کے غلط خیالات کو مزید تقویت بخشتے ہیں۔ قسم قسم کے نقصان دہ

علاج کے باوجود یہ ٹھیک نہیں ہو پاتے بلکہ مزید وہم اور یاسیت کا شکار ہوتے چلے جاتے ہیں۔

یہ باب ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے جو ان مسائل سے دوچار ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ صحیح معلومات صحیح وقت پر پہنچادی جائیں تو ان مسائل سے چھٹکارا پایا جاسکتا ہے۔

(۸.ا) جنسی اعضاء کے بارے میں غلط فہمی

: (Genitals seem abnormal)

اکثر نوجوان اپنے عضو تناسل کو ناقص سمجھتے ہیں، انہیں اس کی لمبائی، موٹائی اور سیدھا یا ٹیڑھا ہونے کے بارے میں بلاوجہ پریشانی رہتی ہے۔ ذیل میں ہم ان باتوں کی وضاحت کررہے ہیں جن کے بارے میں نوجوان پریشان رہتے ہیں۔

(الف) عضو کی لمبائی (The length of the penis) :

اس کے بارے میں اکثر نوجوانوں کو فکر رہتی ہے۔ ان کے ذہن میں صحت مند آدمی کے عضو کی لمبائی کا کوئی تصور نہیں ہوتا۔ کچھ لوگ فحش تصاویر اور فلمیں (Blue Films) دیکھ لیتے ہیں اور اس سے اپنے عضو تناسل کا موازنہ کرتے ہیں۔ اور کسی کی اپنے ساتھی کے عضو پر نظر پڑ جاتی ہے اور کئی اپنے ذہن میں ایک خود ساختہ تصور بنالیتے ہیں اور پھر اپنے عضو کو دیکھ کر پریشان ہوتے ہیں۔

کچھ لوگ سیدھے کھڑے ہوکر جب اپنے عضو کو دیکھتے ہیں تو چونکہ درمیان میں پیٹ ہوتا ہے اس لئے عضو کی لمبائی صحیح نظر نہیں آتی، اس لئے وہ لازماً چھوٹا ہی دکھائی دیتا ہے۔ اس وجہ سے وہ لوگ خوفزدہ ہوجاتے ہیں۔ بہرحال اس کے بارے میں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اوّل تو جس طرح مختلف انسانوں کے قد مختلف ہوتے ہیں، مثلاً کوئی چھ فٹ کا ہے تو کوئی ساڑھے چھ فٹ کا اور کوئی پانچ فٹ کا ہے تو کوئی ساڑھے پانچ فٹ کا۔ اسی طرح عضو کی لمبائی اور موٹائی بھی مختلف ہوتی ہے۔ اور جو گندی تصاویر میں لوگوں کے اعضاء دکھائے جاتے ہیں ان کو صحیح تندرست اعضاء کا معیار نہیں سمجھنا چاہیے۔ اوّل تو تصاویر کو چھوٹا یا بڑا کر کے دکھایا جاسکتا ہے، دوسری بات یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جن کے غیر معمولی اعضاء ہوں غالباً ان

کو وہ تصویروں میں لیتے ہوں، اس لئے وہ لوگ صحت منداعضاء کے نمونے نہیں ہیں بلکہ غالباً وہ بیماری کے نمونے ہوتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ اگر سختی کی حالت میں عضو چار انچ یا اس سے زیادہ ہو تو اس کو بالکل صحیح سمجھنا چاہیے۔ اس سے اگر کم ہو تو ہم سمجھتے ہیں کہ انسان صحیح طرح سے مباشرت میں کامیاب نہیں ہوسکے گا اور اگر چار انچ تک لمبائی ہوجائے تو فکر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اس کے ذریعے ٹھیک طرح سے مباشرت ہوسکتی ہے۔

(ب) عضو کی موٹائی (Thickness of the penis) :

اس کے بارے میں بھی کوئی فکر کی ضرورت نہیں۔ کچھ لوگوں میں موٹائی کم ہوتی ہے اور کچھ میں زیادہ اور اگر لمبائی صحیح ہے تو موٹائی کی کمی بیشی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(ج) عضو جڑ سے پتلا ہے اور آگے سے موٹا ہے

: (Penis thin at the root)

یہ کیفیت نوجوانوں کو اکثر پریشان کرتی ہے۔ حالانکہ یہ ایک فطری کیفیت ہے، یعنی ایک صحت مند انسان کے عضو کی ساخت اسی طرح ہونی چاہیے، یہ بات بخوبی جان لینی چاہیے کہ عضو ایک غبارے کی طرح ہے جس کا پچھلا حصّہ ہڈی میں لگا ہوا ہے اور خون بھرنے سے اس میں سختی آتی ہے۔ جیسے آپ غبارے میں خوب پانی بھردیں، عضو کا جو حصّہ ہڈی میں لگا ہوا ہے اس میں بہت زیادہ پھولنے کی گنجائش نہیں ہوتی اس لئے وہ ذرا کم پھولتا ہے۔ اگلا حصّہ چونکہ نسبتاً آزاد ہوتا ہے اس لئے وہ زیادہ پھول سکتا ہے۔ اس لئے یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے بلکہ صحت مند عضو کی نشانی ہے۔

(د) عضو ٹیڑھا ہے (Penis deviated to one side)

سختی کی حالت میں عضو دائیں یا بائیں کو ڈھلک جاتا ہے۔ یہ بھی کوئی بیماری نہیں ہے۔ کیونکہ عضو نرم چھیچھڑے کی طرح ہوتا ہے اور ہڈی سے پیچھے کی طرف لگا ہوتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ کوئی سخت لکڑی ہو جس کو پیچوں سے کسا گیا ہو، بلکہ یہ گوشت کا بنا ہوا ہے، اس میں خون بھرنے سے سختی آتی ہے اور ظاہر ہے جب ہڈی سے گوشت کا تعلق ہوگا تو وہ ایک یا دوسری طرف ڈھلکے گا۔ اس میں جب بھی سختی آئے گی یہ نہیں

ہوسکتا کہ دائیں یا بائیں نہ مڑے بلکہ بالکل سیدھا رہے اور بالکل نیچے یا اوپر نہ جائے اور نوے درجے کے زاویہ پر رہے، جس کی اکثر نوجوان اُمید کرتے ہیں- اس کا نیچے ڈھلک جانا، اوپر کو چلا جانا یا دائیں یا بائیں ڈھلک جانا کسی بیماری کی علامت نہیں ہے بلکہ صحت مند افراد میں ایسا ہی ہوتا ہے- اس لئے اس کی بھی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں- اس سے مباشرت میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور انسان ازدواجی زندگی ٹھیک طرح سے گزار سکتا ہے- اکثر لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ شاید مشت زنی سے ایسا ہوتا ہے اور شاید اس کی وجہ سے مباشرت میں دقت ہوگی مگر یہ بات بھی صحیح نہیں ہے-

اگر آپ اپنی انگلی کو سیدھا کر کے اسے سامنے سے بغور دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کی بھی لمبائی اور موٹائی پینسل کی طرح صاف اور سیدھی نہیں ہے بلکہ ٹیڑھی میڑھی ہے- اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپ دیکھیں آپ کو ویسی ہی ٹیڑھی نظر آئیں گی- مگر یہ حقیقت ہے کہ آپ کے ہاتھوں کو جو کام انجام دینے چاہئیں مثلاً لکھنا، چیزیں اٹھانا اور دوسرے کام سب بخوبی انجام پاتے رہتے ہیں- ہر چند کہ آپ کی انگلیاں بغود دیکھنے سے ٹیڑھی نظر آتی ہیں- اسی طرح بغور دیکھنے سے جنسی اعضاء تھوڑے بہت ٹیڑھے لگتے ہیں مگر ان کی کارکردگی میں کوئی فرق نہیں پڑتا، بات یہ ہے کہ انسانی جسم کے اعضاء پنسل کی طرح سیدھے نہیں ہوتے اس لئے یہ فکر دور ہوجانی چاہیے کہ اگر اعضاء پنسل کی طرح سیدھے نہیں ہیں تو شاید وہ کارکردگی میں خراب ہوں گے-

(ہ) نسیں اُبھری ہوئی ہیں (Prominent veins)

یہ شکایت بہت زیادہ ہوتی ہے اور غالباً اس لئے کہ جعلی حکیم اور دوسرے عطائی اس کو بیماری کی علامت بتاتے ہیں- حقیقت یہ ہے کہ جلد کے نیچے ہر جگہ جسم میں نسوں کا ایک جال بچھا ہوتا ہے البتہ وہ ہر جگہ جلد کے نیچے نظر نہیں آتی ہیں- جہاں جہاں چربی موجود ہے وہاں یہ نسیں چھپ جاتی ہیں اور جہاں چربی موجود نہیں ہے وہاں وہ نظر آنے لگتی ہیں- مثلاً آپ اپنے ہاتھ کی پشت کو دیکھیں آپ کو وہاں نسیں ابھری ہوئی نظر آئیں گی- بالکل اسی طرح مردوں کے عضو کی کیفیت ہے، وہاں چونکہ جلد کے نیچے چربی نہیں ہوتی، اس لئے نسوں کا جال نظر آنے لگتا ہے- یہ بالکل صحت مند مرد کے عضو کی کیفیت ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر فکر کرنی چاہیے-

یہ ضرور ہے کہ بچپن میں جب لڑکے اپنے عضو کو دیکھتے ہیں تو ان کی نسیں نہیں ہوتیں- اس کی دو وجوہات ہیں- ایک تو یہ کہ ان کا عضو چھوٹا ہوتا ہے اور اس کی نسیں بھی چھوٹی ہوتی ہیں، دوسری وجہ یہ کہ اس وقت تھوڑی بہت چربی عضو کی جلد کے نیچے موجود ہوتی ہے اس لئے نسیں نظر نہیں آتیں- مگر جوانی میں وہ چربی غائب ہوجاتی ہے اور نسیں بھی بڑی ہوجاتی ہیں تو اس سے لڑکے فکر مند ہوجاتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے-

(و) عضو بہت سکڑ جاتا ہے (Retraction of penis)

کئی لڑکے یہ بھی شکایت کرتے ہیں کہ عضو نرمی کی حالت میں بہت چھوٹا ہوجاتا ہے- اس کی تو بالکل فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے- کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے عضو کو بالکل ایک انٹینا (Antena) کی طرح بنایا ہے- جو ضرورت کی حالت میں باہر آجاتا ہے اور جب ضرورت نہیں ہوتی تو اندر چلا جاتا ہے- اس لئے وہ جتنا بھی سکڑ جائے اچھا ہے- یہ صحت مندی کی نشانی ہے-

(۸.۲) پہلے جیسی سختی نہیں آتی (Erection less than before) :

کئی لوگ جو پچیس، تیس سال کی عمر یا اس سے زیادہ کے ہوجاتے ہیں ان کو یہ فکر لاحق ہوجاتی ہے کہ ان کے عضو میں پہلے جیسی سختی نہیں ہے اور جذبات میں بھی پہلے جیسا ہیجان نہیں ہے- وہ سمجھتے ہیں کہ وہ نامرد ہوتے جارہے ہیں- تھوڑی بہت تبدیلی عمر کے ساتھ انسانی جسم کے ہر حصّے میں آتی ہے اور جنسی اعضاء میں بھی تبدیلی آتی ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ بیمار ہورہے ہیں یا نامرد ہورہے ہیں- پندرہ سے بائیس برس کی عمر تک انسان کو جنسی ہیجان بہت شدت کے ساتھ ہوتا ہے اور جنسی اعضاء بھی شدت سے متحرک ہوجاتے ہیں- اس کے بعد تھوڑی بہت اس میں کمی آجاتی ہے- مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مرد ساری عمر جنسی طور پر متحرک رہ سکتا ہے اور سو سال کی عمر میں بھی بچّے پیدا کرسکتا ہے- اس لئے باپ بننے اور خاوند بننے کے لئے جو صلاحیتیں درکار ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہتی ہیں مگر ظاہر ہے کہ سو سالہ مرد میں جنسی جذبات کی شدت بیس سالہ نوجوان کے مقابلے میں کم ہوگی مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ایک مرد کی طرح جنسی کارکردگی کے قابل نہیں رہا-

اس کی مثال یوں لیجئے کہ جیسے ہم ہاکی کی ٹیم میں دیکھتے ہیں کہ جہاں کسی کھلاڑی کی عمر پچیس برس ہوئی اس کے بارے میں یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ اب اس میں وہ پھرتی نہیں رہی جو کہ کم عمر کھلاڑیوں میں ہے اور اس کے ریٹائر ہونے کی باتیں ہونے لگتی ہیں اور جلد ہی وہ ریٹائر بھی ہو جاتا ہے- اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ آدمی اب بیمار ہو گیا ہے اور اب وہ کسی کام کا نہیں رہا بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بیس برس کی عمر میں اس کے اعضاء جو کام کر سکتے ہیں وہ پچیس تیس سال کی عمر میں نہیں کر سکتے- چونکہ ہاکی کھیلنے کے لئے پورے ملک سے بہترین افراد کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے تیس کے مقابلے میں بیس سال کا کھلاڑی بہتر ہوتا ہے- مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ تیس سال کا فرد جنسی یا جسمانی یا ذہنی طور پر ناکارہ ہو گیا ہے- ایسا نہیں ہے- وہ دُنیا کے سارے کام بخوبی انجام دے سکتا ہے- البتہ ایک بیس سال کے بہت ہی متحرک نوجوان کے مقابلے میں اس کی کارکردگی قدرے کم ہوگی اور اس بات کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ وقت کے ساتھ ساتھ جنسی جذبات اور کارکردگی میں تھوڑی کمی آتی ہے مگر یہ ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کے بارے میں آدمی سمجھے کہ وہ بالکل ناکارہ ہو جائے گا اور کسی کام کا نہیں رہے گا اور شادی نہیں کر سکے گا یا بچّے پیدا نہیں کر سکے گا-

(۸.۳) منی کا کمزور اخراج یا پتلا ہونا

(Semen is thin or does not ejaculate forcefully) :

اس کے بارے میں کئی نوجوانوں کو بہت پریشانی رہتی ہے- کئی سمجھتے ہیں کہ اگر منی پتلی نکلے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جنسی طور پر کوئی خامی ہے- کئی سمجھتے ہیں کہ اگر زور سے نہ نکلے تو ان میں کچھ خامی ہے- یہ یاد رکھنا چاہیے کہ منی کا تعلق صرف بچّے پیدا کرنے سے ہے اور اس کے ایک قطرے میں کئی کئی لاکھ نطفے (Sperms) ہوتے ہیں- جبکہ ایک نطفے سے بچّہ بن سکتا ہے- اس لئے منی کی کمی یا زیادتی یا پتلا یا گاڑھا ہونا جنسی کارکردگی یا جنسی قوت کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا ہے اور اس کے بارے میں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے- اسی طرح اس میں کوئی ایسا معیار نہیں ہے کہ اگر منی زور سے نکلے یا کم قوت سے نکلے تو اس سے جنسی فعلیت میں کمی یا بیشی کا کوئی اندازہ لگایا جا سکتا ہو-

(۸.۴) عضو پر بال (Hair on the penis) :

کئی نوجوانوں کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ عضو کی جڑ پر یا کچھ حصّے پر بال ہیں- اس کے بارے میں بھی مطمئن ہو جانا چاہیے کہ یہ کوئی بیماری کی علامت نہیں ہے-

(۸.۵) خواہش کرنے پر سختی

(Voluntary erection impossible) :

کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عضو کی سختی جب وہ چاہیں ہو جانی چاہیے، جیسے کہ انسان جب چاہے انگلی کو سیدھا کر لیتا ہے- اسی طرح جب کوئی جنسی خیال ذہن میں آئے تو اسی وقت عضو میں سختی ہو جانی چاہیے اور جب ایسا نہیں ہوتا تو پریشان ہو جاتے ہیں کہ شاید جنسی طور پر وہ کمزور ہیں- اس کے بارے میں معلوم ہونا چاہیے کہ عضو میں سختی ایسی چیز نہیں ہے کہ انسان اپنی خواہش کے مطابق لے آئے- اس کے لئے جب صحیح حالات ہوں گے، جذبات میں کافی شدت ہوگی اور مخالف جنس کا کوئی فرد موجود ہوگا اور اس سے پیار ومحبت کے جذبات ہوں گے اور اس کے ساتھ ساتھ مناسب موقع ہوگا، خلوت ہوگی، تو ایسے حالات میں خود بخود سختی آتی ہے- عضو میں سختی ایسی چیز ہے جیسے بھوک، جو کہ انسان کے اپنے ارادے پر منحصر نہیں ہے- یعنی انسان جس طرح یہ نہیں کر سکتا کہ جب چاہے بھوک کا احساس پیدا کرے اسی طرح انسان یہ نہیں کر سکتا کہ جب چاہے عضو میں سختی پیدا کر لے- جیسے بھوک کے لئے بھی خاص اوقات ہوتے ہیں، اس سے پہلے بھوک پیدا ہی نہیں ہو سکتی اور جب پیدا ہوتی ہے تو خود بخود پیدا ہوتی ہے-

اسی طرح عضو کے اپنے عوامل ہیں، وہ جب ہوتے ہیں تب ہی سختی پیدا ہوتی ہے- اس لئے جب ارادہ کرنے سے سختی نہ پیدا ہو تو اس میں گھبرانا نہیں چاہیے، بلکہ بہت زیادہ کوشش کرنے اور اس سلسلے میں بہت زیادہ پریشان رہنے سے تو سختی پیدا ہونے میں اور بھی دیر لگتی ہے-

یوں سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے انٹینا (Antena) کی صورت میں جنسی عضو بنایا ہے- جب مناسب حالات ہوتے ہیں اور ضرورت ہوتی ہے اور صحیح وقت ہوتا ہے تو اس میں خود بخود سختی آ جاتی ہے اور جب اس کی ضرورت نہیں ہوتی، حالات اور موقع مناسب نہیں ہوتا تو وہ سکڑی ہوئی حالت میں رہتا ہے اور یہ ہی انسان کے لئے بہتر ہے-

(۸.۶) قطرے آنا یا جریان (Oozing of semen) :

ایک بہت بڑا مسئلہ منی کے قطرے آنا ہے جس کو جعلی حکیموں اور دوسرے جاہل عطائیوں نے ایک شدید بیماری بنا کر پیش کیا ہے، جس کی وجہ سے نوجوان لڑکے پریشان رہتے ہیں- ان کا خیال ہے کہ جنسی ہیجان میں جو قطرے نکلتے ہیں وہ جنسی کمزوری کی علامت ہے- حالانکہ وہ اگر حدیثیں ہی پڑھ لیتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ قطرے نکلنے کا عمل فطری ہے اور یہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کو پاک کرنے کا طریقہ اس طریقے سے مختلف ہے کہ جب مباشرت یا مشت زنی میں یا احتلام کی کیفیت میں منی زور سے نکلتی ہے- اگر قطرے نکلیں تو عضو کا دھو لینا ہی کافی ہوتا ہے اور اگر منی مباشرت، احتلام یا مشت زنی میں نکلتی ہے تو اس پر غسل واجب ہوتا ہے۔

یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ کھانا دیکھ کر منہ میں پانی آ جاتا ہے، اسی طرح جب جنسی خیالات آتے ہیں یا کوئی عورت ساتھ ہوتی ہے یا عورت کی تصویر ہوتی ہے یا کوئی ایسا ذکر ہوتا ہے، تو جس طرح کھانا دیکھ کر منہ میں پانی بھر آتا ہے، اسی طرح تھوڑے تھوڑے قطرے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں- یہ ایک فطری اور صحت مندانہ کیفیت ہے، اس میں جتنی مقدار بھی نکل جائے اس میں کوئی ڈرنے کی بات نہیں- کیونکہ یہ بھی ہر انسان پر منحصر ہے کہ قطرے کتنے نکلیں اور کتنے نہ نکلیں- کئی لوگ سمجھتے ہیں کہ انہیں انزال ہو گیا ہے، یہ انزال کی کیفیت نہیں ہوتی۔

اس سلسلے میں جعلی حکیم اور دوسرے لوگ یہ بتاتے ہیں کہ منی کا ایک قطرہ خون کے سو قطروں سے بنتا ہے- وہ سمجھتے ہیں کہ منی کے ہر قطرے کا نکلنا سو قطرے خون نکلنے کے برابر ہے، اس وجہ سے بھی نوجوان پریشان رہتے ہیں- انہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ منی کا نکلنا ایک فطری امر ہے- جتنی بھی بنتی ہے اس کا نکلنا ضروری ہے۔ فوتوں میں منی پیدا ہوتی ہے اور کچھ غدودوں کی رطوبت اس میں مل جاتی ہے- پھر یہ جمع شدہ رطوبت چھوٹے چھوٹے ایک انچ کے دو تھیلوں، جن کا نام منی کے تھیلے (Seminal Vesicles) میں جمع ہوتی ہے اور جب وہ بھر جاتے ہیں تو یا تو وہ تھوڑا تھوڑا سکڑتے ہیں اور قطرے نکل آتے ہیں یا پھر سکڑ کر پوری منی نکال دیتے ہیں جیسا کہ احتلام یا مباشرت یا مشت زنی میں ہوتا ہے- پھر دوبارہ منی پیدا ہوتی ہے اور منی کے تھیلے بھرنے شروع ہو جاتے ہیں- اسی طرح یہ عمل جاری رہتا ہے-

یہ اسی طرح ہے جیسا کہ پیشاب کا مثانہ جب بھر جاتا ہے اور آپ پیشاب نہ کریں تو وہ خود بخود رسنا

شروع ہو جائے گا اور جب مثانہ خالی ہو جاتا ہے تو اس میں مزید پیشاب جمع ہونے لگتا ہے اور اسی طرح مثانہ خالی ہوتا رہتا ہے اور اگر یہ خارج نہ ہو تو انسان بیمار پڑ جاتا ہے-

اس طرح سمجھ لیں کہ جس طرح منہ میں تھوک پیدا ہوتا رہتا ہے اور اگر کوئی سو دفعہ بھی تھوکے تو اس میں کمی نہیں آتی، نہ اس سے کمزوری پیدا ہوتی ہے- کیونکہ قدرت کا نظام ہے کہ جتنی اس میں کمی آئے گی وہ اتنی ہی مقدار میں دوبارہ بن جائے گی- لہٰذا منی کا خارج ہونا بھی ایک فطری عمل ہے اور یہ جتنا ہو گا اتنی ہی صحت اچھی ہو گی اور انسان خوش و خرم رہے گا-

(۸.۷) پیشاب کے بعد قطرے ٹپکنا (Droplets after urination) :

کچھ نوجوانوں کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ جب وہ پیشاب کر کے اٹھتے ہیں تو بعد میں عضو سے چند قطرے ٹپک جاتے ہیں- کچھ لوگوں کو تو صرف اس کا وہم رہتا ہے حالانکہ دراصل ایسا ہوتا نہیں ہے- اس لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کی تصدیق کر لی جائے کہ واقعی ایسا ہوا ہے یا یہ صرف ایک وہم ہی ہے- اگر وہم ہی ہے تو اس کا علاج ماہرین ذہنی امراض سے کروانا چاہیے- اگر قطرے واقعی نکل جاتے ہیں تو پیشاب کے بعد استنجے میں احتیاط برتنی چاہیے۔ اوّل تو پیشاب کے بعد چند لمحے انتظار کر لینا چاہیے تاکہ پیشاب اچھی طرح خارج ہو جائے- پھر عضو کو پیچھے سے لے کر آگے سوت لینا چاہیے اور اس عمل کو دو تین دفعہ دہرانا چاہیے- اس طرح عضو کی نالی میں موجود پیشاب کے قطرے بھی باہر آ جائیں گے اور بعد میں نہیں ٹپکیں گے- پھر عضو کو مخصوص کاغذ (Toilet Paper) یا ڈھیلے سے سکھانا چاہیے اور پھر دھو ڈالنا چاہیے- غرض یہ کہ یہ کوئی جنسی یا جسمانی بیماری نہیں ہے بس آبدست میں ذرا احتیاط ضروری ہے-

(۸.۸) فوتوں کا لٹک جانا (Stretching down of testicles) :

کئی لوگ اس چیز کے بارے میں بھی پریشان ہوتے ہیں کہ فوتے لٹک جاتے ہیں- اور اوپر نیچے ہوتے ہیں- یہ معلوم ہونا چاہیے کہ فوتوں کی جلد اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ گرمیوں میں وہ لٹک جاتی ہے اور سردیوں کے موسم میں سکڑ جاتی ہے- اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ فوتوں کو زیادہ گرمی اور زیادہ سردی سے بچایا جائے کیونکہ یہ جسم کے بہت نازک حصّے ہوتے ہیں اور انہی میں بچّے پیدا کرنے کے نطفے

(Sperm) بنتے ہیں-اس لئے سردیوں میں سردی سے بچانے کے لئے جلد سکڑ جاتی ہے اور جسم کے ساتھ لگ جاتی ہے، تاکہ یہ تھوڑا بہت گرم رہیں- گرمیوں میں یہ جلد لٹک جاتی ہے تاکہ یہ جسم سے دور رہیں اور ٹھنڈے رہیں-اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ایک فوتہ دوسرے سے نیچے لٹکا ہوا ہوتا ہے-یہ ایک فطری کیفیت ہوتی ہے اور اس کے بارے میں پریشانی کی ضرورت نہیں ہے-

(۸.۹) خصیے یا فوتے کی ٹھنڈک (Cold testicles) :

جنسی وظیفہ سے متعلق قدرت نے جو غدود مہیا کئے ہیں، ان میں خصیوں کی ایک جوڑی بھی شامل ہے۔ منجملہ اور غدودوں کے خصیئے بھی اس وقت وجود میں آ جاتے ہیں جب رحم مادر میں بچے کی جنس کا تعین ہو جاتا ہے۔ یہ سب غدود اپنی اپنی جگہ رطوبتیں تیار کرتے رہتے ہیں جو خون میں گھل مل کر جسمانی نشوونما کا باعث ہوتے ہیں۔ بچہ پیدا ہونے کے وقت تک یا کچھ دن بعد خصیئے جواب تک پیٹ کے نچلے حصے میں تھے اتر کر خصیوں کی تھیلی میں آ جاتے ہیں۔ خصیئے جیسے غدودوں کی ایک جوڑی کا پیٹ ہی میں کسی جگہ رکھا رہنا ناممکن نہ تھا، مگر اس کو بیان کردہ تھیلی میں اتارنے کی مصلحت یہ ہے کہ خصیئے حیوانات منویہ یا نطفے اس وقت تک تیار نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ جسم سے کمتر حرارت میں نہ رہیں۔ خصیوں پر مسلسل زیادہ حرارت کا لگتے رہنا مثلاً آہنگر کا لوہے کی بھٹی کے قریب، یا نانبائی کا تنور، یا بس ڈرائیور کا ڈیزل انجن پر گھنٹوں بیٹھ کر کام کرنا، خصیوں کو اس قابل نہیں رکھتا کہ نطفہ تیار کر سکیں۔ ایسے لوگ بعض اوقات بانجھ ہو جاتے ہیں۔
اس حقیقت کی موجودگی میں اشتہاری معالجین کا یہ بیان کہ ٹھنڈے خصیئے یا خصیوں کی تھیلی نامردی کی علامت ہے ہزاروں نوجوانوں کو خواہ مخواہ پریشان کئے ہوئے ہے۔

(۸.۱۰) عضو میں کم سختی آنا (Inadequate erection) :

نوجوان لڑکوں کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ہیجان کی کیفیت میں عضو میں کتنی سختی آنی چاہیے اور اس کو کیسے ناپا جائے؟ جعلی حکیم اور دوسرے جاہل لوگ اس مسئلے کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اور عضو کا لوہے اور فولاد سے مقابلہ کرتے ہیں حالانکہ عضو میں ہڈی تک نہیں ہوتی - وہ تو بس گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جس میں خون بھر جانے سے سختی آتی ہے- یوں سمجھئے جیسے غبارے میں پانی بھر دیا جائے- عورت کی جائے مخصوص

(Vagina) تو اتنی لچکدار ہوتی ہے کہ پورا بچّہ اس میں سے باہر آ جاتا ہے- اس کے لئے کسی پتھر یا لوہے کی ضرورت نہیں ہے- اگر آپ کے عضو میں اتنی سختی آتی ہے جتنی کہ غبارے میں خوب پانی بھر دیا جائے تو سمجھئے کہ آپ جنسی فعل میں کامیاب ہو سکتے ہیں- اس کے علاوہ اگر آپ شادی شدہ ہیں اور عضو میں اتنی سختی آتی ہے کہ دخول ہو جاتا ہے تو اس سختی کو کافی سمجھنا چاہیے-

(۸.۱۱) مشت زنی (Masturbation) :

اس کو مختلف الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے مثلاً ہاتھ سے عضو رگڑنا، لطف اندوز ہونا، مٹھ مارنا، خود لذتی، جلق، استمنا بالید اور انگریزی میں اس کو ماسٹربیشن (Masturbation) اور ہینڈ پریکٹس (Hand Practice) بھی کہتے ہیں- یہ مسئلہ نوجوان لڑکوں میں بہت پریشانی پیدا کرتا ہے-
لڑکے جوانی کے اوائل میں مشت زنی کے ذریعے جنسی تسکین حاصل کرتے ہیں لیکن بعد میں دوسروں کی رائے کی وجہ سے اس کو بُرا سمجھنے لگتے ہیں اور کئی بیماریوں کی جڑ سمجھتے ہیں- ان کو وہم ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے وہ جنسی طور پر ناکارہ ہو جائیں گے اور جسمانی کمزوری واقع ہو جائے گی- پھر وہ اس کو ترک کرنے کی کوشش کرتے ہیں- اس کے نتیجے میں احتلام بڑھ جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ مزید پریشان ہو جاتے ہیں۔
والدین کو لڑکے یا لڑکی میں جب اس عادت کا علم ہو جائے تو وہ تشویش اور تردد کا اظہار نہ کریں۔ ماہرین نفسیات کا اس پر اجماع ہے کہ یہ خود تسکینی کی ایک شکل ہے۔ بعض والدین روایات سے مرعوب ہو کر ایسے بدحواس ہو جاتے ہیں کہ اس عادت کو ترک کرانے کیلئے وہ اپنے لڑکوں کو طرح طرح کی دھمکیاں دینا شروع کر دیتے ہیں اور انہیں اس درجہ خوفزدہ کر دیتے ہیں کہ بعض اوقات لڑکے اپنی مردانگی سے مایوس ہو جاتے ہیں۔
ماہرین جنس جلق کو لڑکوں اور لڑکیوں کیلئے جنسی ضرورت سمجھ کر جائز قرار دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی خود تسکینی اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے زمانہ میں کمسن کی شادی کا رواج نہیں رہا اور چونکہ کافی عمر گزر جانے کے بعد شادی کا موقع ملتا ہے اس لئے انتظار اور بے چینی رفع کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔
جعلی حکیم اور دوسرے جاہل عطائی مشت زنی کی بہت سی بُرائیاں بیان کرتے ہیں اور یہ باور

کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس سے جو منی کا اخراج ہوتا ہے اس سے کمزوری پیدا ہوتی ہے-اس سے عضو ٹیڑھا ہوجاتا ہے، عضو کی نسیں ابھر آتی ہیں، موٹائی میں کمی ہوجاتی ہے- لمبائی میں کمی ہوجاتی ہے وغیرہ وغیرہ- یہ سب باتیں غلط ہیں- ان کا یہ بھی خیال ہے کہ منی کا ایک قطرہ خون کے سو قطروں سے بنتا ہے- وہ سمجھتے ہیں کہ مشت زنی یا کسی اور ذریعہ سے منی کا اخراج ہوتو یہ خون کے اخراج سے بھی زیادہ خطرناک ہے، حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ منی کا اخراج بالکل تھوک یا پیشاب کے اخراج کی طرح ہے- یہ ایک فطری عمل ہے اور اگر نہ ہوتو اس کو ایک بیماری سمجھنا چاہیے ورنہ صحت مندی کی علامت سمجھنا چاہیے-

منی کے اخراج سے صحت اچھی ہوتی ہے کیونکہ اکثر نوجوانوں کی صحت شادی کے پہلے ماہ بہت اچھی ہوجاتی ہے- حالانکہ یہ وہ زمانہ ہوتا ہے جب مباشرت کی کثرت ہوتی ہے اور منی کا اخراج بھی کثرت سے ہوتا ہے- چاہے یہ منی خارج ہوکر نالی میں چلی جائے یا عورت کے اندر چلی جائے، بات ایک ہی ہے- اس سے ثابت ہوتا ہے کہ منی کے اخراج سے صحت بہتر ہوتی ہے خراب نہیں ہوتی-

یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ منی زیادہ تر فوتوں میں بنتی ہے اور وہ آگے جاکر ایک انچ کے دو چھوٹے چھوٹے تھیلوں میں جمع ہوتی ہے، جن کو منی کے تھیلے (Seminal Vesicles) کہتے ہیں- یہاں سے عضو میں نالیاں نکلتی ہیں جہاں سے پیشاب کی نالی کے ساتھ مل کر عضو کے اندر ایک ہی نالی ہوجاتی ہے- اس نالی سے پیشاب کا اخراج بھی ہوتا ہے- اس لئے منی اکثر پیشاب میں مل کر یا پیشاب سے پہلے یا بعد میں خارج ہوجاتی ہے اور اس کو کوئی بیماری تصور نہیں کرنا چاہیے، جیسا کہ جعلی حکیم اپنی جہالت میں کرتے ہیں اور اس کو جریان کا نام دیتے ہیں اور نوجوانوں کو خواہ مخواہ فکرمند اور پریشان کرتے ہیں-

حقیقت تو یہ ہے کہ جب منی کے تھیلے (Seminal Vesicles) بھر جاتے ہیں تو یہ تھوڑے تھوڑے سکڑنے لگتے ہیں- جیسے پیشاب کا مثانہ بھر جاتا ہے تو وہ سکڑنے لگتا ہے تاکہ پیشاب کا اخراج ہو اسی طرح جب یہ تھیلے بھر جاتے ہیں تو منی کا اخراج شروع کردیتے ہیں- یا تو قطرہ قطرہ منی نکلنی شروع ہوجاتی ہے (پیشاب سے پہلے یا پیشاب کے بعد میں) یا پھر اگر مباشرت یا مشت زنی نہیں تو رات کو احتلام کی صورت میں منی کا اخراج ضرور ہوجاتا ہے تاکہ دوسری منی جو بن رہی ہے اس کے لئے

جگہ ہوسکے- اس طرح ایک فطری چکر چلتا ہے جس میں منی بنتی، جمع ہوتی اور خارج ہوتی رہتی ہے- اس کا بند ہونا صحت کے لئے خراب ہے- اس کا جاری رہنا صحت کے لئے خراب نہیں ہے-

قطروں کا خارج ہونا، خاص طور پر جنسی ہیجان میں جب کسی عورت کی تصویر دیکھ لیں یا اس کا ذکر ہو یا ناول پڑھ لیں یا کسی عورت کا قرب ہو، اسی طرح ہے جیسے اچھا کھانا دیکھ کر انسان کے منہ میں پانی بھر آتا ہے- یہ بھی ایک فطری کیفیت ہے-

اصل حقیقت یہ ہے کہ مشت زنی کرنے سے جنسی صلاحیت اور قوت میں اضافہ ہوتا ہے- کیونکہ انسانی جسم کی ساخت اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ جو حصّے زیادہ استعمال ہوتے ہیں وہ اتنے ہی زیادہ مضبوط ہوجاتے ہیں- مثال کے طور پر جو مزدور ہاتھوں سے زیادہ وزن اٹھاتے ہیں ان کے ہاتھ زیادہ مضبوط ہوجاتے ہیں، جو لمبی دوڑ لگانے کے عادی ہیں، ان کی رانیں اور ٹانگیں مضبوط ہوجاتی ہیں- اسی طرح جو دماغی کام کرتے ہیں وہ ذہین ہوجاتے ہیں- جنسی معاملات میں بھی یہی ہوتا ہے- تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ وہ افراد جو طویل عرصے تک عورتوں سے دور رہتے ہیں اور جنسی فعل انجام نہیں دے سکتے جیل میں رہنے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے، جب ان کو دوبارہ موقع ملتا ہے تو ان کی جنسی صلاحیت میں کمی آجاتی ہے-

یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ مشت زنی کئی بیماریوں کے علاج کے طور پر تجویز کی جاتی ہے- اگر اس سے کوئی کمزوری ہوتی تو یہ علاج کے طور پر یقیناً تجویز نہ کی جاتی-

مادہ منویہ کے خارج ہونے سے اس میں کسی طرح کی کمی واقع نہیں ہوتی جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے- بلکہ جتنا مادہ فطری طریقے سے خارج ہوتا ہے اتنا ہی دوبارہ بن جاتا ہے- اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ زندگی میں آپ ہزاروں بار تھوکتے ہیں لیکن تھوک میں کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ جتنا آپ تھوکیں اتنا ہی تھوک خود بخود پیدا ہوتا رہتا ہے- اس کے علاوہ مشت زنی سے جنسی سکون بھی حاصل ہوتا ہے اور اس سے جنسی اور جسمانی صحت میں بہتری آتی ہے- جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ شادی کے فوراً بعد نوجوانوں کی صحت عموماً بہتر ہوجاتی ہے خراب نہیں ہوتی- اور اس بات کی بھی پہلے وضاحت کردی گئی ہے کہ منی کا اخراج خون کے اخراج کی طرح نقصان دہ نہیں ہے جیسا کہ جاہل حکیم اور جاہل معالج باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں- بلکہ یہ تھوک کی طرح کا اخراج ہے جس سے جسم میں کسی طرح کا نقصان نہیں ہوتا-

(ا) اسلام میں مشت زنی

: (Islamic concepts about masturbation)

یہ بات بھی نوجوانوں کو بہت پریشان کرتی ہے کہ مشت زنی گناہ ہے- اس میں کوئی شک نہیں کہ اکثر علماء اس کو گناہ قرار دیتے ہیں اور ایسا ہی امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام جعفرؒ کا فتویٰ بھی ہے- مگر امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ اگر شدت جذبات میں یہ ہوجائے تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے معاف کرے گا- اس لئے وہ اتنی شدت اس کے حرام ہونے میں اور گناہ ہونے میں اصرار نہیں کرتے-

اس کے علاوہ آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ امام احمد بن حنبل (جو اہل سنت کے چار مکاتب میں سے ایک کے سربراہ ہیں) کے خیال میں مشت زنی بالکل حلال اور جائز ہے اور اس میں کوئی گناہ ہونے کی گنجائش موجود نہیں ہے- جو لوگ جلدی شادی نہیں کرسکتے اور اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتے، ان کے لئے اس فتویٰ کی رو سے یہ فعل جائز ہے- ❶

(ب) مشت زنی اور جسمانی صحت

(Does masturbation effect physical and sexual : health)

یہ بات تو اب طے ہوچکی ہے کہ مشت زنی سے جسمانی و جنسی صحت میں کوئی خرابی نہیں آتی بلکہ جسمانی اور جنسی صحت میں اور بہتری آتی ہے، صدیوں کا تجربہ ہمیں یہی بتاتا ہے- اس سلسلے میں کی گئی ایک تحقیق میں کئی سو افراد پر تجربہ کیا گیا- ان سے دن میں کئی کئی بار مشت زنی کرنے کو کہا گیا اور کئی مہینے تک متواتر یہ عمل جاری رہا، اس کے بعد ان کا ہر قسم کا معائنہ کیا گیا جس سے پتہ چلا کہ ان میں کسی قسم کی کوئی جسمانی خرابی یا کمزوری پیدا نہیں ہوئی- ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ لوگ مشت زنی سے تسکین پاتے ہیں اور جو اس کو بُرا نہیں سمجھتے اور ذہنی طور پر اس کے بارے میں پریشان نہیں رہتے ان کی صحت دوسروں کے مقابلے میں بہتر ہی رہتی ہے-

❶ (تفہیم القرآن صفحہ نمبر 266)

(ج) مشت زنی سے کمزوری

: (Does masturbation cause weakness)

کئی لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ مشت زنی سے ان کا وزن گر رہا ہے- ان کی آنکھوں کے گرد حلقے پڑ رہے ہیں- کمر میں درد ہو رہا ہے- بھوک اڑ گئی ہے اور وہ اُداسی کا شکار ہوگئے ہیں اور خودکشی کے خیالات بھی ایسے لوگوں کے ذہنوں میں آنے لگتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ جنسی اور جسمانی طور پر ان کی صحت گر رہی ہے- اصل حقیقت تو یہ ہے کہ مشت زنی سے بذاتِ خود کوئی جسمانی یا جنسی کمزوری پیدا نہیں ہوتی- البتہ اگر انسان کو یہ یقین ہو کہ مشت زنی سے وہ ضرور بیمار ہوجائے گا تب یہ وہم اس کے ذہن اور جسم پر اثر انداز ہوتا ہے اور اُسے بیمار کردیتا ہے- اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی آپ سے کہے کہ پردے کے پیچھے ایک آدمی بندوق لئے کھڑا ہے جو دو منٹ بعد آپ کو گولی ماردے گا تو فوراً آپ کی آدھی جان نکل جائے گی- اسی طرح مشت زنی کے بارے میں جن لوگوں کو یقین ہوتا ہے کہ یہ جنسی اور جسمانی صحت کے لئے بہت مضر ہے مگر وہ پھر بھی اس سے دور نہیں رہ سکتے وہ اس طرح اس سے متاثر ہوتے ہیں جیسے لوگ شدید غم سے متاثر ہوتے ہیں، یعنی ان کی بھوک اڑ جاتی ہے، اس کی وجہ سے ان کا وزن کم ہوجاتا ہے اور وہ اُداسی و مایوسی کا شکار ہوجاتے ہیں- اس کی وجہ سے وہ خودکشی کرنے کا سوچنے لگتے ہیں- یہ بات باور کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ جو کیفیات پیدا ہوتی ہیں یہ بذات خود مشت زنی سے نہیں ہیں بلکہ مشت زنی کے خوف سے ہیں اور اس وہم کی وجہ سے ہیں کہ مشت زنی بہت نقصان دہ ہے- اگر انسان کو یقین ہوجائے کہ یہ محض وہم ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے تو پھر یہ کیفیات دور ہوجاتی ہیں- اگر کسی انسان کو یہ وہم ہوا اور اس میں یہ کیفیات پیدا ہورہی ہوں تو وہ خود اس وہم کو دور نہیں کرسکتا- اس کو چاہیے کہ کسی مستند ڈاکٹر سے رجوع کرے، معائنہ کرائے اور اس وہم کو دور کرے اور اس کیفیت سے چھٹکارا حاصل کرے-

جاہل عطائی اور دوسرے لوگ یہ مشہور کردیتے ہیں کہ مشت زنی سے جسمانی کمزوری ہوتی ہے اور جو لوگ مشت زنی کا عمل کرتے ہیں ان کو بھی یہ تجربہ ہوتا ہے کہ مشت زنی کے بعد جسم ڈھیلا پڑ جاتا ہے اور تھکن سی ہوجاتی ہے اور کمزوری محسوس ہوتی ہے، اس لئے ان کو یقین ہوجاتا ہے کہ جو کہہ رہا ہے وہ صحیح بات ہے- جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مباشرت کے بعد بھی اس طرح کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے- جسم ڈھیلا

ہوجاتا ہے اور ایک سکون کی کیفیت ہوتی ہے اور انسان کی خواہش ہوتی ہے وہ تھوڑی دیر لیٹ جائے یا سو جائے، مگر اس کو جسمانی کمزوری پر محمول نہیں کرنا چاہیے-اس کی مثال ایسی ہے جیسے انسان پیٹ بھر کر کھانا کھالے اور اس کے بعد یہ کیفیت محسوس ہو کہ لیٹ جائے یا سو جائے تو اس کو کہا جائے کہ کھانا کھانے سے کمزوری ہوتی ہے-اس کو کمزوری نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ یہ وہ کیفیت ہے جیسے انسان کھانا کھانے کے بعد جسم میں سکون محسوس کرتا ہے اور اس کا دل آرام کرنے کو چاہتا ہے- اسی طرح مشت زنی اور مباشرت سے بھی انسان جسم میں سکون، محسوس کرتا ہے اور اس کے بعد یہ فطری کیفیت ہے کہ انسان کچھ دیر کے لئے لیٹ جائے- یہ بیماری نہیں ہے، کمزوری نہیں ہے، کوئی خامی نہیں ہے، بلکہ اس عمل سے پیدا ہونے والی فطری سکون کی کیفیت ہے-

(د) مشت زنی سے جنسی اعضاء میں خرابی

(Does masturbation cause genital abnormalities) :

یہ بھی مشہور ہے کہ مشت زنی سے عضو ٹیڑھا ہو جاتا ہے، پتلا ہو جاتا ہے پیچھے سے پتلا ہو جاتا ہے، آگے سے موٹا ہو جاتا ہے، دائیں یا بائیں لٹکنے لگتا ہے-نسیں اُبھر آتی ہیں، جلدی انزال ہونے لگتا ہے، پٹھے مرجاتے ہیں، رگیں ٹیڑھی ہو جاتی ہیں- یہ سب باتیں غلط ہیں، جنسی اعضاء میں ایسی کوئی کیفیت نہیں ہے جو مشت زنی کی وجہ سے پیدا ہوا اور جنسی کارکردگی میں رخنہ ڈالتی ہو- بلکہ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ جو لوگ مشت زنی کرتے ہیں ان کے جنسی اعضاء زیادہ متحرک رہتے ہیں اور وہ ازدواجی تعلقات میں بھی زیادہ کامیاب رہتے ہیں-

اس لئے اس بارے میں بالکل مطمئن ہو جانا چاہیے کہ جنسی اعضاء میں مشت زنی سے کوئی خرابی نہیں آتی اور جو خرابی محسوس ہوتی ہے وہ دراصل جنسی اعضاء کی اصل شکل وصورت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اور جنسی اعضاء کے بارے میں طرح طرح کے خدشات میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے ہوتی ہے-اس لئے اس قسم کا کوئی خدشہ لاحق ہو تو ڈاکٹر سے اس بارے میں گفتگو کرنی چاہیے بجائے اس کے کہ آدمی اسی فکر میں سرگرداں رہے-

(ہ) مشت زنی اور سرعت انزال

(Masturbation and Premature ejaculation) :

کئی لوگ مشت زنی کے ذریعے سے انزال ہونے کا وقت ناپتے رہتے ہیں اور اگر اس میں کوئی کمی بیشی ہو جائے تو پریشان ہو جاتے ہیں- یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ مشت زنی کے ذریعے سے انزال اگر جلدی ہو جاتا ہے تو اس کا انسان کی ازدواجی زندگی پر کوئی اثر نہیں پڑتا، یعنی اگر مشت زنی سے جلدی انزال ہو جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ انسان جنسی طور پر کمزور ہو گیا ہے یا ازدواجی زندگی میں ناکام ہو جائے گا-

(۸.۱۲) احتلام (Nocturnal Ejaculation) :

احتلام سے مُراد رات کو نیند کی حالت میں عضو سے مادہ منویہ کا اخراج ہے-اکثر نوجوان اس وجہ سے بہت پریشان رہتے ہیں- وہ عام طور پر اس کی تعداد کے معاملے میں پریشان رہتے ہیں- کچھ کے نزدیک ایک ماہ میں ایک مرتبہ اور کچھ کے نزدیک اس سے کم اور کچھ کے خیال میں اس سے زیادہ صحت مندی کی علامت ہے- حالانکہ یہ بھی ایک فطری عمل ہے-کوئی ضروری نہیں کہ احتلام ایک ماہ میں ایک بار ہو یا دس بار ہو- نہ اس کی کمی اور نہ ہی اس کی زیادتی صحت پر اثر انداز ہوتی ہے- جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ مادہ منویہ فطری طور پر فوطوں میں پیدا ہوتا ہے اور منی کی تھیلیوں (Seminal Vesicles) میں جمع ہوتا ہے- جب تھیلیاں بھر جاتی ہیں تو احتلام کی صورت میں مادہ منویہ خارج ہو جاتا ہے اگر انسان مباشرت نہ کرے یا مشت زنی نہ کرے- اکثر نوجوان جب مشت زنی شروع کرتے ہیں، اور جب ان کو کوئی بتاتا ہے کہ یہ بُری عادت ہے تو اس کو ترک کر دیتے ہیں- پھر ان کو احتلام ہونے لگتا ہے-تو وہ اس سے اور پریشان ہو جاتے ہیں- اس لئے ان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ منی کے تھیلے یا تو مباشرت یا مشت زنی سے خالی ہو جاتے ہیں، اگر مباشرت نہ کی جائے اور مشت زنی بھی نہ کی جائے تو پھر رات کو احتلام کی صورت میں منی کے تھیلے منی کا اخراج کر دیتے ہیں-

لوگوں کو احتلام میں پریشانی اس لئے ہوتی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ منی بھی خون کی طرح کی کوئی چیز ہے جس کا جسم سے اخراج نہیں ہونا چاہیے- وہ سمجھتے ہیں کہ منی کا ایک قطرہ خون کے سو قطروں سے بنتا ہے

جوکہ بالکل غلط ہے۔منی کا جسم سے اخراج ہونا اسی طرح ضروری ہے جس طرح پیشاب کا خارج ہونا ضروری ہے اور یہ اخراج اتنا ہی بے ضرر ہے جتنا کہ تھوک کا خارج ہونا بے ضرر ہے۔

احتلام کے بارے میں لوگوں کے اور بھی کئی توہمات ہوتے ہیں، مثلاً کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ احتلام اسی وقت ہونا چاہیے جب کوئی جنسی فعل کا خواب دیکھیں یا جب عضو میں سختی ہو۔ درحقیقت ایسی کوئی بات نہیں ہے۔احتلام اگر نرمی کی حالت میں ہوجائے اور کوئی خواب بھی نہ دیکھا ہو یا یاد نہ رہا ہو تو اس کو بھی بیماری کی کوئی علامت نہیں سمجھنا چاہیے۔

کئی لوگ شکایت کریت ہیں کہ احتلام کے بعد انہیں تمام دن کمزوری محسوس ہوتی ہے، اس کے بارے میں بھی یہی عرض ہے کہ غالباً جو لوگ احتلام کو بہت شدید بیماری سمجھتے ہیں وہ نفسیاتی طور پر اس سے متاثر ہوتے ہیں اور پھر اس نفسیاتی وہم کی وجہ سے ذہن اور جسم متاثر ہوتا ہے اور وہ کچھ عرصے کے لئے تھکان اور پریشانی میں مبتلا رہتے ہیں۔اگر یہ معلوم کرنے کے بعد بھی کہ احتلام سے صحت میں کوئی خرابی نہیں ہوتی، یہ کیفیت جاری رہے تو کسی مستند ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہیے، کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے علاوہ کوئی اور بھی بیماری ہو جس کا علاج ضروری ہو۔البتہ یہ بات یقینی ہے کہ احتلام سے کوئی جسمانی یا جنسی بیماری پیدا نہیں ہوتی۔

احتلام سے کئی دفعہ دوسری قسم کے مسائل بھی پیدا ہوجاتے ہیں۔کئی لڑکوں کی مائیں سمجھتی ہیں کہ شاید لڑکوں کا پیشاب نکل گیا ہے یا ان کو کوئی بیماری لگ گئی ہے۔والدہ کے علاوہ دوسرے عزیز بھی اس کو بیماری سمجھنے لگتے ہیں اور وہ پریشان ہوجاتے ہیں اور ان لڑکوں کو طبیب کے پاس لے جاتے ہیں کہ ان کا علاج کیا جائے۔اس کے لئے ضروری ہے کہ لڑکوں اور ان کے متعلقین کو اس بارے میں صحیح معلومات فراہم کی جائیں تا کہ ان کا اطمینان ہوجائے۔

(۸.۱۳) مردمیں مادہ پستانی (Prominent breasts in boys) :

ماقبل بلوغ لڑکے اور لڑکیوں کے جنسی غدود زیادہ تیزی سے اس لئے کام کرنے لگتے ہیں کہ ان کو عنقریب ایک مکمل مرد اور عورت میں ڈھلنا ہوتا ہے۔بلوغ کی نوبت پر لڑکا زیادہ سے زیادہ مردانہ خصوصیات اور لڑکی زنانہ خصوصیات کی حامل ہوجاتی ہے۔ماقبل بلوغ ایک قابل لحاظ تعداد لڑکوں کی ایسی

ہوتی ہے جن کے پستان میں ابھار اور سختی نمایاں ہوتی ہے۔یہ لڑکوں کو اس الجھن میں مبتلا کردیتی ہے کہ وہ لڑکی بننے لگی ہیں۔کسی اور الجھن کی طرح یہ بھی ان کے ذہن کو منتشر، بے خواب، حواس باختہ اور امتحان میں ناکامی جیسی دل دکھنے والی کیفیات سے دوچار کردیتی ہیں۔اگر اس بے ضرر کیفیت کا علم نہ ہوا اور اس نے اپنے والدین یا اساتذہ سے اس مسئلہ پر رجوع نہ کیا ہو، تو وہ غیر ضروری پریشانی کا شکار رہے گا۔عموماً بلوغ کے ساتھ ہی مردانہ رطوبتوں کی خصوصیات غالب ہونے پر پستان کا ابھار اور سختی اپنے آپ غائب ہوجاتی ہے۔اگر ایسا نہ ہو تو کسی ماہر ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہیے۔

(۸.۱۴) اعضائے تناسل پر مسّے (Moles on the penis) :

کسی صحت مند آدمی کے جسم کے کسی حصہ پر بھی مسّے نکل سکتے ہیں۔اس کا سبب واضح طور پر کسی کو معلوم نہیں۔معمولاً ہم اس کیفیت پر تشویش کا اظہار نہیں کرتے خواہ مسّے چہرہ پر ہی کیوں نہ ہوں۔اعضائے تناسل پر مسّوں کا رونما ہونا جنسی صلاحیت یا جنسی وظیفہ پر کسی طرح بھی اثر انداز نہیں ہوتا مگر لاعلمی ایک اوسط نوجوان کو متردد کردیتی ہے۔یہ مسّے آسانی نکالے بھی جاسکتے ہیں۔اور اگر نکالے نہ جائیں تو کوئی حرج بھی نہیں۔

(۸.۱۵) ترخوابی (Nocturnal enuresis) :

شیرخواری کے دوران اطفال کو پیشاب کے اخراج پر قابو نہیں ہوتا۔عموماً ایک ڈیڑھ برس کے دوران بچے کو قابو حاصل ہوجاتا ہے اور وہ پیشاب کرنے کیلئے اشارہ بھی کرنے لگتا ہے۔اس کے ساتھ ہی ساتھ ماں باپ اور ماحول کی تربیت بچے کو رفتہ رفتہ بروقت پیشاب کرنے کا عادی بنا دیتی ہے۔یہ کیفیت کئی سال جاری رہنے کے بعد اگر بچہ پھر غیر ارادی طور پر بستر پر پیشاب کرنے لگے تو یہ کیفیت بچے کیلئے شرمندگی اور والدین کیلئے پریشانی کا باعث ہوجاتی ہے۔یہ کیفیت عموماً سات اور دس سال کے درمیان رونما ہوتی ہے۔اس عادت کو چھڑانے کیلئے بچے کو ڈانٹنا بے سود ہوتا ہے۔یہ نفسیاتی کیفیت ہے جو عموماً بچے سے ماں باپ کی عدم توجہی، محبت اور اعتماد کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔اس کیلئے ڈاکٹر سے علاج بھی کروانا چاہیے اور ماں باپ کو یہ شعور بھی دینا چاہیے کہ یہ کیفیت کیوں پیدا ہوتی ہے اور اس کو دور کرنے کیلئے کیا کرنا چاہیے۔

(۸.۱۶) عضو تناسل میں سخت گٹھے پڑ جانا (Pyeronia) :

عضو تناسل عضلات سے بنا ہوا نہیں ہوتا جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ وہ ایک ربر (اسفنج) کی طرح نرم و نازک بافت سے بنا ہوا ہے۔ عموماً ادھیڑ عمر کے بعد بعض لوگوں کے اعضائے تناسل میں سخت قسم کے گٹھے یا گانٹھیں بن جاتی ہیں۔ ان گٹھوں کی وجہ سے عضو تناسل میں طبعی خیزی متاثر ہو جاتی ہے۔ تھوڑی بہت خیزی جب ہوئی ہے تو نہایت تکلیف دہ ہوتی ہے۔ نتیجتاً ایسا مریض مجامعت کرنے کے قابل نہیں رہتا، جسمانی آلام کے علاوہ ذہنی کوفت بھی ہوتی ہے۔ اس مرض کا علاج بھی جراحی (Surgery) سے ممکن ہے۔

(۸.۱۷) سوالات:

(الف) جنسی غذائیت (Aphrodisiac foods) :

س:- برائے مہربانی مقوی اغذیہ سے متعلق معلومات بہم پہنچائیے۔ ان اغذیہ کے استعمال کے بعد میں کوئی بُرے اثرات تو نہیں ہوتے۔

ج:- ہمارے علم میں کوئی ایسی غذا نہیں جو قوت باہ میں اضافہ کرے۔ مقوی اغذیہ مثلاً انڈا، مچھلی، میوہ وغیرہ مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان میں بہتر تغذیہ کے اجزاء ہوتے ہیں جن سے عام طور پر صحت بہتر ہو جاتی ہے۔

(ب) منی کا اخراج یا جریان (Oozing of semen) :

س:- میری عمر چوبیس سال ہے۔ میں اپنے آپ کو جنسی اعتبار سے نارمل سمجھتا ہوں۔ حال ہی میں میں نے اشتہارات میں پڑھا ہے کہ مجامعت سے بالکل قبل یعنی جنسی تحریک کے ساتھ مادے کا خارج ہونا جریان یا قطرہ کی بیماری کہلاتا ہے اور یہ مردانہ کمزوری کی علامت ہے۔ برائے مہربانی میری پریشانی دور کرنے کیلئے صحیح معلومات سے ممنون فرمائیے۔

ج:- اگر آپ کو اس کا علم ہوتا کہ منی کہاں بنتی ہے اور کس طرح خارج ہوتی ہے تو آپ اس پریشانی کا شکار نہیں ہوتے۔ واقعہ یہ ہے کہ جنسی غدودوں کے منجملہ ایک ایسا بھی ہوتا ہے جس کو غدہ کہا جاتا ہے۔ ان میں ایک رطوبت بنتی ہے جسے منی کہا جاتا ہے۔ جنسی ہیجان کے ساتھ منی کا ان غدودوں میں سے نکل کر

پیشاب کی نالی میں پھیل جانا فطری کیفیت ہے۔ یہ بالآخر منی کے جز کے طور پر خارج ہوتی ہے۔ اس کا مقصد پیشاب کی نالی کو رگڑ کے ساتھ خارج ہونے والی منی کے حرج سے محفوظ رکھنا اور منی میں نطفوں کیلئے ایسا ماحول تیار کرنا ہوتا ہے کہ نطفے بہتر سے بہتر حالت میں عورت کے فرج میں پہنچ سکیں۔ یہ رطوبت کسی میں بہت کم یعنی ایک دو قطرے اور کسی میں زیادہ مقدار میں خارج ہوتی ہے۔ اس کو "جریان" کا نام دے کر اشتہاری طبیب اپنا اُلو سیدھا کرتے ہیں اور ہزاروں صحت مند نوجوانوں کی اس صحت مند حالت کو بیماری بتا کر پریشانی میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

(ج) منی میں اضافہ (Increase of semen):

س:- کیا یہ ممکن ہے کہ منی کی مقدار میں اضافہ کیا جا سکے؟

ج:- منی کی مقدار میں اضافہ کی کوئی خاص تدبیر ہمارے علم میں نہیں۔ البتہ عام جسمانی صحت کی بہتری اور اچھی غذا اضافہ کا سبب ہو سکتی ہے۔ تحقیقات اور روزمرہ کے تجربے سے واضح ہے کہ تین یا چار روز تک مجامعت نہ کرنے کی وجہ سے جمع شدہ منی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ بہرحال منی میں اضافے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ اس کے ہر قطرے میں لاکھوں نطفے ہوتے ہیں۔

(د) منی کا گاڑھا پن (Density of semen) :

س:- میری عمر ستائس سال ہے۔ میری شادی ہوئے چھ مہینے ہوئے۔ ہمارے جنسی تعلقات خوشگوار ہیں۔ منی کے اخراج کے وقت میں محسوس کرتا ہوں کہ منی بہت گاڑھی اور دہی کے لچھوں جیسی ہوتی ہے۔ کیا منی کی یہ کیفیت نارمل ہے؟

ج:- منی کا گاڑھا پن یا پتلا ہونا دونوں صحیح ہیں۔

(ہ) مرد کے جسم پر بال اور رجولیت (Hair and male sexuality) :

س:- کیا ہاتھ، پیر، سینہ اور اعضائے تناسل وغیرہ پر بالوں کی کثرت مرد کی رجولیت کا معیار ہوتی ہے؟ کیا آواز اور جسم کی حرکات کا تعلق رجولیت سے ہے؟ میری ٹانگوں پر بال کچھ کم ہوتے نظر آ رہے ہیں؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ میری رجولیت میں بھی کمی ہو رہی ہے؟ میری عمر پینتیس سال ہے؟

ج:- گو کہ جسم پر بالوں کا نمودار ہونا غدودی نظام سے متعلق ہوتا ہے مگر بالوں کی کثرت

رجولیت میں زیادتی کا معیار نہیں ہوتی۔ جسم پر بالوں کا وجود شباب کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ ایک اوسط مرد میں ڈیل، ڈول، آواز اور دیگر جسمانی تبدیلیاں جنسی صلاحیت کا معیار نہیں ہوتیں۔ اس صلاحیت کا تعین صحیح جسمانی نشوونما اور مناسب نفسیاتی بالیدگی سے ہوتا ہے۔

(و) عورت کے جسم پر بال اور شہوت (Hair and female sexuality) :

س:- میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ایسی عورت جس کے جسم پر بال کثرت سے ہوں زیادہ شہوت پرست ہوتی ہے؟

ج:- ہمیں اس کا ثبوت کہیں نہیں ملتا کہ عورت کے جسم پر بالوں کی کثرت اور جنسی خواہشات یا جنسی کشش میں کوئی تعلق ہوتا ہے۔ بلوغ کو پہنچتے پہنچتے بالوں میں کم وبیش اضافہ ہونا ایک طبعی عمل ہے۔

(ز) خودلذتی۔ جلق۔ مشت زنی (Masturbation) :

س ا:- میری عمر بائیس سال ہے۔ میں جنسی فعل سے بالکل ناواقف ہوں، مہینے میں دس یا بارہ مرتبہ میں خودلذتی کا عمل کرتا ہوں۔ میں اس بدعادت سے نجات پانا چاہتا ہوں۔ کیا میں شادی کے بعد بچے پیدا کرسکوں گا اور کیا میرے بچے نارمل ہوں گے؟

ج:- جب کسی نوجوان کی شادی نہیں ہوتی تو وہ جنسی دباؤ اور محرکات کی وجہ سے خودلذتی کیلئے مجبور ہوجاتا ہے۔ فی زمانہ اکثر نوجوان کم وبیش اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ یہ عادت کوئی جسمانی نقصان نہیں پہنچاتی۔ البتہ کئی اشخاص ذہنی طور پر پریشان اور احساس گناہ کے شکار ہوجاتے ہیں۔ یہ عادت باپ بننے میں حائل نہیں ہوگی، اور نہ آپ کے بچے کسی جسمانی خرابی کا شکار ہوں گے۔

س۲:- جہاں خودلذتی سے متعلق طرح طرح کے عواقب بیان کئے جاتے ہیں وہاں ڈاکٹر یہ بھی کہتے ہیں کہ صحت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اگر یہ درست ہے تو پھر مجھے خودلذتی کے ہر عمل کے بعد دو روز تک اختلاج اور پستی کیوں لاحق ہوجاتی ہے؟

ج:- آپ کی پستی اور اختلاج کا سبب یہ ہوسکتا ہے کہ آپ جنسی معاملات کے متعلق غلط تربیت کی وجہ سے اس کو ایک جذباتی مسئلہ بنائے ہوئے ہیں۔ اگر آپ کو ابتداء ہی سے یہ باور کرایا گیا ہے کہ جلق سخت گناہ ہے اور کمزوری کا باعث بھی تو غیر شعوری طور پر آپ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ صحیح معلومات

اور آپ کا یہ اطمینان کہ معمولاً جلق کسی جسمانی خرابی کا باعث نہیں ہوتا، آپ کی اختلاجی کیفیت کو دور کرسکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ اپنا طبی معائنہ بھی یہ معلوم کرنے کیلئے کرالیں کہ آپ عارضہ قلب یا اور کسی جسمانی خرابی میں مبتلا تو نہیں ہیں۔

(ح) پہلی مجامعت (First intercourse) :

س ا:- میری شادی عنقریب ہونے والی ہے میں ممنون ہوں گا اگر آپ پہلی مجامعت کے بارے میں میری رہبری فرمائیں تاکہ میں ناکام نہ ہوجاؤں اور میری بیوی کو تکلیف بھی نہ ہو۔

ج:- مجامعت سے پہلے بیوی میں جنسی ہیجان پیدا کرنے کیلئے مناسب طور طریقوں کا استعمال پہلی مجامعت کو بیوی کیلئے تقریباً بےضرر بنادے گا۔ ازدواج سے پہلے تیاری کے طور پر ضروری معلومات سے آراستہ ہونا ایک مستحسن عمل ہے۔ اس سے نہ صرف مجامعت بغیر تکلیف کے ممکن ہوگی بلکہ جنسی تعلق سے متعدد غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ممکن ہے۔ کسی مشیر ازدواج سے آپ یہ علم حاصل کرسکتے ہیں۔ شروع میں بہرحال بیوی کو کچھ نہ کچھ تکلیف تو ہوتی ہے مگر لطف بھی ہوتا ہے جو بعد میں غالب آجاتا ہے۔

(ط) بلوغت میں تاخیر (Delayed Puberty) :

س ا:- میرا لڑکا چودہ سال کا ہے۔ اس کا وزن اس کی عمر کے اوسط لڑکوں سے زیادہ ہے۔ اس کا عضوتناسل بہت چھوٹا اور خصیئے غائب ہیں۔ دوسرے ہم عمر لڑکوں سے خود کو مقابلہ کرکے وہ احساسِ کمتری میں مبتلا ہے۔ اس کیلئے کون سا علاج موثر ہوسکتا ہے؟

ج:- آپ کے بیان سے ظاہر ہے کہ آپ کے لڑکے کے خصیئے خراب ہوجانے کی وجہ سے یہ ساری کیفیتیں پیدا ہوئی ہیں۔ ایسے لڑکوں کو عام طور پر خنثہ کہا جاتا ہے۔ خصیئے پیدائش سے پہلے پیٹ کے اندر ہوتے ہیں مگر پیدائش سے کچھ پہلے یا فوراً بعد بیرونی تھیلی میں اتر آتے ہیں۔ چند لڑکوں میں یہ دیر سے اترتے ہیں۔ ان کو خصیوں کی تھیلی میں اتارنے کیلئے بعض وقت عمل جراحی ضروری ہوتا ہے۔ والدین لاپروائی یا شرم کی وجہ سے اس خامی پر غور نہ کریں اور خصیئے دس سال کے بعد بھی نہ اتریں تو وہ خراب ہوجاتے ہیں۔ نتیجتاً خصیوں میں بننے والی رطوبت جو رجولیت کی ذمہ داری ہوتی ہے ناپید ہوجاتی ہے اور خنثہ پن پیدا ہوجاتا ہے۔ آپ کسی ماہر جنسیات سے مشورہ کریں اور علاج کروائیں۔

س:- میرا صرف ایک خصیہ ہے دوسری طرف نہ ہونا میرے ایک حالیہ طبی معائنہ سے واضح ہوا۔ کیا اس کمی کے باعث میری جنسی صلاحیت پر اثر پڑے گا؟

ج:- ماں کے رحم میں نشوونما کے دوران خصیئے پیٹ میں ہوتے ہیں مگر بچہ کے پیدا ہونے تک نیچے اتر آتے ہیں۔ بسا اوقات ایک اور بعض اوقات دونوں کسی وجہ سے اترنے نہیں پاتے۔ ایک خصیہ کی موجودگی بھی وظیفہ جنسی کو تشفی بخش طور پر جاری رکھنے کیلئے کافی ہے۔ یہ کوئی ایسی خرابی یا کمی نہیں جس سے تشویش ہو۔ اگر لڑکپن ہی میں اس کا علاج کروایا جائے تو نہ اترا ہوا خصیہ بھی نیچے اتر سکتا ہے۔

(ی) خصیوں میں نسوں کا گچھہ (Testicular varicose veins)

س:- میرے خصیہ کی تھیلی کے ایک جانب دھاگے کے گچھے کی طرح بڑھ آئی ہے۔ کیا یہ مخدوش ہے؟ کیا اس سے میرے جنسی وظیفہ پر اثر پڑے گا؟

ج:- بعض اوقات مقامی وریدوں میں اضافہ ہو کر ایک گچھہ سا بن جاتا ہے۔ یہ کیفیت مخدوش نہیں ہے سوائے اس کے تھیلی کے سائز میں اضافہ ہو جائے۔ اس سے جنسی وظیفہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ البتہ خصیوں میں نطفوں کی تعداد متاثر ہو سکتی ہے۔

(ک) چھوٹا عضو تناسل (Short penis) :

س:- میں دو برس قبل کبھی کبھی جلق لگایا کرتا تھا، اس کے بعد سے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میرا عضو تناسل اپنے ہم عمروں کے مقابلہ میں چھوٹا ہے۔ کیا یہ کیفیت میرے جنسی وظیفہ میں حارج ہو گی؟

ج:- عضو تناسل کا سائز اولاً تو ایک نہیں ہوتا، اس کے علاوہ اس کا چھوٹا یا بڑا ہونا جنسی وظیفہ کا معیار نہیں ہوتا۔ عموماً جلق کے نتیجہ کے طور پر احساسِ گناہ کی وجہ سے لڑکے اپنے عضو تناسل کے مفروضہ چھوٹا پے کو جلق کا نتیجہ سمجھ کر پریشان ہوتے ہیں۔

(ل) شادی کی بہترین عمر (Best age for marriage)

س:- لڑکے اور لڑکیوں کے ازدواج کیلئے بہترین عمر کیا ہو سکتی ہے؟

ج:- اگر معاشی حالات حائل نہ ہوں تو لڑکوں کیلئے ۲۰ سال اور لڑکیوں کیلئے ۱۵ سال ازدواج کیلئے بہترین عمریں ہو سکتی ہیں۔

(م) میاں بیوی کا انتخاب اور والدین کی رہبری

(Parents selection of spouse) :

س۲:- کسی لڑکے اور لڑکی کو اپنے شریک زندگی کا تعین کرنے میں والدین پر کس حد تک تکیہ کرنا مناسب ہے؟

ج:- شریک زندگی کا انتخاب و تعین بلاشبہ ایک اہم ترین ذمہ داری ہے جس کی بنیاد تربیت جنسی، ازدواج کے معاملات سے واقفیت اور قوت فیصلہ کی پختگی پر ہونی چاہیے۔ ہمارے موجودہ معاشرتی ڈھانچہ کے مدنظر، اور مغربی ممالک میں نوجوانوں کی جنسی آزادی سے سبق حاصل کرتے ہوئے، یہ کہنا مناسب ہوگا کہ قطعی اور آخری فیصلے کا حق ہونے والے زوجین ہی کو سونپا جانا چاہیے، مگر والدین اور اولیاء کی پختہ کارانہ رہبری ہمیشہ شامل حال رہنا بہترین فیصلہ کا ضامن ہوتی ہے۔ صرف جذبات کی اساس پر ازدواج کے فیصلے مغرب کے نوجوانوں کی خانگی زندگی کو تباہ کر رہے ہیں۔

س۳:- معائنہ طبی قبل ازدواج سے کیا مُراد ہے؟

ج:- طبی معائنہ قبل ازدواج کا مقصد ایک ایسا مکمل معائنہ ہے جس سے یہ معلوم کرنا مقصود ہو کہ ازدواج کے ہر دو فریق کسی متعدی بیماری مثلاً دق، جذام، امراض خبیثہ یا کسی ایسی خرابی مثلاً دماغی خلل، یا قلبی عارضے وغیرہ میں مبتلا تو نہیں ہیں۔ ان کا معلوم کرنا اور ایمانداری سے فریق متعلقہ کو اس سے مطلع کرنا ازدواجی خوشگواری کی ایک اہم ضرورت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض خرابیوں کے باعث رشتہ ازدواج پکا کرنا مقصود نہ ہو یا یہ کہ ان میں سے بعض خرابیوں کے باوجود بھی جانبین اس رشتہ میں منسلک ہونے کو قبول کر لیں۔ اس ایماندارانہ طرز سے گریز بے شمار شادیوں کو آئے دن ناشاد بنا کر خاندانی زندگی کو دوزخ بنائے ہوئے ہے۔

(ن) جسم پر بالوں کی کمی (Lack of body hair) :

س:- میرے جسم، چہرے اور زیر ناف کے بال بہت کم ہیں، اس کی وجہ سے مجھے تشویش رہتی ہے کہ کہیں یہ میری مردانہ صلاحیت میں کمی کا سبب تو نہیں؟

ج:- بالوں کی کمی عموماً نسلی خصوصیت ہوتی ہے، البتہ بعض بیماریوں اور غدودی خرابیوں کی وجہ سے بھی یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ رجولیت جنسی غدودوں کی وجہ سے ہوتی ہے نہ کہ بالوں کی وجہ سے۔ البتہ بال اگر بہت کم ہوں تو کسی ڈاکٹر کو دکھا کر مشورہ کریں۔

(۹) جنسی مسائل-شادی کے بعد

(Sexual Problems after marriage)

(۹.۱) دماغی امراض اور وظیفہ جنسی (Sex and mental illness) :

ہر معاشرہ میں مختلف وجوہات کی بناء پر دماغی عارضوں سے متاثر ہونے والوں کی تعداد کم وبیش موجود رہتی ہے۔ ایسے افراد کچھ خصوصیات وراثتاً لے کر پیدا ہوتے ہیں اور کچھ دوسرے نفسیاتی خرابیوں کی وجہ سے طرح طرح کے دماغی عارضوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔ یہاں اس کا تذکرہ اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ اس عام غلط فہمی کو دور کردیا جائے کہ شادی ان دماغی عارضوں کا علاج ہوسکتا ہے۔ اس غلط فہمی کی وجہ سے سینکڑوں مرد وزن دماغی عارضہ والے شریک حیات کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔ ہر انسانیت دوست فرد کو اس مکروہ عمل سے پرہیز کرنا مناسب ہوگا۔ اگر عارضہ کی نوعیت ایسی معمولی ہو جس کی وجہ سے جنسی تعلقات میں کوئی خرابی نہ ہونے کا یقین ہو تو ایسے ازدواج میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن شادی سے قبل اس بارے میں فریق ثانی کو ضرور مطلع کردینا چاہیے۔

(۹.۲) مرگی (Epilepsy) :

اس مرض میں کم یا زیادہ شدت سے دورے پڑتے ہیں۔ گوکہ یہ بظاہر ایک قابل رحم کیفیت سمجھی جاتی ہے، مگر اس سے مریض کی جان کو خطرہ نہیں ہوتا۔ بعض محققین کا اندازہ ہے کہ اس مرض کا آئندہ نسلوں میں منتقل ہونے کے امکانات موجود ہیں۔ اگر کوئی مرگی زدہ مرد یا عورت دوا سے بہتر ہو تو اس کو ازدواج سے روکنا نا مناسب ہوگا۔ آج ایسا شخص مرض کو قابو میں رکھ کر زندگی کے تمام مشاغل سے عہدہ برآں ہوسکتا ہے۔

س:- مجھے کئی سال سے مرگی کے دورے پڑتے ہیں۔ ہر ممکن علاج کیا گیا مگر مکمل طور پر مرض کا ازالہ نہ ہوسکا۔ دواؤں کے مکمل استعمال سے مرض قابو میں رہتا ہے۔ میری شادی میں یہی ایک رکاوٹ رہی ہے۔ اگر میں شادی کرلوں تو کیا یہ مرض اولاد میں منتقل ہوسکتا ہے؟

ج:- دنیا بھر کے ماہرین نسلیات کی آراء کا نچوڑ یہ ہے کہ اس مرض کے اولاد میں منتقل ہونے کے امکانات ہیں مگر بہت کم۔

(۹.۳) ذیابیطس (Diabetes) :

ذیابیطس خون میں شکر (Sugar) زیادہ ہونے کی بیماری ہے۔ لبلبہ (Pancreas) شکر (Sugar) کو جزو بدن بنانے کیلئے رطوبت (Insulin) تیار کرتا ہے۔ لبلبہ کی خرابی کی وجہ سے جب یہ رطوبت بننا بند ہوجاتی ہے تو غذا کا ایک لطیف جز یعنی شکر جسم میں استعمال نہیں ہو پاتا، نتیجتاً وہ خون اور پیشاب میں بڑھ جاتی ہے۔ یہ مرض قابل علاج ہے۔ غذا کی احتیاط سے بھی اس کو کسی حد تک قابو میں رکھا جاسکتا ہے۔ ایسے مریض اکثر نامردی کا شکار ہوجاتے ہیں۔

(۹.۴) بظر کے ذریعے لطف (Pleasure through the clitoris) :

س۱:- دورانِ مجامعت میں میری بیوی بے حس سی رہتی ہے۔ مجامعت کے مختلف طریقے اختیار کرنے پر بھی کوئی فرق نہیں ہوتا۔ میری بیوی کے بے حد شرمانے اور انکار کے باوجود بظر کو ہاتھ سے مس کرتا ہوں تو وہ لطف اندوز ہوتی ہے۔ آپ کی مزید رہبری باعث ممنونیت ہوگی؟

ج:- عورت کے اعضائے تناسل میں سب سے زیادہ حساس جگہ بظر ہے جو اندام نہانی کے اوپر کے سرے پر واقع ہے۔ بظر گنڈی نما اور ایک نرم جلد سے ڈھکی ہوئی ہوتی ہے۔ جن عورتوں اور مردوں کو اس کے وجود کا علم نہیں ہوتا وہ ایک ایسی لذت سے محروم ہوجاتے ہیں جو کسی اور طرح پوری نہیں ہوسکتی۔ جنسی لذت کو انتہا تک پہنچانے کیلئے ضروری ہے کہ دورانِ مجامعت جنسی اعضاء باہمی طور پر مس ہوتے رہیں یا بظر کو ہاتھ سے مس کیا جائے۔ جو جوڑے کسی نہ کسی وجہ سے ایسا نہیں کرپاتے وہ لطف اور تسکین سے محروم رہتے ہیں۔

س۲:- میری بیوی مجامعت میں اکثر انتہائی لذت (Orgasm) تک نہیں پہنچتی۔ یہ دونوں کیلئے الجھن کا باعث ہے۔ کیا آپ اس کا کوئی حل بتا سکتے ہیں؟

ج:- خواتین اکثر انتہائے لذت تک نہیں پہنچتیں، البتہ اگر بظر کو مس کیا جائے تو نتائج حاصل ہوسکتے ہیں۔ یہ اندامِ نہانی کے اوپر کے حصہ میں ایک چھوٹا سا گنڈی نما عضو ہوتا ہے۔

(۹.۵) مرد کے غیر معمولی جنسی مطالبات (Hypersexual males) :

س:- میری عمر اٹھائیس اور میری بیوی کی بائیس سال ہے۔ میرے آئے دن کے جنسی مطالبات سے میری بیوی تنگ ہے۔ کیا کسی آپریشن کے ذریعہ میرے جنسی مطالبات میں کمی ہو سکے گی؟ اوسط نوجوانوں کیلئے مہینے میں کتنی بار مجامعت نارمل ہوگی؟

ج:- جنسی صلاحیت اور مطالبات سے متعلق کوئی تعین نہیں کیا جاسکا۔ کوئی مہینے میں ایک دو دن صحبت سے تھکان محسوس کرتا ہے تو کوئی دن میں کئی بار صحبت کر کے بھی چاق و چوبند رہتا ہے۔ اس بارے میں جو بھی جواب دیا جائے غلط ہوسکتا ہے۔ اگر آپ دونوں میں مکمل ہم آہنگی ہو تو آپ کو خدا کا شکر ادا کر کے موجودہ ازدواجی تعلق سے استفادہ کرنا چاہیے۔ اگر آپ کی بیوی کی کوئی ذہنی یا جذباتی الجھن تعلقات میں مانع ہے تو اس کا علاج ضروری ہے۔

(۹.۶) زیادہ وقت میں انزال (Delayed ejaculation) :

س:- میری عمر چالیس سال ہے۔ برسوں کی ریاضت کے بعد میں اس قابل ہوا ہوں کہ مجامعت زیادہ سے زیادہ دیر تک جاری رکھوں اور انزال نہ ہونے دوں۔ اس سے مجھے مکمل جنسی تشفی ہوجاتی ہے۔ یہ عمل میری جنسی اور ازدواجی زندگی کیلئے مضر تو نہیں؟

ج:- اگر آپ اور آپ کی بیوی اس طریقہ عمل سے تشفی حاصل کرتے ہیں تو اس کو جاری رکھیں۔ اگر آپ کی طرح بہت سے لوگ اپنی جنسی صلاحیت کو اس طرح ترتیب دے لیں تو یہ ان کی باہمی تشفی کا سامان ہوگا اور ان کی ازدواجی زندگی بہت خوشگوار ہو جائے گی۔

س:- چند ہفتے قبل میری آنتوں کے سرطان کی وجہ سے کئی آپریشن کئے گئے۔ اب میں محسوس کر رہا ہوں کہ انتہائے لذت کے وقت منی کا اخراج نہیں ہوتا۔ میں پریشان ہوں۔

ج:- اگر آپریشن بڑی آنتوں کے آخری حصہ پر کئے گئے تھے تو اس کا امکان ہے کہ منی کے چشمے متاثر ہوئے ہوں، اگر آپریشن کی وجہ سے منی کا نارمل راستہ بند ہو گیا ہو تو اس کا امکان ہے کہ منی انزال کے بعد مثانہ میں داخل ہو رہی ہو۔ اگر یہی ہو رہا ہے تو تشویش کی کوئی بات نہیں۔ وہ پیشاب کے جز کے طور پر خارج ہو رہی ہوگی۔ جس سرجن نے آپریشن کیا ہے وہی اس مسئلہ پر زیادہ روشنی ڈال سکتا ہے۔ اگر

مجامعت اطمینان بخش ہوتی ہے تو پریشانی کی کوئی بات نہیں، اس لئے کہ آپ کی شریک مجامعت اس کو محسوس بھی نہیں کریں گی۔

س:- مجھے مجامعت کے دوران انزال ہوتا ہی نہیں۔ کیا یہ بیماری ہے؟ کیا اس کا علاج ممکن ہے؟

ج:- ہزاروں میں ایک آدمی ایسا ہوتا ہے کہ جس کو انزال منی نہیں ہوتا۔ بلاشبہ فعلیاتی اعتبار سے یہ ایک انحراف ہے۔ کبھی کبھی سوزاک سے پیشاب کی نالی بند ہوجانے پر عدم انزال کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔ ایسی صورت میں منی مثانہ میں داخل ہو کر پیشاب کے ذریعہ خارج ہو جاتی ہے۔ ایسی خرابی کے بغیر انزال کا نہ ہونا بہت ہی شاذ کیفیت ہے۔ اس کا حقیقی سبب اب تک معلوم نہیں ہوا۔ آپ کسی ماہر طبیب سے رجوع کر کے مشورہ کریں۔

(۹.۷) بچہ دانی کا اخراج (Hysterectomy) :

س:- بعض عارضوں کی وجہ سے مجھے رحم کو جراحی کے ذریعے نکال دینے کا مشورہ دیا جارہا ہے۔ اس عمل سے میری جنسی صلاحیت پر کیا اثر پڑے گا؟

ج:- جنسی لذت دماغ اور اس کے ملحقات کی ذمہ داری ہے۔ مگر جنسی تحریک کی ابتداء اعضائے تناسل، خاص کر بظر (CLITORIS) میں ہوتی ہے۔ اس حقیقت کی بناء پر رحم کا نکال دینا آپ کی جنسی صلاحیت کو کسی طرح بھی متاثر نہیں کر سکتا۔

س:- کیا میری بیوی کی بچہ دانی نکالنے والے آپریشن سے ہماری جنسی تسکین میں کوئی فرق آجائے گا؟ اگر فرق ہو تو اس کی کیا وجہ ہوگی؟

ج:- ایسی صورت میں جنسی صلاحیت میں فرق کا رونما ہونا صرف ایک خیالی بات ہے۔ آپ دونوں کی جنسی تسکین اس سے متاثر نہیں ہونی چاہیے۔ مناسب ہوگا کہ آپ جنسی تسکین سے متعلق مناسب تفصیلات معلوم کرلیں۔

(۹.۸) حیض میں مجامعت (Intercourse during menstruation) :

س:- حیض میں مجامعت کے متعلق آپ کا کیا مشورہ ہے؟ حمل کی کس مدت تک مجامعت کی جاسکتی ہے؟

ج:- زمانہ حیض میں مجامعت سے عموماً گریز کیا جاتا ہے۔ یہ گناہ بھی ہے۔ دوران حمل مجامعت

میں کوئی حرج نہیں۔ ابتدائی زمانہ حمل میں عورت عموماً مجامعت سے لطف اندوز ہوتی ہے۔ عموماً پانچ مہینے کے بعد اس خواہش میں نمایاں کمی ہوجاتی ہے۔ شوہر کی تسکین اور یگانگت کی خاطر مجامعت کا احتیاط کے ساتھ جاری رکھنا مناسب ہوگا۔ وضع حمل سے ایک ماہ قبل مجامعت کم کردینا بہتر ہے۔ البتہ حمل کے آخری دور میں اس طریقے (POSE) سے مباشرت کی جائے کہ حاملہ کے پیٹ پر وزن نہ پڑے۔ یعنی کروٹ کے بل یا پیچھے سے۔

(۹.۹) پردہ بکارت(Hymen) :

س:- کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شادی شدہ عورت باکرہ رہے؟

ج:- بکارت کا معیار پردہ کی موجودگی یا عدم موجودگی پر ہے۔ ممکن ہے کہ پردہ بکارت ایسی ساخت کا ہو کہ دخول کے بعد بھی صرف کچھ اور تن کر رہ جائے اور نہ پھٹے۔ وضع حمل کے بعد اس قسم کا پردہ دیکھنے میں نہیں آتا۔

س:- میری حال ہی میں شادی ہوئی ہے۔ پہلی مجامعت کے وقت نہ مجھے درد محسوس ہوا اور نہ خون ہی دکھائی دیا۔ میرا شوہر مجھ پر شبہ کرنے لگا ہے، آپ کی وضاحت سے مجھے اطمینان ہوگا۔

ج:- پردہ بکارت کے پھٹنے یا خون نکلنے کے متعلق عموماً مبالغہ سے کام لیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے بہت سی شادیاں ناکام ہوجاتی ہیں۔ پردہ بکارت عموماً ململ کی طرح باریک اور نازک ہوتا ہے۔ اکثر اوقات پہلی مجامعت میں کچھ تکلیف ہوتی ہے اور خون بھی دکھائی دیتا ہے مگر یہ لازم نہیں۔ خون کے اخراج اور تکلیف کے بغیر بھی پردہ کا ضائع ہوجانا ممکن ہے۔

(۹.۱۰) کثرت مجامعت (Hypersexual) :

جنسی سردمہری کے برخلاف ایسے مرد و زن بھی پائے جاتے ہیں جن کے جنسی مطالبات معمول سے بہت زیادہ سمجھے گئے ہیں۔ یہ کیفیت تقابلی بھی ہوسکتی ہے۔ مثلاً مرد اچھی صحت کا حامل اور معمولی جنسی مطالبات کا خواہاں ہو مگر عورت کسی نہ کسی جسمانی یا نفسیاتی اثر کی وجہ سے مجامعت سے گریز کرتی ہو، معاملہ اس سے برعکس بھی ہوسکتا ہے۔ اگر مرد کی طرف سے مطالبہ غیر طبعی اور معمول سے زیادہ ہو تو غذا میں

کمی، ورزش، روزمرہ زندگی میں تفریحی اور دیگر مشاغل کا شامل کرنا غیر معمولی جنسی مطالبہ کو کم کرکے جنسی ہم آہنگی پیدا کرسکتے ہیں۔ عورتوں میں معمول سے زیادہ مطالبہ کا سبب مرد کی نااہلی کی وجہ سے انتہائے لذت سے مسلسل محروم رہنا ہوتا ہے۔ بعض امراض دماغی بھی مردوزن میں جنسی مطالبات کو غیر معمولی طور پر زیادہ کردیتے ہیں۔ ان کے علاج سے یہ مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔

س:- ہماری شادی کو تین مہینے ہوئے ہیں۔ میری بیوی جنسی طور پر جلد متحرک ہوجاتی ہے۔ کیا ہفتہ میں تین یا چار مرتبہ مجامعت نقصان دہ تو نہیں؟ میری بیوی کو حیض میں تکلیف ہوتی ہے۔ کبھی کبھی مجامعت کے دوران وہ ایک سے زیادہ مرتبہ انتہائے لذت کو پہنچ جاتی ہے۔ یہ کوئی خرابی تو نہیں؟

ج:- شادی شدہ جوڑے جتنی مرتبہ چاہیں مجامعت کرسکتے ہیں۔ تعداد کا انحصار باہمی خواہش اور صلاحیت پر ہوتا ہے، اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

ماہواری میں درد ہوسکتا ہے مگر کوئی اور سبب بھی ہوسکتا ہے۔ اس کیلئے اپنے معالج سے مشورہ کریں۔ صحت مند جوڑوں میں تشفی بخش مجامعت کے دوران عورت کا ایک سے زیادہ مرتبہ انتہائے لذت کو پہنچنا اچھی علامت ہے۔ خرابی کی کوئی بات نہیں۔

س:- بعض لوگ کہتے ہیں کہ مجامعت سے کمزوری ہوجاتی ہے اور بعض اس سے اختلاف کرتے ہیں۔ ان میں کون سا تصور درست ہے؟

ج:- یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ مجامعت سے کمزوری نہیں ہوتی۔ اگر مجامعت تشفی بخش ہو تو اس سے سرور، فرحت اور فوراً بعد میٹھی نیند آتی ہے۔ مکمل تشفی بخش مجامعت سے بہتر کوئی مقوی نہیں۔ اس سے قطع نظر اگر مجامعت غیر تشفی بخش ہو تو اس سے الجھن، دردسر، کمزوری اور طرح طرح کے عصبی عارضوں کا امکان ہے۔

س:- میری عمر چونسٹھ 64 سال ہے اور میری بیوی کی عمر باون 52 سال ہے۔ مجھے قلب کا عارضہ ہے۔ مجامعت کے بعد مجھے نمایاں کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ مجھے کتنی مرتبہ مجامعت کرنی چاہیے اور کون سا طریقہ مناسب ہوگا؟

ج:- آپ کے عارضہ کے مدنظر مناسب ہوگا کہ آپ اپنی بیوی سے خواہش کریں کہ وہ مجامعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اگر اس میں آپ کو معلومات نہ ہوں تو کسی سے مناسب مشورہ حاصل کریں۔

تعداد کے متعلق آپ کے باہمی مطالبات اور جسمانی صحت ہی کو بہتر راہبر بنایا جاسکتا ہے۔ کسی مقررہ نظام العمل کی پابندی نامناسب ہوگی۔ کسی ڈاکٹر سے مشورہ مزید کرلیں۔

س:- ہماری شادی ہوئے آٹھ سال ہوگئے۔ ہماری اولاد بھی ہے۔ ہم دونوں کی عمر ۳۲ سال ہے۔ گذشتہ پانچ سال سے میری بیوی کے جنسی ہیجان میں نمایاں کمی ہے۔ میری بیوی کا خیال ہے کہ ہفتہ میں دوبار مجامعت کا مطالبہ بہت زیادہ ہے۔ ان کے اس طرزِ عمل کی وجہ سے مجھے انزال بہت جلد ہونے لگا ہے۔ کیا میرا جنسی مطالبہ غیر معمولی ہے؟ مجامعت کی اوسط تعداد کیا ہونی چاہیے؟ کیا بڑھتی عمر کے ساتھ عورت کی جنسی خواہش میں کمی ہوجاتی ہے؟

ج:- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجامعت سے پہلے بیوی کو مناسب طرح پر تیار نہیں کرتے۔ باہمی تعاون کو آپ دونوں کسی نہ کسی وجہ سے کھو بیٹھے ہیں۔ اس سہو کی وجہ سے ممکن ہے کہ بیوی جنسی مطالبہ کو بھیک سمجھ کر خواہش کرنا نہیں چاہتی، جو مجامعت کو بے مقصد بنا دیتا ہے۔ مجامعت کی تعداد کے متعلق ہر جواب غلط ہوگا۔ اگر آپ ایک دوسرے سے مکمل تعاون کریں تو ہر مجامعت میں انوکھی لذت ہوگی۔ کسی فرد کے متعلق یہ کہنا کہ وہ معمول سے زیادہ جنسی ہے غلط ہوگا۔ آپ ایک دوسرے کے جذبات اور خواہشات کا احترام کریں تو آپ کے تعلقات بہتر ہوجائیں گے۔ عمر کے ساتھ عورتوں اور مردوں دونوں کی جنسی خواہش میں قدرے کمی ہوجاتی ہے مگر عورتوں میں نسبتاً زیادہ کمی ہوتی ہے۔

(۹.۱۱) ازدواجی ناچاقی (Marital discord) :

س:- ہماری شادی کو سات سال ہوئے ہیں۔ ہمارے دو بچے ہیں۔ شادی کے بعد سے اب تک میری بیوی کا بیشتر وقت اپنے میکے میں گزرا۔ اس کے والدین کی خواہش ہے کہ میں ان کے ساتھ رہوں۔ میں اس سے متفق نہیں۔ بیوی گھر اور بچوں کی ذمہ داریوں سے ناآشنا ہے۔ میکہ سے آنے کے بعد بیوی کے طرزِ عمل میں مزید خرابی پیدا ہوجاتی ہے۔ اگر بچوں کا خیال مجھے نہ روکتا تو میں کبھی کا علیحدہ ہوجاتا۔ اس وقت ہمارے جنسی تعلقات انتہائی ناگوار ہیں۔ کیا اس کا کوئی حل تجویز فرمائیں گے؟

ج:- ازدواج کو ناگوار بنانے کے سینکڑوں اسباب میں سے ایک والدین کی غیر ضروری مداخلت بھی ہے۔ بیان کردہ حالات سے واضح ہے کہ آپ کی بیوی ازدواج کیلئے ذہنی صلاحیت نہیں رکھتی۔ ان

کے والدین کی مداخلت سونے پر سہاگہ ہے۔ آپ کی موجودہ جنسی بدحالی بذات خود کوئی خرابی نہیں بلکہ بیان کردہ خرابیوں کی ایک علامت ہے۔ علاج آپ کا نہیں بلکہ آپ کی بیوی کے والدین کا ہونا چاہیے۔ اگر ایسا نہ کیا جاسکے تو ہم آپ سے صرف ہمدردی کرسکتے ہیں۔

س:- میں مجامعت سے پہلے، دوران اور پھر بعد میں ہر قسم کے جنسی مس کا خواہش مند رہتا ہوں مگر میری بیوی اس عمل کو غیر اخلاقی فعل کہہ کر گریز کرتی ہے، کیا اس کا یہ رویہ درست ہے؟

ج:- تقریباً تمام جوڑے طرح طرح کے جنسی مس سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں۔ ایسی حرکتیں نہ غیر مذہبی ہیں اور نہ غیر اخلاقی۔ آپ کی بیوی کا رویہ بچپن کے غلط تصورات اور جنس سے متعلق لاعلمی یا غلط علم کا نتیجہ ہے۔ ہمارا مشورہ ہے کہ ہر مرد وعورت ایسے طریقے اختراع کرکے ان سے استفادہ کرے جن سے باہمی لذت اور تسکین حاصل ہوسکے۔

(۹.۱۲) سگریٹ نوشی اور جنسی تعلقات (Sex and Smoking) :

س:- میری چھبیس سالہ بیوی سگریٹ کثرت سے پیتی ہیں۔ ان کی عادت ہمارے جنسی تعلق کو نقصان پہنچارہی ہے۔ وہ پہلے کے مقابلہ میں جنسی رغبت میں اظہار کم کرنے لگی ہیں۔

ج:- غالباً آپ کی بیوی کسی عصبی دباؤ کے نتیجہ کے طور پر سگریٹ کو اپنا سہارا بنائے ہوئے ہیں۔ وہ غالباً سگریٹ کو ایک متبادل تسکین کے طور پر استعمال کررہی ہیں، ہر علت کا علاج اس کے سبب کو دور کرنے سے ہوسکتا ہے۔

(۹.۱۳) مردانہ بانجھ پن (Aspermia) :

س:- ہماری شادی ہوئے سات سال گزر گئے۔ ہم ایک دوسرے کو چاہتے ہیں۔ معائنہ سے معلوم ہوا کہ میری منی میں حیواناتِ منویہ (کرم منی یا نطفے) موجود نہیں۔ میری بیوی شدت سے بچے کی خواہشمند ہے، اس لئے میری خرابی کی بناء پر مجھ سے علیحدگی چاہتی ہے۔ کیا میری خرابی کسی طرح دور ہوسکتی ہے؟ خواہ وہ جراحی کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو؟ میں اس علیحدگی کے خیال سے پریشان ہوں؟

ج:- بہت سے شادی شدہ بانجھ پن کے باعث ناشاد ہیں۔ مگر اس وجہ سے ازدواج کا منقطع ہوجانا ضروری نہیں، ان میں سے بعض جوڑے قابلِ علاج بھی ہوتے ہیں۔ اگر آپ دونوں کے درمیان

واقعی محبت ہے تو علیحدگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہونا چاہیے۔ ایسے صدہا جوڑے موجود ہیں جو کسی بچے کو متبنیٰ لے کر اپنے مادری اور پدری جذبات کی تسکین کر لیتے ہیں۔ البتہ اگر آپ کسی گردے اور پیشاب کے امراض کے ماہر طبیب سے رجوع کریں تو حتمی طور پر پتہ چل سکتا ہے کہ آپ کا مرض قابل علاج ہے کہ نہیں۔

س:- ہماری شادی کو دس سال گزر گئے ہیں، ایک لڑکا ہوا جو اب آٹھ سال کا ہے۔ ہمیں مزید اولاد کی خواہش ہے۔ میں گرم پانی کے ٹب میں بیٹھنے کا عادی ہوں۔ کیا یہ درست ہے کہ خصیوں پر گرمی کا مسلسل اثر مرد کو بانجھ کر دیتا ہے؟

ج:- یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ خصیوں پر گرمی کا مسلسل سیکا تولید نطفے کو روک دیتا ہے۔ ایک بچے کے بعد آپ کو بچہ نہ ہونے کا سبب آپ کے گرم پانی میں پابندی کے ساتھ بیٹھنے کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ ایسے پیشوں میں جن میں لوگوں کے خصیوں کو مسلسل گرمی لگتی رہتی ہے مثلاً نان بائی، ڈیزل انجن کے ڈرائیور، لوہار وغیرہ دیر یا سویر بانجھ ہو جاتے ہیں۔ قبل اس کے کہ آپ اپنے متعلق کسی نتیجے پر پہنچیں مناسب ہوگا کہ گرم پانی کے ٹب میں نہ بیٹھا کریں، اس کے ساتھ بعض ادویات کا استعمال بھی تولید نطفے کے عود کر آنے میں مدد کر سکتا ہے۔ مزید برآں مہینے میں ایک آدھ بار منی کا امتحان آپ کے علاج کیلئے رہبری کر سکے گا۔

(۹.۱۴) جسمانی بیماریوں کے سبب مردانہ کمزوری

: (Sexual impotence due to physical causes)

س:- میری عمر ۵۵ سال ہے گذشتہ دو سال سے میں جنسی وظیفہ کے قابل نہیں ہوں، مجھے انفلوئنزا ہوا تھا جس کا عصری دواؤں سے علاج کروایا گیا۔ مجھے ذیابیطس کی شکایت ہے جس کیلئے میں پابندی سے انجکشن لیتا رہتا ہوں۔ کیا میری مدد ممکن ہے؟

ج:- آپ کے علاج میں جو ادویات استعمال کی گئیں وہ بھی آپ کی نامردی کی ذمہ داری ہو سکتی ہیں مگر ذیابیطس سے نامردی لاحق ہونا ایک مسلمہ امر ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی خرابی کا امکان ہو تو اس کا پتہ لگانا صحیح علاج کیلئے راہ ہموار کرے گا۔

س:- مجھے چند سال سے ذیابیطس کی شکایت ہے، اگرچہ میرے قارورہ میں شکر نہیں آ رہی ہے مگر میں جنسی انحطاط سے پریشان ہوں۔ کیا ذیابیطس اس کا سبب ہو سکتا ہے؟

ج:- جنسی ہیجان اور جنسی صلاحیت میں کمی ذیابیطس کی وجہ سے ہو سکتی ہے۔ شکر کا پیشاب میں آنا بیان کردہ کمزوری پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ ذیابیطس کا مکمل علاج بھی کروالیں۔ آپ اپنے معالج کی ہدایت پر عمل کیجئے۔

س:- ذیابیطس کی وجہ سے مردانہ کمزوری ہو تو کیا اس کا علاج ممکن ہے؟

ج:- ابتدائی زمانہ میں اگر مرض قابو میں ہو تو بہتری کا امکان ہے۔ کچھ نئی ادویات ایسی ایجاد ہوئی ہیں جو کافی کارگر ہیں۔

س:- ہم نے اپنی ازدواجی زندگی دس سال تک نہایت خوشگواری کے ساتھ گزاری ہے۔ اب میرا شوہر بے حد پینے لگا ہے اور ہماری زندگی بجھ سی گئی ہے۔ شوہر کی عمر ۵۰ سال ہے۔ کیا شراب سے پرہیز، اچھی غذا اور مناسب ادویات سے ان کی جنسی صلاحیت واپس آ سکتی ہے؟

ج:- اگر آپ کے شوہر متذکرہ تدابیر اختیار کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ کھوئی ہوئی صلاحیت کو واپس حاصل نہ کر سکیں۔ ان تدابیر کے علاوہ آپ ہر دو کو مجامعت کے بہتر طریقے کیلئے کسی ماہر جنسیات و نفسیات سے مشورہ مناسب ہوگا۔

(۱۰) غسل جنابت

(Bathing after intercourse)

امام مسلم نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ فرماتی ہیں کہ میں نے یہ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے سر کی چوٹی مضبوطی سے گوندھتی ہوں تو کیا غسل جنابت کیلئے اسے کھول ڈالوں۔ فرمایا نہیں تجھ کو صرف یہ ہی کفایت کرتا ہے کہ سر پر تین لپ پانی ڈالے پھر اپنے اوپر پانی بہالے، پاک ہوجائے گی۔ یعنی جب کہ بالوں کی جڑیں تر ہوجائیں، اور اگر اتنی سخت گندھی ہوں کہ جڑوں تک پانی نہ پہنچے تو کھولنا بہتر ہے۔ (بہار شریعت دوم۔ صفحہ ۲۵)

ابوداؤد ترمذی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ہر بال کے نیچے جنابت ہے تو بال دھوا ور جلد کو صاف کرو۔

ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو شخص غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ بے دھوئے چھوڑے گا۔ اس کے ساتھ آگ سے ایسا ایسا کیا جائے گا۔ (یعنی عذاب دیا جائے گا) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اسی وجہ سے میں نے اپنے سر کے ساتھ دشمنی کرلی۔ تین بار یہی فرمایا (یعنی سر کے بال منڈوا ڈالے کہ بالوں کی وجہ سے کوئی جگہ سوکھی نہ رہ جائے)۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں روایت ہے کہ اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرمائی، تو کیا جب عورت کو احتلام ہو تو اس پر نہانا ہے۔ فرمایا ہاں جب کہ پانی دیکھے۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے منہ ڈھانک لیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا عورت کو احتلام ہوتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ ایسا نہ ہو تو کس وجہ سے بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔

(روایت حضرت ام سلمہؓ مشکوۃ شریف جلد ا...... صفحہ ۱۰۱)

ابوداؤد ترمذی۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اگر مرد تری پائے اور احتلام یاد نہ ہو۔ فرمایا اس پر غسل نہیں۔ اُم سلمہؓ نے عرض کیا عورت اس تری کو دیکھے تو اس پر غسل ہے۔ فرمایا عورتیں مردوں کی مثل ہیں۔

ترمذی میں حضرت عائشہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب مرد کے ختنے کی جگہ (حشفہ) عورت کے مقام میں غائب ہوجائے تو غسل واجب ہوجائے گا۔

صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ ان کو رات میں نہانے کی ضرورت ہوجاتی ہے۔ فرمایا وضو کرلو اور عضو کو دھولو پھر سو رہو۔

صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے ''ہیں نبی کریم ﷺ جب جنب میں کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز کا سا وضو فرماتے۔''

مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں کوئی اپنی بیوی کے پاس جا کر دوبارہ جانا چاہے تو وضو کرے۔

ابوداؤد عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فرشتے تین اشخاص سے قریب نہیں ہوتے۔ کافر مردہ، خلوق (زعفران کی خوشبو) اور جنب مگر یہ کہ وضو کرے۔

منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر عضو سے نکلنا سبب فرضیت (غسل) ہے۔

(بہشتی زیور ص۷۴ ۹ مسئلہ نمبر ا)

اگر منی کچھ نکلی اور قبل پیشاب کرنے یا سونے یا چالیس قدم چلنے کے نہا لیا اور نماز پڑھ لی تب بقیہ منی خارج ہوئی تو غسل کرے کہ یہ اسی منی کا حصہ ہے جو اپنے محل سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی تھی۔ پہلے جو نماز پڑھی تھی ہوگئی۔ اس کے اعادہ کی حاجت نہیں۔ اگر چالیس قدم چلنے یا پیشاب کرنے یا سونے کے بعد غسل کیا پھر منی بلا شہوت نکلی تو غسل ضروری نہیں۔ (بہشتی زیور بحوالہ عالمگیری ص ۹ مسئلہ نمبر ۳...... جلد ا)

اگر منی پتلی پڑ گئی کہ پیشاب کے وقت یا ویسے ہی کچھ قطرے بلا شہوت نکل آئیں تو غسل واجب نہیں البتہ وضو ٹوٹ جائے گا۔ (بہشتی زیور ص ۵۹ مسئلہ ۲)

سوتے سے اٹھا اور بدن یا کپڑے پر تری پائی اور اس تری کے منی یا مذی ہونے کا یقین یا احتمال ہو تو غسل واجب ہے اگرچہ خواب یاد نہ ہو۔

اگر یقین ہے کہ نہ منی ہے نہ مذی بلکہ پسینہ یا پیشاب یا ودی یا کچھ اور ہے تو اگرچہ احتلام یاد ہو اور لذت خیال میں ہو غسل واجب نہیں۔ (بہشتی زیور ص ۱۹ حصہ ۱۱)

اگر یقین ہے کہ منی ہی ہے اور مذی کا شک ہے تو اگر خواب میں احتلام ہونا یاد ہے تو غسل واجب ہے اور اگر احتلام ہونا یاد نہیں تو غسل واجب نہیں ہے۔ (بہشتی زیور ص ۱۹ حصہ ۱۱)

اگر احتلام یاد ہے مگر اس کا کوئی اثر کپڑے وغیرہ پر نہیں تو غسل واجب نہیں۔ (بہشتی زیور ص ۱۹ حصہ ۱۱)

اگر سونے سے پہلے شہوت تھی۔ آلہ قائم تھا۔ اب جاگا اور اس کا اثر پایا اور مذی ہونا غالب گمان ہے اور احتلام ہونا یاد نہیں تو غسل واجب نہیں جب تک اس کے منی ہونے کا ظن نہ ہو۔ (بہشتی زور ص ۱۹ حصہ ۱۱)

اگر سونے سے پہلے شہوت بھی نہ تھی یا سونے سے قبل دب چکی تھی اور جو خارج ہوا تھا صاف کر چکا تھا تو منی کے ظن ظالب کی ضرورت نہیں بلکہ محض احتمال منی سے غسل واجب ہو جائے گا۔

(بہشتی زیور ص ۱۹ حصہ ۱۱)

نماز میں شہوت تھی اور منی اترتی ہوئی معلوم ہوئی مگر ابھی باہر نہ نکلی تھی کہ نماز پوری کر لی تب خارج ہوئی تو غسل واجب ہوگا مگر نماز ہو جائے گی۔ (بہشتی زیور ص ۱۹ حصہ ۱۱)

کھڑے یا بیٹھے یا چلتے ہوئے سو گیا۔ آنکھ کھلی تو مذی پائی غسل تو واجب ہے۔

(بہشتی زیور ص ۱۹ حصہ ۱۱)

عورت کو خواب ہوا تو جب تک منی فرج داخل سے نہ نکلے غسل واجب نہیں۔ (بہشتی زیور ص ۱۹ حصہ ۱۱)

مرد و عورت ایک چارپائی پر سوئے، بعد بیداری بستر پر منی پائی گئی اور ان میں ہر ایک احتلام کا منکر ہے۔ احتیاط یہ ہے کہ دونوں غسل کریں، لڑکے کا بلوغ احتلام کے ساتھ ہوا، اس پر غسل واجب ہے۔

(بہشتی زیور ص ۶۰ مسئلہ نمبر ۹)

حشفہ یعنی سرِ ذکر کا عورت کے آگے یا پیچھے یا مرد کے پیچھے داخل ہونا دونوں پر غسل واجب کرتا ہے۔ شہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت، انزال ہو یا نہ ہو۔

(آسان فقہ ص ۱۷ احصہ اول، بہشتی زیور ص ۵۹ مسئلہ نمبر ۳)

عورت نے اپنی فرج میں انگلی یا جانور یا مردے کا ذکر یا کوئی چیز مثلاً بزیا منی وغیرہ کی مثل ذکر کے بنا کر داخل کی تو جب تک انزال نہ ہو غسل واجب نہیں۔

غسل جماع کے بعد عورت کے بدن سے مرد کی بقیہ منی نکلی تو اس سے غسل واجب نہ ہوگا البتہ وضو جاتا رہے گا۔ (بہشتی زور ص ۶۰ مسئلہ نمبر ۷)

عورت کو جنابت ہوئی اور ابھی غسل نہیں کیا تھا کہ حیض شروع ہو گیا تو چاہے اب نہا لے یا بعد حیض ختم ہونے کے۔ (بہشتی زور حصہ دوم ص ۴۹)

جس پر غسل واجب ہے اسے چاہیے کہ غسل میں تاخیر نہ کرے۔ حدیث میں ہے جس گھر میں جنب ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور اگر اتنی دیر کر چکا کہ نماز کا آخر وقت آ گیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے، اب تاخیر کرے گا تو گناہ گار ہوگا، اور کھانا کھانا یا عورت سے جماع کرنا چاہتا ہے تو وضو کرے یا ہاتھ منہ دھو لے اور کلی کرے اور اگر ویسے ہی کھا پی لیا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے، اور اگر بے نہائے یا بے وضو کئے جماع کر لیا تو بھی کچھ گناہ نہیں مگر جس مرد کو احتلام ہوا اسے بے نہائے عورت کے پاس جانا نہیں چاہیے۔ (مفہوم حدیث مشکوۃ)

جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کو مسجد میں جانا، طواف کرنا، قرآن مجید چھونا (اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلو یا چولی چھوئے) یا بے چھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویز لکھنا یا ایسا تعویز چھونا یا ایسی انگوٹھی چھونا یا پہننا جیسے مقطعات کی انگوٹھی سب حرام ہے۔ (آسان فقہ جلد ا ص ۱۱۲)

اگر قرآن عظیم جزدان میں ہو تو جزدان کو ہاتھ لگانے میں کوئی حرج نہیں۔ یونہی رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنا تابع ہو نہ قرآن مجید کا تو جائز ہے۔ کُرتے کی آستین، دوپٹے کا آنچل سے یہاں تک کہ چادر کا ایک کونہ اس کے کندھے پر ہے تب بھی دوسرے کونے سے چھونا حرام ہے۔ یہ سب اس کے تابع ہیں جیسے چولی قرآن مجید کے تابع تھی۔

(بہشتی زیور حصہ دوم ص ۴۸) (آسان فقہ ص ۱۱۲ حصہ اول)

اگر قرآن کی آیت دُعا کی نیت سے یا ترک کیلئے جیسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا ادائے شکر کو یا چھینک کے بعد الحمد للہ رب العالمین یا خبر پریشان پر انا للہ وانا الیہ رجعون کہا یا بہ نیت ثناء پوری سورۃ فاتحہ یا آیت الکرسی یا سورۃ حشر کی پچھلی تین آئتیں اور ان سب صورتوں میں قرآن کی نیت نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ یونہی تینوں قل بلا لفظ قل بہ نیت ثنا پڑھ سکتا ہے۔ اور لفظ قل کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا اگرچہ بہ نیت ثنا ہی ہو کہ اس صورت میں ان کا قرآن ہونا مستعین ہے نیت کو کچھ دخل نہیں۔

(آسان فقہ ص ۱۱۲ حصہ اول)

(۱۰.۱)منی سے پاک کرنے کا طریقہ(Cleansing from Semen) :

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو میں دھوتی پھر حضور ﷺ نماز کو تشریف لے جاتے اور دھونے کا نشان اس میں ہوتا۔ (صحیحین)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو مل ڈالتی، پھر حضور ﷺ اس میں نماز پڑھتے۔

(بخاری ا ص ۳۶ کتاب الوضوء یا غسل المنی وفرکہ الخ) (مسلم)

منی کپڑے میں لگ کر خشک ہوگئی تو فقط مل کر جھاڑنے اور صاف کرنے سے کپڑا پاک ہوجائے گا، چاہے ملنے کے بعد اس کا کچھ اثر کپڑے میں باقی ہی کیوں نہ رہ جائے۔اس میں ہر ایک کی منی شامل ہے، چاہے وہ عورت ہو یا مرد، انسان ہو حیوان، اور تندرست ہو یا مریض، بدن میں اگر منی لگ جائے تو اس طرح پاک ہوجائے گا۔ اگر منی کپڑے میں لگی ہے اور اب تک تر ہے تو دھونے سے پاک ہوگا ملنا کافی نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضور ﷺ نے فرمایا جب آدمی اپنی عورت کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھا اور زور لگایا یہاں تک کہ سپاری غائب ہوگئی تو غسل واجب ہوگیا، خواہ انزال ہو یا نہ ہو، نیز انزال کا وہ حکم منسوخ ہوگیا جو شروع اسلام میں تھا۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۳۹ تا ۴۱)

(۱۱)خواتین کے مسائل

(Problems of women)

(۱.۱۱)خودلذتی (Female masturbation)

س:-میری عمر چوبیس سال ہے۔میری شادی ہونے والی ہے۔میں تیرہ سال کی عمر سے خودلذتی کی عادی رہی ہوں۔کیا یہ مناسب ہوگا کہ میں شادی کے بعد اپنے شوہر کو اس کی اطلاع کردوں؟ کیا اس عادت کی وجہ سے میرا پردہ بکارت پھٹ سکتا ہے؟ ایسی صورت میں میرا شوہر کیا مجھ پر شک وشبہ کرنے لگے گا؟

ج:-جن حالات میں آپ مجبوراً خودلذتی کی عادی ہوگئی ہیں، واضح ہیں۔آپ اپنی اس عادت کا شوہر سے تذکرہ نہ کریں، کہیں وہ کسی غلط فہمی میں نہ پڑ جائیں اور بے وجہ تعلقات خراب ہوجائیں۔عموماً خودلذتی سے بھی پردہ بکارت ضائع نہیں ہوتا۔اور اگر ہو بھی جائے تو خاوند کو مباشرت میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوگا۔بہت ممکن ہے کہ خاوند بھی خودلذتی کے شکار رہے ہوں۔پردہ بکارت کو ماضی میں جو اہمیت دی جاتی تھی وہ اب نہیں دی جاتی۔

(۲.۱۱)ماہواری میں غسل(Bathing during menstruation) :

س:-کیا لڑکیوں کو دورانِ ایام میں غسل کرنا چاہیے؟

ج:-ایام کے دوران میں اعضاء جنسی کی صفائی غیر ایام کے زمانہ سے زیادہ ضروری ہے۔اس حالت میں غسل کوئی مضرت کا باعث نہیں۔اس دوران میں غسل کا نہ کرنا ایک دیرینہ اور بے بنیاد وہم کا نتیجہ ہے۔

(۳.۱۱)جراحی رحم اور جنسی صلاحیت (Hysterectomy and sex) :

س:-بعض عارضوں کی وجہ سے مجھے رحم کو جراحی کے ذریعے نکال دینے کا مشورہ دیا جارہا ہے۔اس عمل سے میری جنسی صلاحیت پر کیا اثر پڑے گا؟

ج:-جنسی لذت دماغ اور اس کے ملحقات کی ذمہ داری ہے۔مگر جنسی تحریک کی ابتداء اعضائے تناسل، خاص کر بظر (CLITORIS) میں ہوتی ہے۔اس حقیقت کی بناء پر رحم کا نکال دینا آپ کی جنسی صلاحیت کو کسی طرح بھی متاثر نہیں کرسکتا۔

(۱۱.۴) بیوی کو دخول میں تکلیف (Vaginismus) :

س:- ہماری شادی ہوئے ایک سال گزر گیا۔ ہم ایک دوسرے کو جنسی طور پر متحرک بھی کرتے ہیں مگر دخول کی کوشش اب تک اس لئے ناکام رہی ہے کہ میری بیوی بے حد تکلیف کا اظہار کرتی ہے اور دخول کی کسی طرح اجازت نہیں دیتی ہے۔ اس کیفیت سے ہم نہ صرف بہتر جنسی لذت سے محروم ہیں بلکہ بچوں سے بھی، جن کے ہم دونوں خواہشمند ہیں؟

ج:- بیان کردہ کیفیت کو اندام نہانی کا تشنج (Vaginismus) کہتے ہیں۔ یعنی دخول کے وقت فرج اور اس کے ملحقات میں تشنج پیدا ہوجانا۔ اس کی وجہ سے دخول تکلیف دہ بلکہ ناممکن ہوجاتا ہے۔ گمان غالب ہے کہ ایسا ہونا ڈر یا تشویش کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایسی تربیت جنسی سے استفادہ کیا جائے جس کی وجہ سے وہ ڈر کی بجائے رغبت کے ساتھ مائل بہ مجامعت ہوجائیں۔ پہلے اپنی انگلی داخل کریں اور جب برداشت ہوجائے تو دو انگلیاں اور آخر میں مکمل مباشرت۔ اگر پھر بھی ٹھیک نہ ہو تو ماہر جنسیات سے رجوع کریں۔

س:- میری عمر ستائیس سال ہے۔ مجامعت کے بعد میری ریڑھ کی ہڈی کے سرے پر تکلیف ہوتی ہے۔ اس کے بعد مجھ میں جنسی رغبت باقی نہیں رہتی، مجھے جب قبض رہتا ہے تو یہ کیفیت زیادہ ہوجاتی ہے۔ میں اپنے خاندانی ڈاکٹر سے اس کا ذکر نہیں کرپاتی۔ آپ کی رہبری باعث شکریہ ہوگی۔

ج:- آپ کی تکلیف جنسی اعضاء سے متعلق معلوم نہیں ہوتی۔ قبض یا بواسیر اس کے ممکنہ اسباب ہوسکتے ہیں۔ آپ اپنی ذہنی رکاوٹ دور کرکے کسی خاتون معالج سے رجوع کریں تو صحیح تشخیص کی جاسکے گی۔

س:- میری عمر ۲۸ سال ہے اور میری بیوی کی عمر ۲۹ سال ہے۔ ہماری شادی کو دو ہفتے ہوئے۔ میری بیوی مجامعت سے بے حد خائف ہے۔ وہ بُری طرح اکڑ جاتی ہے۔ اس کے اعضائے تناسل میں چکنائی بھی پیدا نہیں ہوتی اس کیفیت کی وجہ سے میں جنسی الجھن اور عدم تشفی محسوس کرتا ہوں۔ کیا آپ ہماری مدد کرسکتے ہیں؟

ج:- آپ کا اس قدر دیر سے شادی کرنا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ آپ دونوں جذباتی طور پر رکاوٹوں کے شکار رہے ہیں۔ اس میں بھی بہت شبہ ہے کہ آپ کی بیوی مجامعت سے متعلق طرح طرح کی روائتی غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔ لاعلمی آپ کے مسئلہ کا سبب ہے۔ یہ ایک قابل علاج کیفیت ہے۔ کسی

خاتون یا ماہر جنسی امراض سے رجوع کریں۔ یہ کیفیت اندام نہانی کے پٹھوں میں اکڑاؤ (Vaginismus) کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

س:- ہماری شادی ہوئے چھ مہینے گزر گئے مگر میری بیوی ابھی تک باکرہ ہے۔ مجامعت میں بیوی کو سخت تکلیف ہونے کی وجہ سے میں اب تک دخول نہیں کرپاتا۔ ہم بچے کے خواہشمند ہیں۔ آپ کے مشورہ کے شکرگزار رہوں گے۔

ج:- اگر بیوی میں مجامعت کا غیر ضروری ڈر کارفرما ہے تو اس کا علاج ضروری ہے، اندرونی معائنہ بھی ضروری ہے تاکہ معلوم ہو کہ کسی بیماری کی وجہ سے تو ایسا نہیں ہے؟ عموماً اس کی وجہ اندام نہانی کا غیر معمولی اکڑاؤ (Vaginismus) ہوتا ہے، جو کہ علاج سے ٹھیک ہوجاتا ہے۔

س:- ہماری شادی ہوئے ایک سال گزر گیا۔ ہم ایک دوسرے کو جنسی طور پر متحرک بھی کرتے ہیں مگر دخول کی کوشش اب تک اس لئے ناکام رہی ہے کہ میری بیوی بے حد تکلیف کا اظہار کرتی ہے اور دخول کی کسی طرح اجازت نہیں دیتی۔ اس کیفیت سے ہم نہ صرف بہتر جنسی لذت سے محروم ہیں بلکہ بچوں سے بھی جن کے ہم دونوں خواہشمند ہیں؟

ج:- بیان کردہ کیفیت کو تشنج (VAGINISMUS) کہتے ہیں۔ یعنی دخول کے وقت فرج اور اس کے ملحقات میں تشنج پیدا ہوجانا۔ اس کی وجہ سے دخول تکلیف دہ اور ناممکن ہوجاتا ہے۔ گمان غالب ہے کہ ایسا ہونا ڈر یا تشویش کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایسی تربیت جنسی سے استفادہ کیا جائے جس کی وجہ سے وہ ڈر کی بجائے رغبت کے ساتھ مائل بہ مجامعت ہوجائیں۔ پہلے اپنی انگلی داخل کریں اور جب برداشت ہوجائے تو دو انگلیاں اور آخر میں مکمل مباشرت۔

(۱۱.۵) عورت میں لذت انزال (Female orgasm) :

س:- میری بیوی دورانِ مجامعت اکثر انتہائے لذت (Orgasm) تک نہیں پہنچتی۔ یہ دونوں کیلئے الجھن کا باعث ہے۔ کیا آپ برائے مہربانی اس کا کوئی حل بتاسکتے ہیں؟

ج:- خواتین اکثر انتہائے لذت تک نہیں پہنچتیں، البتہ اگر بظر کو مس کیا جائے تو بہتر نتائج حاصل ہوسکتے ہیں۔

س:- میں نے سنا ہے بعض عورتوں کو ایک ہی مجامعت کے دوران کئی بار لذت انزال محسوس ہوتی ہے۔ کیا یہ کیفیت غیر طبعی ہے؟

ج:- اگر مجامعت پوری ہم آہنگی کے ساتھ ہو تو عورت کا کئی بار لذت انزال محسوس کرنا ممکن ہے۔ یہ کیفیت کمیاب ہے اور اس کی ہر شادی شدہ جوڑے کو کوشش کرنی چاہیے۔

س:- ہماری شادی ہوئے پچیس سال ہو گئے۔ ہم صاحب اولاد ہیں۔ ہمارے بچوں کی بھی شادیاں ہو گئی ہیں۔ چند سال تک میری بیوی مجامعت کے دوران انتہائے لذت کو نہیں پہنچتی تھی، مگر دو سال قبل انہوں نے یہ کیفیت محسوس کی اور اس کا اظہار بھی کیا۔ اس کے بعد ہر مجامعت کے دوران کئی بار انتہائے لذت کو پہنچنے لگیں، کیا یہ ان کی صحت کیلئے مضر تو نہیں؟

ج:- آپ کی بیوی کو مجامعت کا صحیح طریقہ سیکھنے کی ضرورت تھی۔ کسی نہ کسی رکاوٹ یا ڈر کی وجہ سے۔ آپ دونوں اس کیفیت سے استفادہ کرتے ہوئے، خدا کا شکر ادا کریں۔

س:- میں کئی عورتوں سے ازدواج منسلک رہا ہوں۔ عورت کی انتہائے لذت کے وقت میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی رطوبت خارج ہو رہی ہے۔ کیا عورت کو مرد کے مماثل انزال ہوتا ہے؟

ج:- یہ ایک عام غلط فہمی ہے کہ عورت کو انتہائے لذت کے وقت مرد کے مماثل انزال ہوتا ہے۔ عورت کے جسم سے کوئی چیز نازل اور خارج نہیں ہوتی۔ البتہ جنسی ہیجان اور انتہائے لذت کے وقت عورت کے اعضائے تناسل میں رطوبت نمایاں ہوتی ہے۔ یہ رطوبت کسی کو کم اور کسی کو زیادہ نکلتی ہے۔ اس کو غلطی سے عورت کا انزال کہا جاتا ہے۔ البتہ جدید تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ کچھ رطوبت کا انزال بھی ہوتا ہے۔

س:- میری عمر اکیس سال ہے۔ ہماری شادی ہوئے چار سال ہوئے۔ مجھے کبھی جنسی لذت محسوس ہی نہیں ہوئی۔ مجھے نہ جنسی احساسات ہیں اور نہ خواہش۔ میرے شوہر کو اس کا علم نہیں ہے کہ میں مجامعت سے لطف اندوز نہیں ہوتی۔ کیا مجھے یہ بات شوہر سے کہہ دینی چاہیے؟ کیا کوئی غذا ایسی ہے جس سے جنسی تحریک پیدا ہو سکے؟

ج:- کسی غذا کا جنسی محرک ہونا محض خیال ہی خیال ہے۔ اس غرض کیلئے ادویات بے سود ہی نہیں بلکہ مخدوش بھی ہو سکتی ہیں۔ چار سال تک ازدواج میں منسلک رہنے کے بعد اگر آپ کے شوہر کو آپ کی برودت کا علم نہیں تو حیرت کی بات ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ جنسی معاملات میں یا تو آپ کی تربیت نہیں

ہوئی یا آپ نے جو کچھ بھی ادھر اُدھر سے سنا ہے وہ ڈر اور خوف پیدا کرنے والی باتوں کے سوا کچھ بھی نہیں، اس پس منظر میں آپ نے مجامعت سے متعلق معلومات حاصل نہیں کیں۔ اور مجامعت کو بادل نخواستہ قبول کر لیا۔ آپ از سر نو مجامعت کے طریقے سے واقف ہونے کی کوشش کریں تو آپ کی جنسی زندگی خوشگوار ہو سکتی ہے۔ اگر اس کے بعد بھی کیفیت بہتر نہ ہو تو جنسی معالج سے رجوع کریں۔

(۱۱.۶) حمل اور عمر (The right age for pregnancy) :

س:- کیا یہ درست ہے کہ عورت کی بار آوری کی صلاحیت عمر کے تیسرے اور چوتھے عشرے یعنی چالیس سال کے بعد کم ہو جاتی ہے؟

ج:- عورت کی خرابی صحت، نظام توالد و تناسل کی خرابی اور عمر کے بڑھنے کی وجہ سے یہ صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ بار آوری کی صلاحیت تیس چالیس کے بعد عموماً کم اور اس کے بعد مزید کم ہو جاتی ہے۔ پچاس سال کے بعد عورت شاذ ہی حاملہ ہوتی ہے۔ البتہ آج کل جدید علاج کے ذریعے یہ ممکن ہے کہ ساٹھ (۶۰) سال کی خاتون بھی بچہ پیدا کرے۔

(۱۱.۷) حمل اور خسرہ (Measles in pregnancy) :

س:- مجھے خسرہ پہلے نکل چکی ہے۔ اس وقت مجھے پانچ مہینے کا حمل ہے۔ چند روز قبل مجھے ایسے گھر میں جانے کا اتفاق ہوا تھا جہاں ایک خسرہ کا مریض تھا۔ یہ سن کر کہ اگر ماں کو دوران حمل میں خسرہ نکلے تو بچہ اندھا یا کوئی خرابی لے کر پیدا ہوتا ہے، کیا مجھے اس قسم کا کوئی خطرہ تو نہیں؟

ج:- چونکہ آپ کو خسرہ نکل چکی ہے، اس لئے آپ کو دوبارہ اس مرض کے ہونے کا امکان نہیں۔ اگر آپ کو حمل کے پہلے تین مہینوں میں خسرہ نکلی ہوتی تو بچے پر اس کا اثر ہونے کا امکان تھا۔ آپ اس ڈر کو اپنے دل سے نکال دیجئے۔

(۱۲) روزہ اور جنسی اعمال

(Sex during fasting)

(۱۲.۱) مردوں کے لئے (Male problems) :

ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں روزہ نہیں توڑتیں پچھنا، قے اور احتلام (ابوداؤد)

بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا۔ روزہ فاسد نہ ہوا خواہ وہ روزہ فرض ہو یا نفل، اور روزے کی نیت سے پہلے پانی پئیں یا بعد میں۔ (درمختار۔ دوالمختار)

بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ یونہی عورت کی طرف بلکہ اس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور انزال ہو گیا، اگرچہ بار بار نظر کرنے یا جماع وغیرہ کے خیال کرنے سے انزال ہوا، اگرچہ دیر تک خیال جمانے سے ایسا ہوا ہو، ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹا۔ (جوہرہ درمختار)

چوپایہ یا مردہ سے جماع کیا اور انزال نہ ہوا تو روزہ نہ گیا اور انزال ہو گیا تو جاتا رہا۔ جانور کا بوسہ لیا، اس کے فرج کو چھوا تو روزہ نہ گیا، اگرچہ انزال ہو گیا۔ (درمختار)

احتلام ہوا یا مشت زنی کی تو روزہ نہ گیا۔ (درمختار)

جنابت کی حالت میں صبح کی بلکہ اگر سارے دن جنب رہا روزہ نہ گیا۔ مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ وحرام ہے۔ (درمختار)

کھانے پینے اور جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو (عامہ کتب) کوئی چیز پاخانہ کے مقام میں رکھی اگر اس کا دوسرا سرا باہر رہا تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر دوسرا سرا بھی اندر چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ لیکن اگر وہ تر ہے اور اس کی رطوبت اندر پہنچی تو مطلقاً جاتا رہا۔ یہی حکم شرمگاہوں کا ہے، شرمگاہ سے مراد اس باب میں فرج داخل ہے۔ (درمختار۔ عالمگیری)

عورت کا بوسہ لیا یا چھوا یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور انزال ہو گیا تو روزہ جاتا رہا۔

عورت نے مرد کو چھوا اور انزال ہو گیا تو روزہ نہ گیا۔ عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھوا اور کپڑا اتنا

دبیز ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو فاسد نہ ہوا۔ اگرچہ انزال ہو گیا۔ (عالمگیری)

صبح سے پہلے یا بھول کر جماع میں مشغول تھا، صبح ہوتے ہی یاد آنے پر فوراً جدا ہو گیا تو کچھ نہیں اور اسی حالت پر رہا تو قضا واجب ہے، کفارہ نہیں۔ (درمختار۔ دوالمختار)

عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہوگا۔ ہونٹ اور زبان چوسنا روزہ میں مطلقاً مکروہ ہے۔ یوں ہی مباشرت فاحشہ بھی۔ (دوالمختار)

اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ معتکف پر لازم ہے کہ نہ مریض کی عیادت کو جائے۔ نہ جنازہ میں حاضر ہو۔ نہ عورت کو ہاتھ لگائے اور نہ اسے مباشرت کرے اور نہ حاجت کیلئے جائے، مگر اس حاجت کیلئے جاسکتا ہے جو ضروری ہے، اور اعتکاف بغیر روزے کے نہیں، اور اعتکاف جماعت والی مسجد میں کرے۔ (ابوداؤد)

(۱۲.۲) خواتین کے لئے (Female problems) :

عورت نے پیشاب کے مقام میں روئی یا کپڑا رکھا اور سب کا سب اندر چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (عالمگیری۔ درمختار)

عورت نے بالغ یا مجنوں سے وطی (ہمبستری) کرائی یا مرد کو وطی (ہمبستری) کرنے پر مجبور کیا تو عورت پر کفارہ واجب ہے مرد پر نہیں۔ (عالمگیری)

روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ممکن ہو تو ایک باندی یا غلام آزاد کرے، یہ نہ کر سکے تو متواتر ۶۰ روزے رکھے، یہ نہ کر سکے تو ۶۰ مساکین کو پیٹ بھر کر دونوں وقت کھانا کھلائے۔ اگر درمیان میں ایک روزہ بھی چھوٹ گیا تو دوبارہ ۶۰ روزے رکھے، چاہے بیماری ہی سے چھوٹ گیا ہو۔ مگر عورت کو حیض آ جائے اور حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے اس کی وجہ سے دوبارہ شروع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے پہلے اور بعد کے جمع کر کے ۶۰ پورے کرنے چاہیں۔ (کتب کثیرہ)

حضرت انس بن مالک کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (یعنی چار رکعت والی دو پڑھے گا) اور مسافر اور دودھ پلانے

والی اور حاملہ سے روزہ معاف فرمادیا کہ ان کو اجازت ہے کہ اس وقت نہ رکھیں مگر بعد میں وہ مقدار پوری کرلیں۔ (ابوداؤد۔ترمذی۔نسائی۔ابن ماجہ)

حیض ونفاس والی خاتون کو اختیار ہے کہ چھپ کر کھائے یا ظاہرا۔روزہ دار کی طرح رہنا اس کیلئے ضروری نہیں۔ (جوہرہ)

شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی عورت نفل اور سنت کے روزے نہ رکھے،اور اگر رکھ لے تو شوہر کے کہنے پر توڑ دے،مگر توڑے گی تو قضا واجب ہوگی،مگر اس کیلئے بھی شوہر کی اجازت ضروری ہے،الاّ یہ کہ شوہر سے جدائی ہوجائے،یعنی طلاق بائین ہوجائے یا مر جائے یا سفر میں ہو۔اگر شوہر کا حرج نہ ہو مثلاً شوہر بیمار ہے یا احرام میں ہے تو شوہر کی اجازت کے بغیر بھی قضا رکھ سکتی ہے چاہے شوہر منع کرے۔ رمضان اور قضائے رمضان کیلئے بھی اجازت کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس کی ممانعت کے باوجود رکھ سکتی ہے،البتہ نفل روزے جدائی اور بیماری وغیرہ میں بغیر اجازت رکھ سکتی ہے۔ (درمختار)

(۱۳)نفسیاتی نشوونما

(Psychological Development)

تعارف:

خودشناسی،خداشناسی کا بہترین ذریعہ ہے۔اگر اس مقولہ کو سنتے ہی آپ کا ردعمل یہ ہو کہ بلاشبہ میں اپنے آپ کو خوب جانتا ہوں یا یہ کہ اس میں کونسی نئی بات کہی گئی ہے تو آپ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ کا ہر قول وفعل معقول بنیاد پر مبنی ہے۔

ایک لمحہ کیلئے غور کیجئے آپ کے اپنے متعلق کوئی ایسی بات ہے جو آپ کی سمجھ میں نہیں آتی۔کیا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کسی شخص یا جگہ کا نام جس سے آپ مانوس تھے یاد نہیں کر پاتے؟ پھر بہت دیر بعد جب آپ کسی اور کام میں مشغول ہوں وہ نام آپ کو اچانک یاد آ گیا ہو؟ آپ پر ایسے غیر معمولی دن بھی گزرے ہوں گے جب بظاہر کسی خرابی کے بغیر آپ نے اپنے بھائی، بہن، ماں، باپ کے ساتھ چڑچڑے پن کا اظہار کیا ہوگا،مگر اس کیفیت کی کوئی وجہ آپ کی سمجھ میں نہ آئی ہوگی؟

کبھی ایسا بھی ہوا ہوگا کہ آپ نے یہ محسوس کرتے ہوئے بھی کہ کسی کام کو نہ کرنا چاہے کرلیا ہوگا۔ خود آپ کا یہ فیصلہ تھا کہ یہ عمل آپ کو نہیں کرنا چاہیے،لیکن اس کے باوجود آپ کر گزرے۔کیا آپ نے کبھی کسی سے ملتے ہی نفرت کا احساس نہیں کیا؟ اس عمل کیلئے آپ نے یہ دلیل پیش کرنے کی کوشش کی ہوگی کہ شخص مذکور میں فلاں خرابی ہے مگر سنجیدگی سے محاسبہ کرنے پر آپ ایسی کوئی خرابی نہیں بتا سکے ہوں گے۔بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہوگا کہ آپ ایک غلطی بار بار کرتے گئے،مثلاً کسی معمولی حساب میں غلطی۔ یا یہ کہ ذرا ذراسی بات پر غیر ضروری غصے کا اظہار کیا ہو۔

یہ بھی ممکن ہے کہ آپ طرح طرح کے ڈر میں مبتلا ہوں۔مثلاً چوہے،چھپکلی یا جھینگر کی موجودگی میں چیخ اٹھیں یا اندھیرے میں ڈر گئے ہوں گے۔کسی وقت خون کے چند قطرے دیکھ کر آپ کو چکر آ گیا ہوگا۔ الغرض اس طرح کے سینکڑوں مواقع پر کیا آپ اپنے عمل یا ردعمل کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں؟

(۱.۱۳) معتدل انسان (Normal Person) :

بسا اوقات لوگ عجیب وغریب پسند ناپسند کے عادی ہوتے ہیں۔ حالات کا غلط موازنہ کرتے ہیں، بھولتے ہیں اور طرح طرح کے ڈر یا مخصوص حرکات کا اظہار کرتے ہیں۔ گو کہ ان کا سمجھنا اکثر معمہ بنا ہوا ہوتا ہے مگر اس کے باوجود وہ معتدل (Normal) سمجھے جاتے ہیں۔ چونکہ ہم سب اپنے آپ سے دلچسپی رکھتے ہیں اس لئے آپ کو اور اپنے اعمال کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ ایسے ماہرین کو جو انسانی شخصیت اور اعمال کو سمجھتے ہیں ''ماہرین نفسیات'' کہا جاتا ہے۔ یہ ماہرین قوانین فطرت سے واقف ہونے کی وجہ سے ہر عمل اور اس کے سبب کو سمجھنے کے قابل ہوتے ہیں۔

انسان ایک بہت ہی پیچیدہ عضویہ ہے۔ ایک ناواقف انسان کیلئے ریڈیو یا موٹر کار کی ساخت معمہ ہوتی ہے۔ ہم میں سے اکثر کو ایٹم بم کی کارکردگی سمجھ میں نہیں آتی، مگر ان ساری مشینوں کے مقابلہ میں انسانی مشین کہیں زیادہ پیچیدہ ہے۔ ہماری کروڑوں کی آبادی میں کوئی دو انسان ایک طرح کے نہیں، ہم ایک دوسرے سے ایسے مختلف ہیں کہ ایک موقع پر کوئی دو انسانوں کا ردعمل بالکل یکساں نہیں ہوتا۔

ہمارے اعمال کی پیچیدگی کے دو اسباب ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہماری دماغی نفسیات انتہائی پیچیدہ ہے اور دوسرے وہ واقعات، تجربات اور ماحول جس میں ہم رہتے، بستے ہیں ہماری شخصیت کی صورت گری کرتے ہیں۔

ہمارا جسم ان گنت خلیوں سے تعمیر ہوتا ہے۔ ان تمام اعضاء میں نظام دماغ و اعصاب سب سے زیادہ پیچیدہ ہے۔ یہ کئی طرح کے اعصاب (ٹیلی گرافی تار) کے جال پر مشتمل ہے، جو سارے جسم میں پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ تار حواسِ خمسہ (سننا، دیکھنا، سونگھنا، چکھنا اور چھونا) کے ذریعے مختلف احساسات کو دماغ تک پہنچاتے ہیں۔ جواباً دوسرے اعصاب کے ذریعے دماغ اپنے احکام مختلف اعضاء اور عضلات تک پہنچاتا ہے، جو عمل کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ دماغ تنہا کام نہیں کرتا۔ اس کی حیثیت مرکز (ہیڈکوارٹر) کی سی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے وہ احساسات کے ذریعے باہر سے تاثرات قبول کرتا ہے اور اسی مناسبت سے احکام جاری کرتا ہے۔ گو کہ ہماری جسمانی ساخت ایک سی ہوتی ہے لیکن مرکز کے مختلف ردعمل کی وجہ سے ہمارے اعمال میں کچھ اختلاف ہوتا ہے۔

اس اختلاف کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہماری کم سنی، لڑکپن اور جوانی میں ہم کو مختلف ماحول اور کیفیات سے سابقہ پڑتا ہے، مختلف واقعات ہم پر اپنے اثرات چھوڑتے ہیں، جو رفتہ رفتہ ہماری شخصیت کو متاثر کر کے ہمارے احساسات، خیالات اور اعمال کی صورت گری کرتے ہیں۔ ابتدائی زندگی میں ہمارے اطراف کے لوگوں سے تعلقات اور تجربات یعنی والدین، بھائی بہن، دادا، دادی، نانا، نانی مدرسین، ہم عمر اور ہم جماعت، سب کے سب ہماری شخصیت کی تعمیر کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ ان لوگوں سے ہمارا باہمی تعلق، ہماری پسندیدگی یا ناپسندیدگی، محبت یا نفرت وغیرہ کا اثر ہماری شخصیت پر پڑتا ہے۔

مگر ایک ہی گھرانے میں بچے ایک دوسرے سے مختلف بھی ہوتے ہیں، باوجود اس کے کہ وہ ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہوتے ہیں، ایک ہی گھر اور ماحول میں پرورش پاتے اور ایک ہی اسکول میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ وہ ساخت کی بنا پر مختلف ہوسکتے ہیں۔ مثلاً کوئی لانبا، کوئی گٹا، کوئی موٹا اور کوئی دبلا وغیرہ۔ لیکن جسمانی ساخت سے زیادہ گردونواح کے باہمی تعلقات اور تجربات کی بنا پر فرق ہوتا ہے۔

آپ یہ کہیں کہ اپنے متعلق یہ معلومات ضروری نہیں ہیں۔ یہ درست ہے کہ آپ موٹر کار کے انجن کی تفصیلات سے ناواقف رہ کر بھی موٹر چلا سکتے ہیں۔ مگر موٹر کی کارکردگی سے واقف ہو کر اس کی بہتر نگہداشت کر سکتے ہیں۔ نہ صرف موٹر کی کارکردگی بہتر ہوگی بلکہ وہ زیادہ دیر تک اور اچھی طرح کام دے سکے گا۔ چونکہ آپ کو زندگی کی ذمہ داریاں قبول کرنی ہیں اور کسی نہ کسی وقت رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر ازدواجی ذمہ داریوں، شریک زندگی سے ہم آہنگی، بچوں کی پرورش و نگہداشت اور گھر کی دیکھ بھال وغیرہ سے عہدہ برآ ہونا ہے، اس لئے آپ کیلئے یہ معلومات بہت ضروری ہیں۔ آپ کو اپنے متعلق جس قدر معلومات حاصل ہوں گی آپ اسی قدر ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوسکیں گے۔ آپ اپنے گردوپیش کے لوگوں سے جس قدر اچھی طرح واقف ہوں گے اسی قدر ان سے معاملہ کرنے میں آسانی اور کامیابی ہوگی۔

(۱۴) شخصیت

(Personality)

شخصیت کا لفظ عموماً محدود معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ شخصیت سے مُراد کسی کی دیدہ زیبی سمجھی جاتی ہے۔ شخصیت کے اس عام تصور کے علاوہ انسانی اعمال کے ماہرین کے نزدیک شخصیت سے مُراد مکمل شخص ہوتا ہے۔ یعنی، قلب، معدہ، ہاتھ، پیر، بال، آنکھ، ناک، خیالات، احساسات اور اعمال وغیرہ۔ اس میں انسان کی محبت، نفرت، پسند اور ناپسند، صلاحیتیں اور دلچسپیاں، عمل اور ردِعمل، حافظہ وغیرہ شامل ہیں۔ بہ الفاظِ دیگر شخصیت انسان کے ماضی، حال اور مستقبل سے متعلق ہر پہلو کا مجموعہ ہے۔

شخصیت وجود کا کوئی ایسا جز نہیں جو کسی ایک حصہ جسم کا نام ہو۔ یہ آپ اور مکمل آپ کا دوسرا نام ہے۔ آپ ایک ایسی دُنیا میں جیتے ہیں جو والدین، اساتذہ، گھر، مدرسہ، احباب، پڑھنے لکھنے وغیرہ پر مشتمل ہے۔ آپ کے گردونواح میں بے شمار اشیاء اور مختلف لوگ ہیں جن سے آپ کا ماحول بنتا ہے، ان میں اور آپ کی شخصیت کے درمیان ہر لمحے ردِعمل جاری ہے۔ یہ ماحول بھی تبدیل پذیر ہے۔ آپ ہر وقت نئے لوگوں سے ملتے ہیں، اور مختلف نوعیت کے کام کرتے ہیں۔ جب ماحول بدلتا ہے تو اس کے ساتھ ہی ساتھ شخصیت کا ردِعمل بھی بدلتا ہے، مثلاً ایک خوشگوار دعوت میں آپ کا جو ردِعمل ہوتا ہے وہ اس کے برخلاف ہوتا ہے جو کسی ایسے مُدرس کے سوال پر ہو جس کو آپ پسند نہیں کرتے۔

انسان کو عام طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، جسم اور ذہن۔ یہ نظریہ پوری طرح درست نہیں۔ جسم اور ذہن علیحدہ علیحدہ عمل نہیں کرتے، اسی لئے ان میں ہر ایک کا بالکل الگ تصور ممکن نہیں۔ ذہنی کارکردگی جسمانی حالت سے منسلک ہوتی ہے، اس لئے شخصیت کے تصور میں مکمل فرد اور اس کے سارے عمل اور ردِعمل شامل ہیں۔

(۱۴.۱) شعور اور لاشعور (Conscious and Unconscious) :

ہم سے بہت سی ایسی حرکتیں سرزد ہوتی ہیں جن کو ہم آسانی سے سمجھ یا سمجھا نہیں سکتے۔ دراصل ہم میں سے کوئی بھی اپنے آپ کو پوری طرح نہیں سمجھ سکتا۔ اہم بات یہ ہے کہ ہماری شخصیت کا بیشتر حصہ

ہمارے ارادے اور اختیار کے تابع نہیں۔ اس کیفیت کو بیان کرنے کیلئے ماہرین نفسیات نے شخصیت کو دو حصّوں میں تقسیم کیا ہے یعنی شعور اور لاشعور۔ شعور ان اعمال کو کہا گیا ہے جن کے متعلق ہمیں علم ہو اور وہ ہمارے اختیار میں ہوں۔ اس کے برخلاف لاشعور ان ذہنی اعمال کو کہتے ہیں جو ہمارے علم کے بغیر جاری رہتے ہیں اور جن پر ہمیں قابو نہیں ہوتا۔

شعور کے مقابلے میں لاشعور شخصیت کا بڑا حصّہ ہے۔ شعور کو سمندر کی سطح اور لاشعور کو زیرِ سطح کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ لاشعور میں طفلی اور بچپن کے سارے تجربات دفن ہو جاتے ہیں۔ اکثر لوگ تین تا چار سال کی عمر سے قبل کے واقعات کو بالکل بھول جاتے ہیں یا ان کی ایک موہوم سی یاد باقی رہتی ہے۔ اس کے باوجود اوائل عمری کے تجربات شخصیت کی نشوونما پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔

ہمارے احساسات اور خیالات کا محرک لاشعور ہی کی توانائی ہوتی ہے۔ اس میں بھولے ہوئے واقعات اور دبی ہوئی خواہشات عموماً ابھرتی ہیں اور مختلف خیالات اور اعمال کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ ہر وہ خیال جو ہمارے شعور کو ناپسند ہوتا ہے لاشعور میں دبا دیا جاتا ہے۔ لاشعور ایک ایسی پس پردہ قوت ہے جس سے انسان کی محبت، نفرت یا ہر دوسرا عمل متاثر ہوتا ہے۔

(۱۴.۲) جذباتی اور جنسی نشوونما (Emotional and Sexual Development) :

طفلی کے دور سے ذہنی اور جذباتی پختگی کے بالغ دور تک بہت سی تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ یہ تبدیلیاں عمر بھر جاری رہتی ہیں، مگر زندگی کے پہلے دس سال میں یہ بہت تیز ہوتی ہیں۔ زندگی کے پہلے چند سال کے تجربات بچے کی شخصیت کو بہت متاثر کرتے ہیں۔ سب سے پہلے تو غذا کے حصول کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ کم از کم ایک سال تک یہ مسئلہ سب سے زیادہ اہم ہوتا ہے۔ بچے کے بھوک کی تسکین، غذا کے مزے اور چوسنے سے ایک خاص تشفی ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ماں کی توجہ اور لپٹنا اس کی ایک اہم ضرورت کی تکمیل کرتے ہیں۔ ان تشفیات کی موجودگی یا غیر موجودگی بچے پر اہم نقوش چھوڑتی ہے۔

تین اور پانچ سال کے درمیان ایک اور چیز بچے کی دلچسپی کا مرکز بن جاتی ہے۔ وہ جنس کے متعلق تجسس کرنے لگتا ہے۔ ماں اور باپ میں فرق کیوں ہے؟ بچے کہاں سے آتے ہیں؟ ان سوالات کے

جوابات جس طرح دیئے جاتے ہیں اور بچہ جوابات سے جس طرح متاثر ہوتا ہے وہ ابھرتی ہوئی شخصیت پر اثر چھوڑتے ہیں۔ ماں باپ سے یہ ابتدائی تعلق آئندہ چل کر اپنے ہم جنسوں اور جنسِ مخالف کے ساتھ تعلقات کی بنیاد ہوتا ہے۔ بہ الفاظِ دیگر بچے سے ماں باپ کا تعلق آئندہ کے تعلقات کیلئے خشتِ اول بن جاتا ہے۔

چھوٹے بچے صرف اپنے آپ سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ وہ دوسروں کی توجہ حاصل کرنے کیلئے ہر ممکنہ طریقہ اختیار کرتے ہیں۔

بارہ برس کے بعد لڑکیاں اور لڑکے اپنے آپ پر زیادہ توجہ دیتے اور اپنی آرائش وزیبائش سے دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ اپنے اعضائے تناسل کو مس کرتے ہیں اور خودلذتی **(Masturbation)** میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اکثر ماں باپ بچوں سے جنسی معاملات پر گفتگو نہیں کر سکتے۔ لڑکیاں اور لڑکے بھی یہ اندازہ کر لیتے ہیں کہ ان کی جنسی دلچسپی ماں باپ کی خوشنودی کا باعث نہیں۔ نتیجتاً ماں باپ اور بچوں کے درمیان خودلذتی معرضِ گفتگو ہی میں نہیں آتی اور وہ ایک راز بن کر رہ جاتی ہے۔ اگر کبھی گفتگو ہوئی بھی تو بچے کو ڈرایا دھمکایا جاتا ہے۔ حالانکہ خودلذتی (جلق) سے جسمانی طور پر نقصان نہیں پہنچتا مگر اس کے راز اور معمہ بنے رہنے سے اور گناہ اور شدید نقصان کی غلط فہمی سخت الجھن کا باعث بن جاتی ہے۔

اس کے بعد بلوغ کا دور شروع ہوتا ہے، جس میں لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے سے رغبت اور توجہ کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔ جنسِ مخالف کی خوبصورتی، کشش اور محبت لڑکوں اور لڑکیوں کو متحرک کرتی ہے۔

اگر آپ لڑکے ہوں تو آپ کا دوسرے لڑکوں سے تعلق کا انحصار اس پر ہوتا ہے کہ آپ کے اور آپ کے باپ کے درمیان بچپن میں تعلق کس طرح رہا۔ اگر آپ لڑکی ہیں تو دوسری لڑکیوں سے آپ کے تعلق کا انحصار آپ کے ماں سے تعلقات پر ہے۔ آپ کے دیگر اہلِ خاندان آپ کے اور آپ کے دوستوں کے متعلق جو خیالات رکھتے ہوں یا جس حد تک تعلقات کو گوارا رکھتے ہوں، اس پر بھی آپ کے باہمی تعلقات نشوونما پاتے ہیں۔ لڑکے اور لڑکیاں اپنے طرزِ عمل کی تشکیل اپنے والدین کے روزمرہ برتاؤ کو دیکھ کر کرتے ہیں۔

نوجوانوں کی بڑھتی ہوئی خودمختاری اور فکر وعمل کا تنوع اس دور کیلئے کوئی اچنبھا نہیں بلکہ صحت مند نشوونما کی یہ ایک نشانی ہے، اس لئے اس کی حوصلہ شکنی نہیں کرنا چاہیے۔ مگر ذمہ داریوں کا بوجھ رفتہ رفتہ

بڑھانا چاہیے، قبل از وقت بہت بھاری ذمہ داریوں کا بوجھ نہیں دینا چاہیے۔ اس صورت میں نوجوان مجروح ہوجاتے ہیں۔ ان میں سے چند ٹھوکریں کھا کر، گرتے پڑتے، زندگی کی آئندہ منازل طے کرنے کے قابل ہو ہی جاتے ہیں اور بعض اسی دور میں ناکام ہو کر، عمر بھر کیلئے، کوئی بھی ذمہ داری قبول کرنے کے قابل نہیں رہتے۔

ابھرتی ہوئی شخصیت بلوغ کے دور میں اوپر بیان کئے گئے تمام مدارج کا مجموعہ ہوتی ہے۔ خودغرضی کا مظاہرہ اور جنسِ مخالف کو راغب کرنے کی تدابیر، دعوتوں میں اچھا پہننے اور اپنے آپ کو دلکش بنانے کیلئے کوشش، کسی خاص لڑکے یا لڑکی کو اپنا مرکزِ توجہ بنانا، یہ سب تیاری ہے آئندہ سفرِ زندگی کی، جو بالآخر ازدواج اور خاندان کی شکل میں رونما ہوتا ہے۔

اپنے آپ کو اچھی طرح سمجھنے کا انحصار ابتدائی زندگی کے تعلقات پر منحصر ہے۔ مثال کے طور پر کسی لڑکے کا طرزِ عمل بڑی عمر کے ایک لڑکے کے ساتھ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ بڑے بھائی کے ساتھ ہے۔ اگر بھائی سے محبت یا نفرت کی ہو تو اپنے سے بڑی عمر کے ہر شخص کے ساتھ بھی عمل وہی ہوگا، یعنی لاشعور ہر بار ماضی کی خوشگواری یا ناگواری یاد دلائے گا۔

ادھیڑ اور بوڑھوں کے ساتھ برتاؤ وہی ہوگا جو والدین کے ساتھ تھا، جو لڑکا اپنے باپ کے سخت گیر طرزِ عمل کا شکار رہا ہو وہ اس شخص سے بغاوت کرے گا جو اس کو اپنے زیرِ اثر رکھنا چاہتا ہے۔ مثلاً استاد، فوجی افسر یا حاکم، گو کہ وہ اپنی مخاصمت کیلئے عقلی دلائل کا انبار لگا دے گا۔

آپ پر اب یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ ہر عمل میں انسانی تعلقات کو کس قدر گہرا دخل ہے اور اکثر ان کا ظاہر باطن سے کس قدر مختلف ہوتا ہے۔ دوسرے لوگوں کے ردِ عمل کی بنیاد شخصیت میں بہت پہلے پڑی ہوئی ہوتی ہے۔

(۱۴۔۳) شخصیت اور ماحول (Individual and Society) :

شخصیت اور ماحول میں مسلسل کشمکش جاری رہتی ہے، وہ ایک دوسرے سے ہمیشہ مقابلہ کرتی رہتی ہیں۔

شخصیت اور ماحول کا مقابلہ کرنے کے تین طریقے ہیں۔

(ا) مسائل سے روگردانی

(ب) مسائل کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا

(ج) تعمیری مصالحت

(الف) مسائل سے روگردانی یا فرار (Avoidance) :

ممکن ہے کہ آپ کو یاد آجائے کہ آپ نے کسی دن اسکول جانے سے اس لئے گریز کیا ہو کہ اس روز امتحان لیا جانے والا تھا، جس کیلئے آپ تیار نہیں تھے۔ مگر والدین کو اس کی وجہ بیماری بتادی ہو۔ اگر آپ اس عمل پر غور کریں تو یہ واضح ہوجائے گا کہ آپ کی مفروضہ بیماری امتحان سے بچنے کا ذریعہ تھی۔ آپ کا عمل ایسا ہی تھا جیسا کہ بے شمار لوگوں کا مختلف مسائل سے گریز کرنے کیلئے ہوتا ہے، ان کا مقصد مسئلہ سے فرار کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ آپ کا مقصد ایک ایسے کام سے بھاگ کھڑا ہونا تھا جو آپ کو پسند نہیں تھا۔ بعض لوگ کسی ایک اہم کام یا ذمہ داری سے بچنے کیلئے تکان یا نیند کا بہانہ کرتے ہیں یا مناسب توجہ دینا بند کردیتے ہیں۔ یہ لوگ ایسے فرار کے زیادہ عادی ہوجاتے ہیں، اور اس کا استعمال بہت کرتے ہیں۔ کچھ لوگ کسی الجھن یا مسئلہ کی موجودگی میں سگریٹ یا شراب نوشی کا سہارا لیتے ہیں۔ ان میں سے بعض یک لخت حافظہ کھو بیٹھتے ہیں اور چند خودکشی کرلیتے ہیں۔ ایسے انتہا پسند چند ہی لوگ ہوتے ہیں مگر ہم میں سے اکثر کسی نہ کسی حد تک فرار سے ضرور کام لیتے ہیں۔

(ب) مسائل کا مقابلہ کرنا (Accepting Challenges) :

شخصیت کا ایک ردعمل یہ ہوسکتا ہے کہ مسائل کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔ نتیجتاً صورتحال یا تو بدل جاتی ہے یا تباہ کن ہوجاتی ہے۔ جماعت کے کمرہ میں مدرس نے کسی طالبِ علم کو ٹیپ ریکارڈر بجانے کی ذمہ داری دی، ایک اور لڑکے کو بُرا معلوم ہوا کہ یہ کام دوسرے کے سپرد کیوں کیا گیا۔ جماعت کے دوسرے لڑکوں کی طرح ٹیپ ریکارڈر خاموشی سے سننے کے بجائے وہ طرح طرح سے مخل ہونے لگا، حتیٰ کہ مدرس نے اس کو کمرے سے باہر کردیا۔ ذرا ذرا سی بات پر گالی گفتار اور لڑنے اور خون ریزی کے واقعات بھی اس کی مثالیں ہیں۔

مقابلہ کا ردِعمل بعض اوقات بحث وتمحیص کی شکل اختیار کرجاتا ہے۔ تعاونِ سے انکار، ضد اور سرکشی مقابلہ کی دوسری شکلیں ہوتی ہیں۔ جب آپ اپنے والدین سے کوئی اختلاف کرتے ہیں تو ان

کے ساتھ مسلسل اختلاف، اعتراض یا نکتہ چینی کرتے ہیں یا ان کے ہر کہے سے اختلاف یا ہر خواہش کو رد کردیتے ہیں۔ مقابلہ کا یہ جذبہ اگر بہت زیادہ اور غلط مواقع پر استعمال کیا جائے تو مخدوش نتائج کا حامل ہوتا ہے۔ جرائم پیشہ افراد اس کی ایک بدترین مثال ہیں۔ جنگ اور انقلابی واقعات بھی جذبہ مقابلہ کی انتہائی شکلیں ہیں۔

(ج) تعمیری مصالحت (Cooperation) :

آپ نے ابھی پڑھا کہ آپ کی خواہش اور ماحول کے درمیان اختلاف یا ٹکراؤ کی وجہ سے آپ کس طرح مائل بہ فرار یا مائل بمقابلہ ہوجاتے ہیں۔ مگر ایسے مواقع کا ایک اور حل بھی ہے جس کی وجہ سے آپ کو دوسروں کے ساتھ تعاون اور ماحول سے ہم آہنگ ہونے کا موقع ملتا ہے، اس کو اعتدال پسندی یا مصالحت کہیں گے۔ اس ردعمل کا مقصد آپ کے اور ماحول کے مطالبات کے درمیان ایک بین بین صورت پیدا کرنا ہے۔ مثلاً آپ کو پیر کے روز یکا یک کسی امتحان کی اطلاع ملی۔ اتوار ہی کا ایک دن امتحان کی تیاری کیلئے میسر ہے جس کیلئے آپ نے پہلے دوسرے مشغلے کا انتظام کیا تھا۔ مدرسہ کے اس مطالبہ اور آپ کی خواہش میں ٹکراؤ آپ کیلئے ناگوار ہے۔ ایسی صورت میں تعمیری مصالحت یہ ہوسکتی ہے کہ آپ اپنے مقرر کردہ مشغلے میں ہرج کئے بغیر اتوار کو سہ پہر تک امتحان کی تیاری کرلیں۔

اعتدال پسند مصالحت میں اپنی خواہش اور ماحول کے مطالبہ کا صحیح حصہ مہیا کرنا شخصیت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ متوازن اور پختہ شخصیت ہی ایسا فیصلہ کرسکتی ہے جو سب کیلئے قابلِ قبول ہو۔ کسی خوشگوار سفر کیلئے دوسری ضرورتوں کو ملتوی کرکے وسائل جمع کرنا یا کسی اہم ضرورت کی تکمیل کیلئے ایک کم ضرورت کی تکمیل سے گریز کرنا آئے دن کے پختہ کارانہ اعمال ہیں۔ زندگی کے ہر قدم پر ایسا فیصلہ کرنے کی صلاحیت جس کے نتیجے میں دیرپا تشفیات حاصل ہوں شخصیت کی پختگی کا بہترین مظاہر ہوتا ہے۔ جو لوگ یہ ابتدائی سبق نہیں سیکھتے وہ ہمیشہ بچہ ہی رہتے ہیں۔ حقیقی اور مکمل طور پر نشوونما پائی ہوئی شخصیت ہی محسوس کرسکتی ہے کہ کامیاب زندگی کیلئے ہر عمل میں تعمیری مصالحت کس طرح کی جائے۔ آج کچھ ایثار اس لئے کیا جائے کہ مستقبل میں اس سے زیادہ فائدہ ہوگا اور کسی ناگوار ذمہ داری کو اس لئے قبول کیا جائے اور عمل کو کسی حد تک دوسروں کی خواہشات کے مطابق بنایا جائے تاکہ آئندہ بہت سی تشفیات مل سکیں۔

(۱۴.۴) ذہنی صحت (Mental Health)

ان دنوں لڑکے اور لڑکیاں جسمانی صحت سے کسی نہ کسی حد تک واقف ہوتے ہیں۔ تازہ ہوا اور ورزش کی اہمیت، اچھی غذا کی ضرورت، بروقت کھانا، مناسب نیند وغیرہ کے بارے میں جانتے ہیں۔ ذہنی صحت کا تعلق بھی لوگوں کو جذباتی طور پر صحت مند رکھنے سے ہے۔ اس کے اصول اور اہمیت کو سمجھنے کا ہمارے ملک میں ابھی شعور پیدا نہیں ہوا ہے۔ جسمانی صحت کا انحصار صفائی، چھوت سے بچاؤ، غذا اور دیگر اشیاء کی گندگی سے حفاظت کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے کے طور پر عموماً لوگ بہتر صحت کے ساتھ زیادہ دنوں تک جینے کے قابل ہو رہے ہیں۔ اس پیش رفت میں حکومتوں اور بلدیات کی جانب سے غذا دودھ، پانی اور عام صفائی کی نگرانی کے انتظامات اہم ہیں۔ اس کے برعکس ذہنی اور جذباتی صحت کیلئے نہ تو نظامِ تعلیم میں کوئی نصاب ہے اور نہ گھر اور معاشرے میں، ذرائع ابلاغ بھی اس سلسلے میں کوئی کام نہیں کرتے ہیں۔

کشاکش حیات کے بارے میں معلومات ہوں تو زندگی آسودہ بنائی جا سکتی ہے اور بہت سی نفسیاتی الجھنوں سے بچاؤ ممکن ہے۔ نئی معلومات و تجربات آپ کی شخصیت کے مسائل کو گھٹا سکتے ہیں۔ ذہنی صحت کے اعتبار سے آپ اپنا جائزہ حسبِ ذیل طریقوں سے کر سکتے ہیں:

(i) خوداعتمادی (Self Confidence) :

خوشحال اور متوازن زندگی کیلئے اعتماد ضروری ہے۔ اپنے اندر سکون، اپنے دوستوں، مدرسہ، ذمہ داریوں یا اور کسی کام میں سکون محسوس کرنے کو اعتماد کہتے ہیں۔ جب آپ پرسکون نہیں ہوتے یا خود میں صحیح کام کرنے کی صلاحیت محسوس نہیں کرتے ہیں تو آپ پریشان اور متردد ہو جاتے ہیں۔ ایسے واقعات پیش آ سکتے ہیں جن کی وجہ سے آپ کا یہ احساس شدت پکڑ جائے۔ بعض صورتوں میں بے اعتمادی محسوس کر سکتے ہیں۔ یہ بھی وہم ہو سکتا ہے کہ آپ کا افسر خفا ہے آپ کو پسند نہیں کرتا۔ جب کسی کھیل میں شرکت کیلئے آپ کو کوئی نہیں بلاتا تو آپ یہ سوچنے لگتے ہیں کہ شاید یہ سب آپ سے بیزار ہو گئے؟

گھر میں بھی مسائل ہو سکتے ہیں، اپنے کسی غلط برتاؤ کی بناء پر یا اس لئے بھی کہ آپ اپنے والدین سے اپنی محبت کا اظہار نہ کر سکے۔ گھریلو تعلقات میں خرابی کی وجہ آپ بھی ہو سکتے ہیں اور دوسرے بھی۔ ایسی صورت میں کسی دوسرے شخص سے مشورہ کرنا چاہیے کہ تناؤ کو حل کرنے کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے۔ آئندہ زندگی کی تلخیوں کا مقابلہ کرنے کیلئے گھر میں معیاری ماحول ہونا ضروری ہے۔

دوست احباب پر اعتماد نہ ہونا ذہنی صحت کیلئے بڑا پُرخطر ہوتا ہے۔ کسی گروہ کیلئے قابلِ قبول ہونا اور اس میں اپنی اہمیت کو محسوس کرنا ہم سب کیلئے نہایت ضروری ہے۔ زندگی کی اور بہت سی قابلِ قدر چیزوں کی طرح یہ کیفیت خود بخود پیدا نہیں ہو جاتی۔ دوستی کمانا پڑتی ہے۔ بعض وقت دوستوں میں اعتماد پیدا کرنے کیلئے مدت درکار ہوتی ہے اور اس کیلئے کمال احتیاط کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ دوستوں کے ساتھ آسودگی کا احساس بھی ایک اہم عنصر ہے۔ آپ عموماً ایک ہی صلاحیت، ایک ہی مذاق اور ایک ہی طرح کے ثقافتی منظر کے لوگوں میں خود کو آسودہ محسوس کرتے ہیں۔ اگر آپ دوسرے قبیل کے دوست پیدا کرنا چاہیں تو ان کی تعلیم، آمدنی اور طرزِ زندگی وغیرہ سے ہم آہنگی پیدا کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

حصول اعتماد کیلئے منصوبہ سازی ضروری ہے۔ ہر عاقل و بالغ کو خود پر اعتماد پیدا کرنا چاہیے۔ بینک کاری کا ماہر معاشی اعتماد کیلئے ہماری رہبری کر سکتا ہے۔ وہ ہم سے کہتا ہے کہ ہر ماہ کچھ نہ کچھ بچت کی جائے اور اپنی بچت کو ایک ہی جگہ محفوظ نہ کیا جائے۔ اگر آپ کے محفوظ کردہ اثاثہ کا ایک جُز کسی وجہ سے خسارہ میں آ جائے تو آپ دوسرے جُز سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ جذباتی اعتماد پر بھی یہ بات صادق آتی ہے۔ اگر آپ کا محبوب آپ سے بے اعتنائی برتے تو آپ کا گھرانہ آپ کا سہارا بن سکتا ہے۔ اگر ایک مدرس آپ کو ناپسند کرے تو آپ دوسرے پر تکیہ کر سکتے ہیں۔ اعتماد ذہنی صحت کیلئے ازحد ضروری ہے۔ بداعتمادی اگر مختلف شکلوں میں اور طویل مدت تک جاری رہے تو اعصاب پر بار بن کر شخصیت کو بیمار کر دیتی ہے۔

(ii) زندگی کے نصب العین کی اہمیت (The Goals of Life) :

اگر زندگی میں کامیابی مقصود ہے تو ہمیں اپنی منزل کا تعین کرنا ضروری ہے۔ صحیح راستے سے بھٹک جانا آسان ہے۔ بعض لوگ تعلیمی دور سے اس طرح ہو کر گزرتے ہیں گویا وہ اپنے خاندان پر احسان کر رہے ہیں۔ ان کا کوئی نصب العین نہیں ہوتا۔ اگر ان پر کوئی اعتراض کرے تو وہ فرار ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ کسی کام یا موقع کا بہترین مصرف کرتے ہیں وہ آنے والی ذمہ داریوں سے عہدہ برآں ہوتے اور اپنے نصب العین کی طرف کامیابی سے بڑھتے جاتے ہیں۔ ان کو اپنی طلب کا علم ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ ایک قدم آگے چلنے کیلئے تیار ہوتے ہیں۔

(iii) تشفیات کے ذرائع (Sources of Satisfaction) :

اچھی ذہنی صحت کیلئے زندگی میں تشفیات کا حصول ضروری ہے۔ کسی شخصی ضرورت یا خواہش کی تکمیل، کسی مقصد کے حصول کی تشفی، اور کسی کام کو موانعات کے باوجود پورا کرنا ایسی تشفی کا موجب ہوسکتا ہے۔ ایسا شخص جس کو تشفی حاصل ہی نہیں ہوتی بلاشبہ خوش نہیں رہتا۔

تشفی مسائل حیات کے مقابلے میں ایک موثر سہارا ہوتی ہے۔ ہم سب کو نئے مسائل اور نئی ذمہ داریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حصول تشفیات کی صلاحیت سے ایک ایسی قوت پیدا ہوتی ہے جس سے مسائل ومشکلات پر قابو ممکن ہوتا ہے۔ صرف ہنسی خوشی کی زندگی یا وسائل کی بہتات یا کسی کی خاطرداری حقیقی تشفی کا باعث نہیں ہوتیں۔ حقیقی تشفی کا انحصار آپ کی اندرونی خواہشات کی ایسی تشفی سے ممکن ہے جو آپ کے معاشرے اور اعتقادات کیلئے قابلِ قبول ہو۔ اچھی ذہنی صحت کیلئے آپ کو یہ سیکھنا لازم ہے کہ ہر کام میں تشفی کس طرح حاصل کی جاسکتی ہے۔ ایسے لوگ خوش نصیب ہیں جو ہر موقع سے کچھ اس طرح نمٹتے ہیں کہ وہ ان کیلئے تشفی کا باعث ہو۔

تشفی کا حصول خوداعتمادی، خودمختاری اور وسائل کے پیدا کرنے سے قریبی تعلق رکھتا ہے۔ ہر شخص کسی دوسرے پر کسی نہ کسی حد تک بھروسہ کرنے پر مجبور ہے، خواہ وہ محبت، دیکھ بھال، قدردانی یا پسندیدگی کیلئے ہو۔ اس قسم کا سہارا ضروری ہے۔ ایسے سہارے میں اگر غلو ہو تو تشفی کے بجائے نقصان کا باعث ہوجاتا ہے۔ اگر آپ کسی ذمہ داری کو پورا کرنے میں تشفی حاصل نہ کررہے ہوں تو آپ کیلئے تین متبادل شکلیں ہوسکتی ہیں۔ (ا) اپنے عمل میں تبدیلی کریں۔ (ب) اس عمل سے کنارہ کش ہوجائیں۔ (پ) پیشِ نظر عمل کے متعلق گہرے غوروفکر سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ آپ کو اپنے عمل سے تشفی کیوں نہیں ہورہی ہے۔

کیا آپ نے کبھی کسی نئی ذمہ داری کو قبول کیا، خواہ وہ تفریحی دعوت کا انتظام ہو یا کسی بڑے صنعتی ادارے کا قیام؟ آپ کسی نہ کسی نئی ذمہ داری کا آغاز کریں۔ نئے کلب کی ابتداء اسکول کی کسی تقریب میں شرکت، کسی ایسے کام کو جو آپ پسند کرتے ہیں، تنہا یا کسی کی شراکت میں شروع کرنا، رضا کارانہ طور پر کسی خاص کام میں حصہ لینا آپ کیلئے دلچسپ مواقع مہیا کرسکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ دُنیا کا سفر یا کوئی ایسے ہی بڑے عمل ہوں، بلکہ گھر، مدرسہ اور محلّہ بھی آپ کیلئے تشفیات مہیا کرسکتے ہیں، بشرطیکہ آپ میں صلاحیت ہو اور آپ کوشش کریں۔

کیا آپ پڑھنے کی لذت سے آشنا ہیں؟ بحیثیت طالب علم کے بھی آپ کو یہ غیر معمولی موقع حاصل ہے کہ نہایت پُرمغز، سائنٹفک، مزاحیہ یا ایسی تحریریں، جو مشہور مصنفین کی تخلیق ہوں، پڑھیں اور ان سے استفادہ کریں۔ آپ اس تشفی کو حاصل کرسکتے ہیں، اس قسم کے رسالے اور کُتب موجود ہیں جو ہر معیار اور ذوق کیلئے موزوں ہوسکتے ہیں۔ مطالعہ نئی معلومات حاصل کرنے، دوسروں کے تجربات سے مستفید ہونے اور نئی اُمنگیں پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

کیا آپ نے کسی نئی چیز کی تخلیق کی کوشش کی ہے؟ مصوری، شاعری، نقش ونگار یا اسی قسم کے تعمیری کام تشفی کا باعث ہوتے ہیں۔ عموماً ایک چھوٹا سا تخلیقی عمل کسی بوجھل ذمہ داری کو دلچسپ بنانے میں مدد دیتا ہے۔

کیا آپ کچھ مشاغل سے دلچسپی رکھتے ہیں؟ خالی وقت صرف کرنے کیلئے کوئی ایک مشغلہ (Hobby) بہترین ذریعہ ہوسکتا ہے۔ چونکہ زندگی میں بہت سے ناگوار عمل ضروری ہیں اس لئے فارغ وقت اپنی شخصی تشفیات والے اعمال میں صرف کرنا مناسب ہے۔ ایسے مشاغل سماج کیلئے مقبول ہونا ضروری نہیں۔ جذباتی صحت مندی کا انحصار اپنی خواہشات اور سماجی مطالبات کے درمیان نازک توازن پر مبنی ہے۔

کیا آپ کے دوست ہیں؟ زندگی کی بہت سی مسرتوں کا انحصار اس پر ہے کہ آپ کا رابطہ دوسروں کے ساتھ کیسا ہے؟ اچھے دوست آپ کیلئے زیادہ سے زیادہ تشفی کا ذریعہ ہوسکتے ہیں۔ مصیبت کے وقت وہ سب سے زیادہ موثر سہارا بنتے ہیں۔ ان میں بلاشبہ آپ کا خاندان بھی شامل ہے۔ یہ آپ کیلئے سب سے زیادہ قیمتی سرمایہ ہیں اور ان کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرنا چاہیے۔ حقیقی دوستی ایک دوطرفہ تعلق ہوتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کو برقرار رکھنے اور بڑھانے میں آپ ہی کو زیادہ حصہ لینا پڑے۔

کیا آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو اس قسم کی پہل کرتے ہیں؟ کیا آپ کسی کی مدد کرنے میں پہلے قدم اٹھاتے ہیں؟ بہت سے لوگ اس قسم کی پہل کرنے میں جھجکتے ہیں۔ وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں دوسرے ان کو ٹھکرا نہ دیں، اور ان کو زک اٹھانی پڑے۔ دوست داری ایک فخر ہے۔ دوستی کا برقرار رکھنا اس لئے مشکل ہے کہ اس میں مسلسل ایسی کوشش کا مطالبہ ہوتا ہے، جس کے بہت کم لوگ عادی ہوتے ہیں۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ آپ دوستی میں بے اعتنائی نہیں کرسکتے اور نہ ہی آپ دوستی کا غلط مصرف کرسکتے ہیں۔ آپ دوستی میں جس قدر وقت دیتے ہیں اس سے زیادہ حاصل کرنے کی ہمیشہ توقع نہیں کرسکتے اور یہ

بھی فرض نہیں کرسکتے کہ دوسرا شخص آپ کو دیتا ہی رہے گا۔ آپ دوستوں کا جائزہ لیں کہ آپ کے دوست کتنے ہیں؟ آپ کا ان کے متعلق کیا احساس اور کیا عمل ہے؟ اوران کا آپ سے؟ ہوسکتا ہے کہ آپ محسوس کریں کہ آپ کے کافی دوست ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ مناسب قسم کے نہ ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے دوست بنانے کیلئے کوشش کم کی ہو۔

(iv) ضمیر (Conscience) :

عہدِ طفلی میں آپ دوسرے اطفال کی طرح مکمل طور پر خود میں گم تھے۔ جیسے جیسے آپ بڑھے آپ نے یہ محسوس کیا کہ دُنیا میں آپ ہی واحد شخص نہیں۔ آپ نے اپنے والدین سے بہت سے اعمال سیکھنا شروع کئے۔ آگے چل کر آپ کو اپنا محتسب بھی بننا پڑا اور اس طرح آپ کو اپنے ضمیر کی صورت گری کرنا پڑی۔

ضمیر شخصیت کا ایک نہایت ہی اہم جزو ہوتا ہے۔ جب کوئی ایسا عمل نہ کرسکیں جو کرنا چاہیے تو آپ اپنے کو خطاوار محسوس کرتے ہیں۔ ضمیر کا براہِ راست تعلق احساس گناہ سے ہوتا ہے۔ اگر آپ نے عملاً کوئی نامناسب حرکت کی تو فوراً خجالت اور احساسِ گناہ میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

ضمیر لاشعور کی خواہشات کو بڑی حد تک قابو میں رکھتا ہے۔ ضمیر کی قوت کا انحصار آپ کے والدین کے کردار اوران سے آپ کے تعلقات کی نوعیت پر ہوتا ہے، آپ کے والدین کس قدر سخت گیر یا لاپرواہ تھے؟ وہ کس قدر اور کس طرح محبت کرتے تھے؟ ان کا اپنا معیار مختلف اعمال میں کیا تھا وغیرہ وغیرہ۔

جیسے جیسے آپ کی شخصیت نشوونما پاتی ہے ویسے ویسے آپ کے اندر ایک احتسابی قوت پیدا ہوتی ہے تا کہ آپ اپنے ماحول کی مقبولہ حدود میں ذمہ داریوں کو قبول کرسکیں۔ جب تک آپ اس قابل نہیں ہوجاتے والدین اس ذمہ داری کو پورا کرتے ہیں۔ عام طور پر بچے اپنے والدین کے نمونوں سے دوسرے لوگوں کو جانچتے ہیں۔

سماج آپ کے والدین کی طرح آپ کے اعمال کیلئے بعض طریقوں پر پابندیاں عائد کرتا ہے جس کو قانون کی شکل دی جاتی ہے۔ معاشرے میں رہنے والا ہر فرد یا تو ان قوانین کی پابندی کرے یا ان سے انحراف کا خمیازہ بھگتے۔ مذہبی ادارے بھی انسانی طور طریقوں اور اخلاقی اقدار کا تعین کرتے ہیں جن پر باہمی تعلقات کا انحصار ہوتا ہے۔

بسا اوقات ہم کسی عمل سے فرار اختیار کرتے ہیں اور جب تک ہمارا اندرونی محتسب چٹکی نہ لے مائل بہ عمل نہیں ہوتے۔ ہماری ذہانت مختلف چیزوں کا موازنہ کرکے کسی غلط کام کا جواز پیدا کرلیتی ہے۔

اگر آپ کا ضمیر ایسا ہی جیسا کہ ہونا چاہیے تو وہ آپ کی رہبری کرتا ہے۔ وہ آپ کی ہر چھوٹے بڑے عمل میں فیصلہ کرنے میں مدد کرتا ہے۔ جنسی تعلقات میں بھی آپ کا ضمیر اور ذہانت یہی عمل کرتے ہیں۔

اکثر اوقات یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوتا ہے کہ کوئی چیز صحیح ہے یا غلط۔ بعض چیزیں آپ کو غلط معلوم ہوتی ہیں مگر دوسروں کی نگاہ میں وہ صحیح ہوتی ہیں اوراس کا الٹ بھی ممکن ہے۔ اس کا مناسب پیمانہ مندرجہ ذیل ہے:

(ا) کیا آپ اپنے آپ کو بالآخر نقصان پہنچائیں گے؟

(ب) کیا آپ کسی اور کو نقصان پہنچائیں گے؟

(ج) کیا اسی تشفی کو حاصل کرنے کیلئے کوئی متبادل اور بہتر طریقہ ہے؟

اگر آپ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو یا اس عمل سے دوسروں کو تکلیف رنج، مایوسی یا نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو عموماً وہ کام غلط سمجھا جائے گا۔

(v) دوسرے لوگوں سے تعلقات (Social Interaction) :

دوسرے لوگوں سے خوشگوار تعلقات برقرار رکھنا آپ کی شخصی خوشحالی اور اہمیت کیلئے ضروری ہے۔

آپ دوسروں سے جس قدر محبت کریں گے اتنی ہی آپ سے محبت کی جائے گی۔ یہاں محبت اپنے وسیع تر معنی میں استعمال کی گئی ہے۔ یعنی خاندانی شفقت، دوستی، خوش اخلاقی اور اپنے محبوب کو چاہنا۔ ہر شخص کسی دوسرے شخص یا چیز سے جو اس کے مزاج کے خلاف ہو کسی نہ کسی حد تک نفرت کرتا ہے۔ اگر نفرت پر قابو پانا ہو تو اس کو محبت وشفقت سے مٹانا ضروری ہوتا ہے۔

آپ کیلئے محبت ایک فطری عمل ہونا چاہیے۔ آپ نومولود کی حیثیت سے ماں سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ نے محبت کرنا اپنے والدین سے سیکھا۔ انہوں نے آپ سے محبت کی اور آپ نے جواباً ان سے محبت کرنا سیکھی۔ اگر آپ کو بچپن میں محبت نصیب نہ ہوئی ہو تو آئندہ چل کر کسی اور سے محبت کرنے میں آپ کو دقت ہوئی ہوگی۔ جب تک کہ اس کمی کو پورا کرنے کیلئے کوئی اور متبادل ذریعہ نہ ملا ہو۔ اگر ملا بھی ہو تب بھی مکمل طور پر محبت کرنے کے قابل نہیں ہوسکتے۔ وہ بچے جن سے ناکافی محبت کی جاتی ہے ایک جذباتی خلا میں پرورش پاتے ہیں۔ ان کو محبت پانے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ اس لئے وہ رفتہ رفتہ اپنے آپ ہی میں گم ہوجاتے ہیں۔ ایسے لوگ تنہائی پسند ہوجاتے ہیں۔

آپ اپنا مطالعہ کریں اور غور کریں کہ وہ کون سے مسائل ہیں جو دوسروں سے خوشگوار تعلق میں حائل ہیں۔ کیا آپ دوسروں کو کم پسند کرتے ہیں یا پسندیدگی کا مظاہرہ کم کرتے ہیں؟ کیا آپ حملہ کرنے کے عادی ہیں؟ وہ کس طرح اور کس پر؟ کیا آپ ضرورت سے زیادہ دوسروں پر تکیہ کرتے ہیں؟ کیا آپ کے خاندانی افراد اور احباب آپ کی وفاداری پر مکمل اعتماد کرسکتے ہیں؟ کیا آپ کسی کام میں اپنا مقرّ ہ حصہ یا اس سے بھی زیادہ ادا کرتے ہیں؟ جہاں کہیں آپ اپنے میں کمی محسوس کرتے ہیں کیا وہاں اپنے عقائد اور عمل میں تبدیلی کی کوشش کرتے ہیں؟ حقیقی اور مسلسل کوشش سے ہر شخص طرزِ عمل، نقطہ نگاہ اور عمل میں بڑی تبدیلی لاسکتا ہے اور ایسی تبدیلیاں پیدا کرنے کیلئے بچپن کے تمام واقعات کا علم لازم نہیں۔ صرف اپنے مسائل اور اعمال کا شعور ضروری ہے۔

(۱۴.۵) متوازن شخصیت (Balanced Personality) :

جذباتی استحکام بھی ایک اہم نصب العین ہے، اس کے حصول کیلئے ساری عمر درکار ہوتی ہے۔

معتدل شخصیت کی خصوصیات حسبِ ذیل ہیں :

(ا) حاصل کرنے کے مقابلے میں کچھ دے دینے سے زیادہ تشفی ہوتی ہے۔

(ب) جذباتی استحکام اور مستقل وفاداری ہوتی ہے۔

(ج) تعلقات میں وہ دوسروں کیلئے تشفی کا باعث بن سکتا ہے اور اپنے لئے تشفی حاصل کرسکتا ہے۔

(د) فرصت کے اوقات میں تعمیری مشاغل میں مصروف رہنا اور اپنے مدرسہ، خاندان اور پڑوسیوں کیلئے مفید ثابت ہونا۔

(ہ) ایسا شخص اپنی کامیابیوں اور غلطیوں دونوں سے سیکھتا اور فائدہ حاصل کرتا ہے۔

(و) ڈر، الجھنوں اور تناؤ سے مقابلتاً محفوظ رہتا ہے۔

(ز) زندگی کے نشیب وفراز سے کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے زندگی کی منزل کی طرف بڑھتا جاتا ہے۔ کسی اور کاملیت کی طرح جذباتی پختگی بھی ایک اعلیٰ نصب العین ہے جس کیلئے ہر شخص کوشش کرسکتا ہے مگر کوئی بھی پوری کاملیت تک نہیں پہنچتا۔

(۱۵) خاندان
(Family)

خاندان دو مختلف الجنس انسانوں کے کسی مقررہ قانون کے تحت یکجائی کے نتیجے کے طور پر وجود میں آتا ہے۔ خاندان اس اعتبار سے سماج کا ایک چھوٹے سے چھوٹا ادارہ ہے جس میں محبت، رفاقت اور دیگر جذبات کی تسکین ہوتی ہے۔ اس طرح خاندان سماج کا سنگِ بنیاد ہے۔ خاندان کی تنظیم کی اساس جنسی تعلق ہے جو قدرت کے منشاء کے مطابق تسلسل حیات کے نظام کو جاری رکھتا ہے۔ اگر انسانوں کے درمیان جنسی خواہشات کی تکمیل کو بے لگام چھوڑ دیا جائے تو معاشرہ کا کیا حشر ہوگا؟ ہیجان، بدنظمی، بکھراؤ وغیرہ۔

خاندان کی ترتیب اور ارتقا کا ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم خاندان کے مختلف اجزاء اور ان کے حقوق اور ذمہ داریوں کی نشاندہی کریں۔ سماج لاکھوں خاندانوں کے مجموعے کا نام ہے۔ خاندان اور صرف خاندان کی تنظیم اور خوشحالی پر افراد اور قوم دونوں کی خوشحالی کا انحصار ہے۔

خاندان سماج کا ایک بنیادی ادارہ ہے اور صدیوں کے تجربات کی پیداوار ہے۔ ایک مثالی خاندان بہ اعتبار ساخت ذیل کی خصوصیات کا حامل ہونا چاہیے۔ رہائش، صاف ستھری ہوا اور اہم ضروریات زندگی کی تکمیل کرتی ہو۔ ذہنی اعتبار سے شگفتہ، اخلاقی اور روحانی اعتبار سے قابلِ قبول ہو۔ مالی اعتبار سے مستحکم۔ افراد خاندان آپس کی باہمی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوں۔ باہمی تعلقات رغبت اور محبت پر مبنی ہوں اور ایک دوسرے سے وفاداری کا احساس رکھتے ہوں۔ ایک اچھے خاندان کیلئے حیاتیاتی (توالد وتناسل) جیسی اہم اور بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنا بھی ضروری ہے۔

خاندان کی ذمہ داریاں مندرجہ ذیل ہیں: توالد وتناسل، نومولود کی دیکھ بھال، ان کی غیر رسمی تعلیم و تربیت، اپنی ثقافت سے ان کو آگاہ کرنا، زندگی کی مختلف ذمہ داریوں کیلئے ان کو تیار کرنا، مذہبی اور دیگر مقررہ سماجی اقدار پیدا کرنا، جذباتی اعتبار سے ان کیلئے ایسا ماحول بنانا کہ جس سے باہمی رفاقت اور سماج دوست شخصیتیں وجود میں آسکیں اور سماجی قوانین کا احترام کرسکیں اور زندگی کی اہم ضروریات کی تکمیل کا شعور پیدا ہو۔

جسمانی نقطہ نگاہ سے ہمارا سفر ماقبل بلوغ، بلوغ، جوانی، اڈھیڑ پن اور بڑھاپے سے ہو کر گزرتا ہے۔ بجز ان گھرانوں کے جہاں صحت بخش غذا اور مناسب ماحول میسر نہیں، افراد عموماً اچھی جسمانی نشوونما کے مالک ہوتے ہیں۔ جہاں تعلیم وتربیت کی مناسب سہولتیں مہیا ہوں وہاں ذہنی نشوونما بھی معقول معیار حاصل کر لیتی ہے۔ جس قدر وسائل کی بہتات، جسمانی نشوونما اور تعلیم کا انتظام ہو، اسی قدر افراد خوش حال ہو سکیں گے۔ مگر یہ بھی ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ آج ہم ترقی یافتہ ہو کر بڑی مسافتوں پر قابو پا لیتے ہیں، پہاڑوں کو چیر کر راستہ بنا لیتے ہیں، منہ زور دریاؤں کے دھاروں کو بدل سکتے ہیں، اور جوہری توانائی سے حیرت انگیز کام لے سکتے ہیں مگر جذبات کی دنیا میں ایک بے بس نومولود کی طرح ہار مان جاتے ہیں۔ جذبات جیسے قدرتی اور طاقتور وسیلے کو اپنی جہالت سے ایسے صرف کرنا جیسے کہ ایک بچے کو کھیلنے کیلئے دھماکہ خیز بارود جیسی چیز دے دی جائے درست نہیں۔ بارود ایک کار آمد چیز ہے مگر چار پانچ سال کے بچے کے کھیلنے کی چیز ہرگز نہیں۔

نوجوان اس دور میں قدم رکھتے ہی میاں بیوی اور پھر باپ اور ماں کی حیثیت سے اپنی حیاتیاتی ذمہ داریوں میں جُت جاتے ہیں۔ بہ الفاظ دیگر یہ نوجوان اس طویل وظیفہ کو دہراتے ہیں، جس کو ان کے والدین نے پچیس برس پہلے شروع کیا تھا۔ اگر انہوں نے اپنے ماں باپ کی آغوش میں اور بہن بھائیوں کے ماحول میں متوازن انداز میں تربیت پائی تھی تو وہ خود اپنے ماں باپ سے بہتر شخصیت بن جاتے ہیں اور ان کی اولاد ان سے زیادہ اعلیٰ اور ارفع شخصیت کا روپ لے سکتی ہے۔ معاشرہ میں ترقی اور بہتری اسی وقت ممکن ہے جبکہ آنے والی نسل پچھلی نسل سے بہتر ہو۔ یہ نوجوان والدین جب اپنی اولاد کی پرورش اور نگہداشت کرنے کی ذمہ داری سنبھال لیتے ہیں تو اس وقت معمر ماں باپ کو اپنی ذمہ داری پوری کرنے کی مسرت محسوس ہوتی ہے۔

یہ جذباتی نشوونما اگر درجہ بدرجہ مناسب انداز میں ہوتی رہے تو اس کا ماحصل ایک متوازن شخصیت ہوتی ہے۔ زندگی عمل کا دوسرا نام ہے۔ اس کے دوران بے حد وحساب باہمی انسانی تعلقات جاری رہتے ہیں۔ متوازن شخصیتیں ان تعلقات کو تسکین وتشفی کے ساتھ پورا کر سکتی ہیں اور یہی کامیاب زندگی ہے۔ شخصیت، جتنی غیر متوازن ہوگی باہمی انسانی تعلقات اتنے ہی الجھے ہوئے ہوں گے۔ یہ الجھاؤ تردد، خوف وہراس، اور عدم تشفی، زندگی کو اجیرن بنا دیتے ہیں۔

(۱۵.۱) اسلام اور خاندانی زندگی (Islamic philosophy of family life):

چونکہ خاندان دو مختلف الجنس انسانوں کے درمیان جنسی تعلق کی بناء پر وجود میں آتا ہے۔ اس لئے اسی تعلق سے خاندان اور اس کی تربیت کا اسلامی نقطہ نگاہ سے سرسری جائزہ لیا جائے گا۔

خاندان کی تاسیس، تعمیر اور اس کو پروان چڑھانے کیلئے اسلام نے چند بنیادی حقائق کو بیان کیا ہے۔

۱۔ دو مختلف اصناف، یعنی مرد اور عورت، کو پیدا کرنے کا مقصد توقیر اور بقائے نوع ہے۔

۲۔ بقائے نوع کیلئے مرد اور عورت کے درمیان جنسی تعلقات کو گندہ اور ناپاک نہیں بلکہ پاک، قابلِ تعظیم، ایک اہم ضرورت اور عبادت تسلیم کیا ہے۔ معاشرہ کو انتشار سے بچانے اور زیادہ سے زیادہ منظم رکھنے کیلئے ایسے ضابطے بنا دیئے ہیں جن کے چوکھٹے میں ایک صالح معاشرہ کی ضمانت ہو سکتی ہے۔

۳۔ اس عمل توالد وتناسل سے جو لذتیں وابستہ ہیں وہ آپ اپنا انعام ہیں۔ ان سے استفادہ کیلئے روکا تو نہیں مگر ان کو مقصد حیات نہ بنانے کی تلقین کی ہے۔

۴۔ باوجود اشرف مخلوق ہونے کے انسانی بچہ تمام جانداروں میں سب سے زیادہ بے بس، اور کئی برس تک پرداخت اور تربیت کا محتاج ہوتا ہے۔

۵۔ مرد کو خاندان کا قوام (نگران) بنا کر خاندان کی حفاظت اور اس کو ہر طرح منظم رکھنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

۶۔ خاندان کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کیلئے زوجین کی حدود عمل مقرر کر کے اختلافات کو بہترین طریقے سے حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۷۔ ان تمام احکامات میں اسلام یہ تسلیم کرتا ہے کہ اچھے اور متوازن افراد ہی ایک اچھے خاندان کی تاسیس کر سکتے ہیں۔ اچھے اور خوشحال خاندانوں کے مجموعہ ہی کا نام معاشرہ ہے۔ یہ تینوں عناصر ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم ہیں۔

۸۔ خاندان ایک کارخانہ ہے جس میں فرد کی صورت گری ہوتی ہے۔ خاندان جس قدر منظم اور صالح ہوگا اسی معیار کے افراد وجود میں آئیں گے۔ ان افراد کے مجموعہ سے معاشرہ کی تعمیر ہوتی ہے۔

۹۔ عورت کے دائرہ عمل کو بیرونی انتشار سے محفوظ رکھنے کیلئے پردہ کی ہدایت کی گئی۔

خاندان معاشرہ کی سب سے چھوٹی اکائی ہے۔ یہ ادارہ نہایت پیچیدہ اور اپنے اغراض ومقاصد کی

وجہ سے انسانی زندگی کے ہر شعبے پر بالراست یا بالواسطہ اثر انداز ہوتا ہے۔

اوّل تو اسلام نے جنس کی تقدیس اور عظمت کو تسلیم کیا، پھر مرد اور عورت کے فطری فرائض اور ذمہ داریوں کا تعین کر کے دونوں کی مخصوص ذمہ داریوں کی بجا آوری کیلئے حدود کا تعین بھی کر دیا۔ دونوں کو اپنے دائرہ عمل میں آزادی دے کر اختلاف میں اتحاد کی ایک اچھی اور قابل عمل مثال قائم کر دی۔ چونکہ خاندان نے صدیوں کی لغزشوں اور تجربات کے بعد سماج کے ایک بنیادی ادارہ کی شکل اختیار کی اس لئے اس کو منظم رکھنا اسلامی احکام کی ایک امتیازی خصوصیت ہے۔ اس غرض کی تکمیل کیلئے مرد کو قوام (نگران) اور عورت کو زیردست بنادیا۔ حیا کا مناسب معیار مقرر کرتے ہوئے بقائے نوع کیلئے باہمی کشش اور وظیفہ جنسی کو مناسب اہمیت دی۔ صنفی آوارگی کو روکنا معاشرہ کی بقاء کیلئے ضروری گردانا، انہی اعتبارات سے زوجین کے حقوق اور ذمہ داریوں کا تعین کرتے ہوئے ایک دوسرے کے دائرہ عمل کو متعین بھی کر دیا جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ خاندان کیلئے روزی کمانا، اس کی حمایت اور حفاظت کرنا اور تمدن کی محنت طلب خدمات انجام دینا مرد کا فریضہ ہوا۔ چنانچہ ضروری ہے کہ اس کی تعلیم وتربیت ایسی ہو کہ وہ انہی اغراض کیلئے زیادہ مفید بن سکے۔

۲۔ بچوں کی پرورش، خانہ داری کے فرائض اور گھر کی زندگی کو سکون وراحت کی جنت بنانا عورت کا کام ہے، چنانچہ عورت کو بہتر تعلیم دے کر انہی اغراض کیلئے تیار کیا جائے۔

۳۔ خاندان کے نظم کو برقرار رکھنے اور اس کو طوائف الملوکی سے بچانے کیلئے ایک فرد کو قانونی حدود کے اندر ضروری حاکمانہ اختیارات حاصل ہوں تا کہ خاندان ایک بے سری فوج بن کر نہ رہ جائے۔ ایسا فرد صرف مرد ہی ہو سکتا ہے، کیونکہ جو رکن خاندان کمزور ہو اور جس کی دماغی اور قلبی حالت بار بار ایام ماہواری اور حمل کے زمانے میں بگڑتی رہتی ہو وہ بہرحال ان اختیارات کو استعمال کرنے کے قابل نہیں ہو سکتا۔

۴۔ تمدن کے نظام میں اس تقسیم، تربیت اور تنظیم کو برقرار رکھنے کیلئے ضروری تحفظات رکھے جائیں تا کہ بے عقل افراد اپنی حماقت سے مردوں اور عورتوں کے حلقہ ہائے عمل اور اس صالح تمدنی نظام کو درہم برہم نہ کر سکیں۔

اسلامی نظام معاشرت کو پراگندگی سے محفوظ رکھنے کیلئے اور عورت کے تعلقات کی حد بندی کر دی ہے۔ ایسے مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے پر حرام کر دیا جو مل کر رہنے اور قریبی تعلق رکھنے پر مجبور ہیں،

مثلاً ماں اور بیٹا، باپ اور بیٹی، بھائی اور بہن، پھوپھی اور بھتیجا، چچا اور بھتیجی، خالہ اور بھانجا، ماموں اور بھانجی، سوتیلا باپ اور بیٹی، سوتیلی ماں اور بیٹا، ساس اور داماد، خسر اور بہو، سالی اور بہنوئی (بہن کی زندگی میں) اور رضاعی رشتہ دار۔

(استفادہ کتاب پردہ مصنف مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

(۱۵.۲) مسلمان میاں بیوی کے تعلقات

(Relationship between husband and wife according to Islam)

قرآنی تعلیم کی رو سے انسان کا پہلا اور اولین فرض یہ ہے کہ وہ مستحق کو اس کا حق پہنچائے اور مطابق حق کے سب کے حقوق ادا کرے۔ اسلام میں ازدواج ہمیشہ ایک مکمل معاہدہ کہلاتا ہے۔ یہ ایک ایسا سمجھوتہ ہے جو باہمی اغراض کے تحت مرد اور عورت کے درمیان طے پاتا ہے، وہ اسی زمین کا معاہدہ ہے اور فطری قانون کے تقاضوں کے مدنظر اس کا نفاذ یا اس کی تنسیخ عمل میں آسکتی ہے۔ ان معاہدات کے بنیادی اصول اور طریقہ نفاذ سے متعلق ساری تفصیلات قرآن کریم میں نہایت واضح انداز میں بیان ہوئی ہیں۔ اسلام کے سوا کسی مذہب نے اتنی عرق ریزی اور خلوص کے ساتھ عورتوں کے ساتھ عدل کی ضرورت پر زور نہیں دیا اور نہ کسی نے انہیں اپنے قوانین کے ذریعے حفاظت کی ضمانت دی۔

اسلامی نظام میں پہلی نمایاں چیز یہ ہے کہ ابتداء ہی سے عورتوں کو جائیداد کی ملکیت اور استعمال کا حق عطا کر دیا گیا۔ وہ نہ صرف اپنی ذاتی، موروثی اور کسی بھی جائیداد سے بہرہ اندوز ہونے کا بلا مداخلت کامل اختیار رکھتی ہے۔ بلکہ اس کا شوہر زندگی بھر اس کی حفاظت اور نگہداشت کا ضامن بھی رہتا ہے اور شوہر کے مرجانے کے بعد زوجہ شوہر کی جائیداد کا متعین حصہ بھی ورثہ میں پاتی ہے۔ سارے مسلم ممالک میں یہ اٹل قانون تقریباً چودہ صدیوں سے جاری ہے۔ اس کے برعکس انگلستان میں بیسویں صدی تک کسی عورت کو جائیداد کی ملکیت کا حق نہیں تھا اور جب خاوند مرجاتا تو کتنی ہی بڑی جائیداد کیوں نہ ہو اس بے چاری بیوہ بڑھیا کو ایک حبّہ بھی نہیں ملتا تھا۔ انگلستان میں قانونی اور جائز بیوی کے حق میں قانون جس بے رحمی سے پیش آتا تھا اس کے مقابلے میں اسلام لونڈی کے ساتھ بھی نرمی کا برتاؤ کرتا ہے۔ لونڈی اور اس کے بچے نان ونفقہ اور ترکے وغیرہ کے ویسے ہی حقوق رکھتے ہیں جیسا کہ آزاد خاندان رکھتا ہے۔

چونکہ عورت حصولِ انصاف میں مرد کی طرح آزاد ہے۔اس لئے وہ شریعت کی متابعت میں شادی کے موقع پر آزاد فریق معاہدہ کی حیثیت حاصل کر لیتی ہے۔یہ ''نکاح'' یا ''شادی'' دوسرے معاہدوں کی طرح ایک معاہدہ ہے۔اس کی قانونی حیثیت شوہر کی قانونی حیثیت میں کسی طرح ضم نہیں ہوجاتی۔اس کے برعکس وہ پہلے کی طرح شادی کے بعد بھی ہر اس معاملہ میں آزاد رہتی ہے جو اس کے قانونی وجود سے بحیثیت ایک فرد کے متعلق ہوتا ہے۔وہ اپنے شوہر سے بھی معاہدہ کر سکتی ہے اور ایک بن بیاہی عورت کی طرح آزادی سے اپنی جائیداد کو صرف کر سکتی ہے۔اس کے علاوہ معاہدہ ازدواج کیلئے فریقین کی رضامندی لازمی ہے۔اس مسئلہ پر دونوں فرقے (سنی اور شیعہ) اور سارے دبستان قانون متفق ہیں۔

ازدواجی معاہدے کیلئے فریقین کا عاقل، بالغ اور آزاد ہونا لازم ہے۔نابالغوں کے درمیان والدین کی جانب سے جو معاہدہ طے پاتا ہے، جیسا کہ بعض ممالک میں ہوتا ہے، تو وہ اسی صورت میں نافذ العمل ہوگا جب کہ فریقین سنِ شعور کو پہنچ کر اس کی توثیق کردیں اور یہ توثیق مباشرت سے پہلے ضروری ہے۔ معاہدے میں نیک روش کے علاوہ کئی شرائط کا اندراج کیا جاسکتا ہے مثلاً وہ اپنے مقام یا وطن سے مقررہ دنوں سے زیادہ غیر حاضر نہیں رہے گا، یا وہ اپنی بیوی کے ان بچوں کی پرورش بھی کرے گا جو سابق شوہر سے ہوں۔ بہرحال جو کچھ شرائط ہوں انہیں اچھی طرح سمجھ کر فریقین کو آزادی کے ساتھ رضامندی کا اظہار کرنا چاہیے۔

جو لڑکی پہلی مرتبہ شادی کر رہی ہو وہ اپنی رضامندی کا اظہار مسکرا کر، سر ہلا کر یا ساکت رہ کر کر سکتی ہے، لیکن دوسری صورتوں میں ایجاب وقبول لسانی ہونا چاہیے، تاکہ یہ یقین کیا جاسکے کہ وہ رضا کارانہ ہے اور حالات کو پوری طرح سمجھ کر کیا گیا ہے۔

مسلمانوں کے بعض دبستان خیال یہ تجویز کرتے ہیں کہ ایسا اقرار قانون کی جانب سے مقرر کردہ ولی کے ذریعہ بھی ہونا چاہیے۔مہر کا معاہدہ بھی ضروری ہے جو شوہر کی جانب سے بیوی کو ادا کرنا معجّل یا موجل ہوتا ہے۔ورنہ وہ مہر مثل کی مستحق ہوجاتی ہے۔اس کے بغیر شادی نامکمل رہتی ہے۔شادی کے پہلے لمحے سے ہی بیوی کو اپنا مہر حاصل کرنے کا حق پیدا ہوجاتا ہے۔مہر معجّل (فوری) اور مہر موجل (معیادی) کا عام رواج اکثر مسلم ممالک میں پایا جاتا ہے۔

چونکہ ازدواج ایک آزاد معاہدہ ہے اس لئے ان کا انفساخ بھی فریقین کا شخصی معاملہ ہے۔یہ اصول تسلیم ہے کہ عدالت کی مداخلت کے بغیر طلاق کا اعلان ہوجائے گا اور بدرجہ مجبوری قانون سے مدد

لی جائے گی، یعنی جبکہ طلاق پر کسی وجہ سے فریقین متفق نہ ہوں۔عورتوں کے ساتھ انصاف اور اچھے سلوک کے تحفظات کے باوجود شوہر سردار خاندان اور ازدواجی اتحاد میں فریق سمجھا جاتا ہے۔عموماً اسی کے ذریعہ طلاق کا اعلان ہوتا ہے۔ بیوی کے اسرار پر شوہر معاہدہ ازدواج میں اپنے حقوق طلاق میں بیوی کو شریک کر لیتا ہے اور اس کو طلاق کا اختیار دے دیتا ہے۔

عام طور پر شوہر اپنے اختیار طلاق کو بہت کم استعمال کرتے ہیں۔خود شارع اسلام کا ارشاد ہے کہ طلاق جائز ہے لیکن وہ قانون جوازات میں خدا کی نظر میں بدترین فعل ہے۔اسلامی فقہ کے سب سے بڑے امام ابوحنیفہؒ کا یہ فتویٰ ہے کہ طلاق اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک کہ اس کی شدید ضرورت نہ ہو۔

بیوی کی خواہش پر نکاح کی تنسیخ کو خلع کہا جاتا ہے اور عموماً بیوی اپنے مہر یا اس کے کسی جزو سے دست بردار ہو کر اسے حاصل کرتی ہے۔جب یہ خلع باضابطہ عمل میں آجائے تو وہ کالعدم نہیں ہوسکتا۔طلاق کامل کا حق فریقین کو حاصل ہے اور والدین یا کسی اور فرد یا افراد کی رضامندی ضروری نہیں۔اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ شوہر اگر چاہے تو عدالت کی مداخلت کے بغیر اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے اور رضامندی سے بھی دی جاسکتی ہے۔عدالت سے رجوع کرنے کی نوبت اس وقت آتی ہے جبکہ بیوی طلاق لینا چاہے اور شوہر اس سے انکار کرے۔

عدالت جن عذرات کی بناء پر طلاق کا فیصلہ صادر کرتی ہے وہ تین اقسام سے تعلق رکھتے ہیں، جو مذہبی، اخلاقی، یا جسمانی کہلاتے ہیں۔ مذہبی عذر کی بناء پر کسی فریق کے مرتد ہوجانے سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے۔اس کیلئے قانونی فیصلے کی ضرورت نہیں ہوتی۔جن عذرات سے اخلاقی ضرر پہنچتا ہے ان میں سے حسب ذیل قانونی فیصلے کے ذریعہ طلاق حاصل کرنے کیلئے کافی ہیں۔

اگر شوہر اپنی بیوی کو گداگری پر مجبور کرے یا اس سے بے رحمی سے پیش آئے۔داشتہ کو گھر میں لاکر بسائے یا بیوی پر بے وفائی کا الزام لگائے۔اگر ان میں سے کوئی صورت بھی پیدا ہوجائے تو عدالت پر بصورت ثبوت طلاق کا فیصلہ دینا لازم ہوجاتا ہے۔جسمانی پہلو کی حد تک بھی قانون مساوی طور پر سخت ہے اور بیوی کے اہم مفاد کی حفاظت کرتا ہے، جبکہ ایسا کوئی قانون عیسائیت میں نہیں پایا جاتا۔اگر شوہر نامرد ہے یا نامرد ہوجائے تو فطری اور قانونی طور پر بیوی کو طلاق لینے کا حق حاصل ہے۔وہ ایسی صورت میں بھی طلاق لے سکتی ہے اگر اس کا شوہر اس سے بالکل بے تعلق ہوجائے۔مختصر یہ کہ مسلم شوہر شرعاً مجبور ہے کہ وہ اپنی بیوی کی راحت وآسائش کا خیال رکھے اور اس کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی فلاح کو اپنا

فرض سمجھے۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو اسے اپنی بیوی کی استدعا پر طلاق دے دینا چاہیے۔

اسلام بہ حیثیت کلّی جنسی اتحاد کو ایک لازمی اور دوامی اہمیت رکھنے والا عنصر سمجھتا ہے، اس لئے وہ نہایت موثر اور پر جوش پیرائے میں تلقین کرتا ہے کہ کسی عورت کے ساتھ ایک مرتبہ بھی صحبت کرنے سے مرد پر اس کی اور امکانی بچے کی کفالت کی اہم ترین ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے، اور جو ان ذمہ داریوں سے سبکدوش نہیں ہو سکتا وہ اس فعل کو معمولی اور غیر اہم بھی نہیں کہہ سکتا۔

اسلام نے ازدواج کے ذریعہ جہاں حیاتیاتی بنیادی صداقتوں کو تسلیم کیا وہاں انسانی فطری کمزوریوں کو ملحوظ رکھ کر ادارہ ازدواج کو اس قدر لچک دار، عقلی اور انسانی بنا دیا ہے کہ قریباً چودہ صدی کے بے شمار انقلابات کے باوجود وہ آج بھی ویسا ہی سہل العمل اور قابل قبول ہے جیسا کہ وہ اپنے ابتدائی دور نفاذ میں تھا۔ اس کی لچکدار اور ہمہ گیر خصوصیات ہر صاحب عقل کو دعوت فکر و عمل دیتی ہے۔

عورت اور عیسائیت (Women and christianity) :

عیسائیت نے عورت کی فطرت سے متعلق غلط تصورات پیش کر کے اسے ایک ذلیل اور اچھوت مخلوق قرار دیا۔ مردوں کو ان منہیات سے شہ مل گئی اور عورتوں میں ایسے ذلت آمیز تصورات سے بغاوت کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ حضرت مسیح کا غیر شادی شدہ رہنا رہبانیت اور عیاشی دونوں کا سبب بن گئے۔ اہل کلیسا کے نزدیک جنسی محبت یا عورت کا دوسرا نام گناہ ہے۔ ’’عورت کی بانہیں شکاریوں کے دام ہیں‘‘۔ ’’ہمیں عورت پر کوئی اعتماد نہ کرنا چاہیے‘‘۔ ’’اس ڈالی پر تکیہ نہ کرو جو آندھیوں سے ٹوٹ چکی، اس کا جسم گھاس کی مانند ہے اور اس کی ساری بہار لالہ صحرائی کی طرح آن واحد میں ختم ہو جاتی ہے‘‘۔ ’’عورت کے مکر وفریب کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا‘‘ انجیل میں درج ہے کہ ’’عورت موت سے زیادہ تلخ ہے‘‘ عہد قدیم کی کتاب واعظ میں لکھا ہے۔ ’’جو کوئی خدا کا پیارا ہے وہ اپنے آپ کو عورت سے بچائے گا۔ ہزار آدمیوں میں ایک خدا کا پیارا ہوتا ہے لیکن تمام عالم کی عورتوں میں ایک عورت بھی ایسی نہیں جو خدا کی پیاری قرار دی گئی ہو۔‘‘

اسپارٹا، یونان اور چین میں بھی عورت کو کم درجہ کی مخلوق سمجھا جاتا تھا چنانچہ یونانی اپنے تمدن کی انتہا پر پہنچنے کے بعد بھی عورت کی قدر نہ سمجھ سکے۔ افلاطون نے ’’ریاست‘‘ میں صرف بیسوا کو جگہ دی ہے اور اس کے سوا ہر عورت کو تعلیم و تربیت سے محروم کر دیا ہے۔

دنیا کی دیگر قوموں کا بھی یہی حال تھا۔ بعض نے تو عورت سے اپنی نفرت کو انتہا تک پہنچا دیا۔

’’تقدیر، زہر، زہریلے سانپ، جہنم اور موت سے بڑھ کر صرف عورت ہو سکتی ہے۔ کسی عورت کو زانیہ کہنے کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ کسی مرد کے ساتھ اتنی دیر علیحدہ رہی ہو جتنی دیر میں انڈا تلا جا سکتا ہے۔‘‘

فحاشی کے اس ’’مذہبی دور‘‘ کے بعد انسانی سماج میں بیروزگاری کا ظہور ہوا اور بڑھتی ہوئی احتیاجات کی تسکین کیلئے دیہاتی آبادی نے شہروں کا رُخ کیا۔ تجارت پیشہ افراد کی بالواسطہ ضرورت نے قحبہ خانے اور چکلے کھول دیئے۔ فحاشی کی جڑیں مذہبی تعیّشات کو چھوتی ہوئی سماج کے قلب میں اترنے لگیں۔ وہ قانون کا سہارا لے کر سر بازار چلنے لگیں، افلاطون کی طرح آج بعض علمائے اخلاق کی یہ رائے ہے کہ زن فاحشہ ’’اخلاق عامہ کی غیر اخلاقی محتسب ہے‘‘ وہ دوشیزگی اور عصمت کی محافظ ہے۔ بگڑے ہوئے نوجوانوں کی نفسانی خواہشات کو ٹھنڈا کر کے شریف خاندانوں کی عزت وآبرو بچا لیتی ہے۔

عورت کی یک زوجی عصمت اور مرد کی چند زوجی یا ہرجائی پن ایسی متضاد صورتیں ہیں جو تمدن کے نقطۂ آغاز سے موجود ہیں اور عالم نسوانی میں ان کی وجہ سے بڑا اضطراب پھیلا ہوا ہے۔ پھر اخلاقی اور ملکی قوانین بھی مرد ہی کے ساتھ رعایت کرتے ہیں۔ اس ناانصافی نے بھی عورت کی عصمت کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ بہت سی کنواری اور شادی شدہ عورتیں ترک دنیا پر اس لئے مائل ہو جاتی ہیں کہ وہ نامراد جنسی اتحاد کے انجام کو برداشت نہیں کر سکتیں۔ وہ سماجی ناانصافیوں سے تنگ آ کر ایسے عبادت خانوں میں پناہ لیتی ہیں جہاں ان بیچاریوں کو رہبانی زندگی کی بجائے مجبوراً سیاہ کاری کی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔

فحاشی کی اشاعت میں اور اسباب بھی کام کرتے رہتے ہیں، جیسے ناکام ازدواج، مرد کی خودغرضی اور بے وفائی۔ شہوانی ماحول سے بھی اعصابی ہیجان بڑھ جاتا ہے۔ عورت کی دلفریب نفاست، گندا ادب کا مطالعہ سیر وتفریح سے ہمارے نوجوان بے قابو ہو جاتے ہیں۔ نام نہاد شریف لڑکیاں اور عورتیں تہذیبی پروگراموں میں آزادی کے ساتھ حصہ لے رہی ہیں اور اپنا سب کچھ کھو کر یہ سمجھ رہی ہیں کہ انہوں نے اظہار ذات کا حق ادا کر دیا ہے۔

اسی طرح پیشہ ورانہ فحشیات بازار سے اٹھ کر حرم میں داخل ہوتی جا رہی ہیں۔ ان شوقیہ فحشیات میں بعض اوسط اور بڑے گھرانوں کی نا کتخدا لڑکیاں اور شادی شدہ عورتیں بھی مبتلا ہو گئی ہیں۔

ازدواجی زندگی کو کامیاب بنانے کی واحد صورت یہی ہے کہ فریقین جنسی اور ذہنی طور پر موزوں اور صحت مند ہوں۔ رشتہ ازدواج صرف ایک قانونی معاہدہ نہیں ہے، وہ اک باہمی نفسی کیفیت اور شخصی ربط کا نام ہے، جس میں وہ مختلف الجنس افراد کی ذمہ داریاں سمیٹ کر رفاقت کا درجہ حاصل کر لیتی ہیں۔ یہ رفاقت

ان کی گہری اور پُر جوش تمناؤں کی تسکین کا موجب ہوتی ہے۔ پائیدار ازدواجی باہمی اعتماد سے پیدا ہوتی ہے۔اس میں حیاتیاتی جو ہر بھی ہوتا ہے، مگر اتنا قوی نہیں کہ نفس کے اعلیٰ تقاضوں کو نظر انداز کر جائے۔

(۱۵.۳)ازدواجی تعلقات پر احادیث

(The marital relationship according to Hadees) :

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ تین اشخاص کی نماز ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی۔ ایک وہ شخص جو کہ قوم کی امامت کرے اور لوگ اس کو برا جانتے ہوں اور وہ عورت جس نے اس حالت میں رات گزاری کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہے۔ اور وہ مسلمان بھائی جو ایک دوسرے کو کسی دنیاوی وجہ سے چھوڑتے ہوں۔ (ابن ماجہ)

محمد بن یوسف، سفیان، ہشام، غزوہ عبداللہ بن زمعہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو غلام کی طرح نہ مارے کیونکہ یہ بات مناسب نہیں ہے کہ اوّل تو اسے مارے پھر آخیر دن اس سے جماع کرے۔ (صحیح بخاری باب ۱۲۳ حدیث ۱۸۹ صفحہ ۱۱۶)

اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا عورت پر سب آدمیوں سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر اس کی ماں کا۔ (حاکم)

حضرت میمونہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت خدا کی اطاعت کرے اور شوہر کا حق ادا کرے اور اسے نیک کام کی یاد دلائے اور اپنی عصمت اور اس کے مال میں خیانت نہ کرے تو اس کے اور شہیدوں کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا۔ پھر اس کا شوہر با ایمان نیک خو ہے تو جنت میں اس کی بیوی ہوگی، ورنہ شہداء میں سے کوئی اس کا شوہر ہوگا۔ (طبرانی)

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت پر شوہر کا حق یہ ہے کہ اس کے بچھونے کو نہ چھوڑے (ہم بستری کیلئے ہر وقت تیار رہے) اور اس کی قسم کو پورا کر دکھائے اور بغیر اس کی اجازت کے باہر نہ جائے اور ایسے شخص کو مکان میں نہ آنے دے جس کا آنا شوہر کو پسند نہ ہو۔ (طبرانی)

اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اس حال میں مری کہ شوہر راضی تھا وہ جنت میں داخل ہوگئی۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان مرد اپنی بیوی کو مبغوض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت بُری معلوم ہوتی ہے تو دوسری پسند ہوگی یعنی تمام عادتیں بُری نہیں ہوں گی۔ جب کہ اچھی بری ہر قسم کی باتیں ہوں گی تو مرد کو یہ نہ چاہیے کہ خراب ہی عادت کو دیکھتا رہے بلکہ بُری عادت سے چشم پوشی کرے اور اچھی عادت کی طرف نظر کرے۔ (صحیح مسلم)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں۔
(صحیح بخاری باب ۱۴۸، حدیث ۲۲۴ صفحہ ۱۳۶)

محمد بن یوسف، سفیان، منصور، ابو وائل عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت کسی دوسری عورت سے مل کر اپنے خاوند سے اس کی اس طرح تعریف نہ کرے جیسے کہ اس عورت کو اصل میں دیکھ رہا ہے۔
(ترمذی جلد ثانی ابواب صفحہ ۱۰۷۔ بخاری جلد ثانی باب لاتیاالرقرہ المرۃ ص ۷(۱۵.۴)

سلیمان بن عبدالرحمان، علی بن حجر، عیسی بن یونس، ہشام بن عروحضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ گیارہ عورتوں نے ایک جگہ اکٹھا ہو کر باہم اقرار کیا کہ اپنے اپنے خاوندوں کا حال بیان کریں گے۔ پہلی عورت نے کہا ''میرا خاوند لاغر اونٹ کا گوشت ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہے، راستہ بڑا کھٹن ہے نہ چوٹی پر چڑھا جاتا ہے اور نہ وہ گوشت ہی عمدہ ہے کہ اس کے لانے کی خاطر مصیبت بھری جائے''۔ دوسری نے کہا ''میں اس کی حالت ظاہر کرتے ڈرتی ہوں کہ اس تذکرہ کے بعد میں کہیں اس کو چھوڑ نہ بیٹھوں، اگر ردکروں تو بتاؤں گی کہ اس میں کیا عیب و ہنر ہیں، ضعیفی کی وجہ سے اس کے جسم میں جگہ جگہ گانٹھیں پیدا ہوگئی ہیں اور ایسی ہی بیسیوں برائیاں ہیں۔'' تیسری بولی ''میرا خاوند لمبا تڑنگا ہے اگر اس کی کیفیت بیان کروں تو طلاق ملتی ہے اگر خاموش رہوں تو مجھے معلق چھوڑ رکھا ہے''۔ چوتھی نے کہا ''میرا خاوند تہامہ کی رات کی طرح متوسط ہے، نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈا، وہ ہمیشہ یکساں ہے، نہ زیادہ ڈرتا ہے نہ بہت اکتاتا'' پانچویں نے بیان کیا ''میرا شوہر اگر گھر میں آئے تو چیتا اور باہر جائے تو شیر، شریف ایسا کہ گھر میں کچھ ہوا کرے وہ باز پرس نہیں کرتا۔'' چھٹی نے کہا ''میرا شوہر کھاؤ ہے، کھانے بیٹھے تو سب چٹ کر جائے، جب سوئے تو اکیلا ہی پڑا رہے اور میری طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا کہ دکھ سکھ پوچھے۔'' ساتویں نے کہا ''میرا شوہر گم کردہ راہ اور عاجز ہے، وہ سینے سے دبانے والا اور عورت کا ہر عیب اس کیلئے

عیب ہے، اس میں سب برائیاں ہیں، اگر بات کرے تو سر پھوڑ دے اور زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گزرے اور گہرا زخم لگائے'' آٹھویں نے کہا ''میرے شوہر کا چھونا ایسا ہے جیسے خرگوش بس ہو جاتا وہ نازک ہے خوشبو اس کی ایسی ہے جیسا کہ زرنبہ کی خوشبو، وہ بہت ہی نازک ہے'' نویں نے کہا ''میرا شوہر اونچی تعمیروں والا، لمبے بر تلے والا اور بہت سخی، اس کا گھر مجلس شوری کے قریب ہے، وہ باتدبیر اور سمجھدار ہے''۔ دسویں نے کہا ''میرے شوہر کا نام مالک ہے بھلا مالک کی کیا تعریف کروں جو تعریف ذہن میں آسکے وہ بس اس کی تعریف ہے، وہ مہمانوں کیلئے ہمیشہ اونٹ ذبح کراتا ہے، چراگاہ سے زیادہ گھر پر اونٹ جمع رکھتا ہے اور گھنٹیوں کی آواز سن کر بتاتا ہے کہ اتنے اونٹ ذبح ہونے والے ہیں۔ ان کے مہمان موجود ہیں۔'' گیارہویں نے کہا ''میرا شوہر ابوزرع واہ واہ کیا کہنا، میرے کانوں کو زیور سے بوجھل کر دیا، میرے بازوؤں کو چربی سے بھر دیا اور مجھے اس قدر خوش رکھا کہ اس کی داد دینی پڑتی ہے۔ میرا خاندان اس نے ایسا پایا کہ جو بمشکل چند بکریوں والا تھا، میں ایک غریب لڑکی تھی وہ مجھے ایسے خوشحال خاندان میں لایا جو گھوڑوں کی ہنہناہٹ کرنے والے اور کجاوے کی آواز والے ہیں، ان کے یہاں گھوڑے اونٹ سبھی موجود ہیں، پھٹکنے والے آدمی بھی ان کے یہاں حاضر، ان کے یہاں میں بولتی تو میری عیب بینی کوئی نہ کرتا اور سوتی تو صبح کر دیتی، جب پانی پیتی تو نہایت اطمینان سے پیتی ابوزرع کی ماں یعنی میری خوش دامن وہ بھی بہت لائق عورت تھی۔ اس کے صندوق بھرپور تھے، اس کا گھر کشادہ اور اس کا بیٹا ابوزرع خوب تر۔ اس کی خواب گاہ جیسے کھجور کی شاخ کھینچنے کی جگہ ہوتی ہے یعنی چھریرے جسم کا، خوراک اس قدر کم کہ ایک دست چار ماہ کے بکری کے بچے کا اس کا پیٹ بھر دے۔ اپنی سوکن کیلئے ہر وقت باعث غیض، اس کی ملازمہ وہ بھی قابلِ تعریف، دوسرے لوگوں سے کہہ کر ہماری باتوں کو نہ پھیلانے والی اور ہمارے ذخیرے میں نقصان نہ کرنے والی، ہمارے گھر کو خس و خاشاک سے پاک کرنے والی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ ابوزرع باہر نکلا۔ دودھ بلویا جارہا تھا اور اس میں سے مکھن نکالنے کی تیاری ہو رہی تھی، میں نے باہر نکل کر دیکھا کہ ایک عورت جس کے ساتھ چیتے کی طرح دو ایسے بچے ہیں جو اس کے زیرِ بغل دو اناروں (پستانوں) سے کھیل رہے ہیں، وہ دونوں دودھ پی رہے تھے، اس عورت کو دیکھ کر ابوزرع نے مجھے طلاق دے دی اور اس عورت سے بیاہ رچالیا، اس کے بعد مجبوراً میں نے ایک ایسے آدمی سے نکاح کیا جو تیز رو گھوڑے پر سوار تھا، خطی نیزہ رکھتا تھا، اس نے بہت سی نعمتیں دیں اور ہر قسم کے مویشیوں میں سے ایک ایک جوڑا ہر

مویشی کا مجھے دیا اور کہا ام زرع خوب کھاؤ اور اپنے عزیز واقارب کو بھی ذخیرہ پہنچاؤ، اور صدقہ وخیرات کرنے کی بھی اجازت دی، اور بہت کچھ دیا مگر یہ سب کچھ دادو دہش ابوزرع کے ایک چھوٹے سے برتن کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ ایک روائت میں ہے رسول ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسے ابوزراع۔ (باب حسن المعاشرہ مع الاھل ج۲ص۷۸۰)

ابوالیمان، شعیب، ابوالزناد، الحرج، ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کو بلا اجازت شوہر کے، روزہ رکھنا جائز نہیں جبکہ وہ گھر حاضر ہو، اور نہ شوہر کی بے مرضی کسی کو گھر میں آنے دے، اور اگر عورت بے حکم شوہر کے اس کے مال میں سے خرچ کر دے تو مال کے ایک حصے کیلئے ذمہ دار رہے گی اور اس حدیث کو روزے کے بیان میں الوالرتاد نے بھی روایت کیا ہے۔

(صحیح بخاری باب ۱۱۶ حدیث ۱۸۰ صفحہ ۱۱۳)

لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے (عجیب معاملہ) دیکھا آپ ﷺ نے اسی جگہ کچھ چیز لینے کو ہاتھ بڑھایا پھر ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ پیچھے ہٹ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا (یا مجھے جنت دکھائی گئی)۔ میں نے اس سے انگور کے خوشے لینے کو ہاتھ بڑھایا میں لے لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم اس سے کھاتے رہتے، پھر میں نے دوزخ کی آگ دیکھی، میں نے آج کے دن سے بُرا موقع کبھی نہیں دیکھا اور اکثر دوزخ میں رہنے والیاں میں نے عورتیں دیکھیں۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان کی ناشکری کرنے کے سبب سے۔ کسی نے کہا کیا اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں یہ اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموشی کرتی ہیں، اگر عمر بھر کسی کے ساتھ بھلائی کرے پھر وہ تجھ سے کچھ تکلیف دیکھے تو کہنے لگے میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔ (صحیح بخاری باب ۱۱۸ حدیث ۱۸۲ صفحہ ۱۱۳)

محمد بن مقاتل، عبداللہ، اوزاعی، یحییٰ بن ابی کثیر، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا مجھے یہ خبر نہیں پہنچی کہ تو دن میں روزہ رکھتا ہے اور رات بھر قیام کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں (آپ کو معلوم ہے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح ہرگز روزہ نہ رکھو، تم افطار بھی کرو، رات کو قیام بھی کرو، سو بھی جایا کرو، اسی لئے کہ تجھ پر تیرے جسم کا حق ہے، تیرے نفس کا بھی حق ہے، تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ (صحیح بخاری باب ۱۱۹ حدیث ۱۸۴ صفحہ ۱۱۴)

(۱۵.۴) مباشرت، قران اور حدیث کی روشنی میں

(Sex according to the Quran and Hadees) :

تمہارے لئے روزوں کے زمانے میں راتوں کو اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے، وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کیلئے لباس ہو، اللہ کو معلوم ہو گیا کہ تم لوگ چپکے چپکے اپنے آپ سے خیانت کر رہے تھے، مگر اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور تم سے درگزر فرمایا، اب تم اپنی بیویوں سے شب باشی کرو اور جو لطف اللہ نے تمہارے لئے جائز کر دیا ہے اسے حاصل کرو۔ (سورۃ البقرہ۔ آیت ۱۸۷)

جب تم مسجدوں میں معتکف ہو تو بیویوں سے مباشرت نہ کرو۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۸۷)

حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں جو شخص ان مقرر مہینوں میں حج کی نیت کرے اسے خبردار رہنا چاہیے کہ حج کے دوران میں اس سے کوئی شہوانی فعل، کوئی بدعملی، کوئی لڑائی جھگڑے کی بات سرزد نہ ہو۔

(سورۃ البقرہ آیت ۱۹۷)

(احرام کی حالت میں میاں اور بیوی کے درمیان جنسی تعلقات بھی منع ہیں اور ایسی گفتگو بھی منع ہے جو جنسی جذبات کو ابھارتی ہو)

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور الفت پیدا کر دی۔ (القرآن سورۃ الروم آیت ۲۱)

جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی سے پیچھے کی طرف رہ کر مباشرت کرے تو ایسی صورت میں بھینگا بچہ پیدا ہوگا، چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: ''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں تم اپنی خواہش کے مطابق اپنی کھیتیوں میں جاؤ۔'' حضرت جابرؓ کے حوالے سے یہ حدیث دوسرے راویوں کے ذرائع سے بھی بیان ہوئی ہے لیکن یہ حدیث جوزہری کے حوالے سے بیان ہوئی اس میں یہ الفاظ ہیں، ''اگر کوئی چاہے تو پیچھے کی طرف رہ کر بھی مباشرت کر سکتا ہے لیکن مباشرت صرف ایک راستے (یعنی اندام نہانی) سے ہونی چاہیے۔ (صحیح مسلم باب ۵۶۲۔ حدیث ۳۳۹۱ صفحہ ۷۳۵)

جذامہ بنت وہب الاسدیہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''میں نے ارادہ کیا کہ دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ مباشرت کرنے کو منع کر دوں لیکن میں نے دیکھا اہلِ روم

اور اہلِ ایران ایسا کرتے ہیں اور اس سے ان کے بچوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔''

(صحیح مسلم باب ۱۶۶ حدیث ۱۹۴ صفحہ ۱۱۷)

عبداللہ بن محمد السماء، جویریہ، مالک بن انس، زہری عزیز، ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ مالِ غنیمت میں ہم کو قیدی لونڈیاں ملتی تھیں اور ہم ان سے عزل کرتے تھے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا جو روح دنیا میں آنے والی ہے وہ ضرور آئے گی، تمہاری تدبیر سے قیامت تک کچھ نہیں ہوگا۔ (صحیح بخاری باب ۱۳۲ حدیث ۱۹۹ صفحہ ۱۱۸-۱۱۹)

عبدالعلی بن حماد، یزیدین، زریع، لسیفد، قتادہ، انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک شب میں اپنی تمام ازدواج مطہرات سے مل لیا (مباشرت) کرتے تھے اور اس وقت آپ کی نو بیویاں تھیں۔ (صحیح بخاری۔ باب ۱۳ حدیث ۲۰۸ صفحہ ۱۲۱)

(۱۵.۵) لونڈی سے جنسی تعلقات (Sex with female captives) :

منکوحہ بیوی کی طرح لونڈی سے بھی جنسی تعلقات جائز ہیں اور اس کیلئے نکاح شرط نہیں بلکہ اس کا مالک ہونا کافی ہے۔ لونڈی اس عورت کو کہتے ہیں جو جنگ میں گرفتار کر کے حاصل کی جائے اور اُن کے کافر شوہر اس ملک میں موجود ہوں جس سے اسلامی مملکت کی جنگ ہو رہی ہو۔ گرفتار ہونے کے بعد ان کے نکاح ٹوٹے ہوئے سمجھے جائیں گے۔ ان لونڈیوں کے ساتھ ہمبستری کی جاسکتی ہے، بغیر نکاح کے، اور یہ بھی کیا جاسکتا ہے کہ ان کو نکاح کر کے بیوی بنایا جائے اور پھر ہمبستری کی جائے۔ پہلے گرفتار عورتیں سب کی سب حکومت کے حوالے کر دی جاتی ہیں۔ حکومت کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے ان کو رہا کر دے، فدیے کے بدلے یا مسلمان قیدیوں کے تبادلے میں، اور چاہے تو ان کو مسلمانوں میں تقسیم کر دے۔ ایک مسلمان صرف اُسی لونڈی سے ہمبستری کر سکتا ہے جو اسے حکومت کی طرف سے سپرد کی گئی ہو، خود کسی کافر خاتون کو گرفتار کر کے وہ ہاتھ تک نہیں لگا سکتا۔

جو اولاد اس لونڈی سے ہوگی وہ دوسری اولاد کی طرح جائز سمجھی جائے گی اور اس کے حقوق بھی برابر کے ہوں گے۔ لونڈی کا کسی اور سے نکاح بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد مالک کو یہ حق نہ ہوگا کہ اس سے مباشرت کرے مگر باقی گھر کا کام کرا سکے گا۔

جب لونڈی سے اولاد ہوجائے تو اس کو فروخت نہ کیا جاسکے گا اور مالک کے انتقال کے بعد وہ خودبخود آزاد ہوجائے گی۔ جیسے نکاح کے قانونی فعل کے بعد ایک عورت مرد کیلئے جائز ہوجاتی ہے اسی طرح کے قانونی فعل سے خواتین جنگی قیدی مختلف افراد کیلئے جائز قرار دے دی جاتی ہیں۔

مگر خدا کی شریعت مالدار لوگوں کو بے حساب لونڈیاں خرید کر عیاشی کرنے کی اجازت نہیں دیتی ہے۔ دراصل یہ تو ایک بے جا فائدہ ہے جو نفس پرست لوگوں نے قانون سے اٹھایا ہے۔ قانون بجائے خود انسانوں کی سہولت کیلئے بنایا گیا تھا۔ اس لئے نہیں بنایا گیا تھا کہ لوگ اس سے غلط فائدہ اٹھائیں۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ جیسے شریعت ایک مرد کو چار تک بیویاں دیتی ہے۔ اور اسے یہ حق بھی دیتی ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے کر دوسری بیوی لے آئے۔ یہ قانون انسانی ضروریات کو ملحوظ رکھ کر بنایا گیا تھا اب اگر کوئی شخص محض عیاشی کی خاطر یہ طریقہ اختیار کرے کہ چار بیویوں کو کچھ مدت رکھ کر طلاق دیتا اور پھر ان کی جگہ دوسری بیویوں کی کھیپ لاتا چلا جائے، تو یہ قانونی گنجائشوں سے ناروا فائدہ اٹھانا ہے، جس کی ذمہ داری خود اسی شخص پر عائد ہوگی نہ کہ خدا کی شریعت پر۔ اس طرح شریعت نے جنگ میں گرفتار ہونے والی عورتوں کو، جب کہ ان کی قوم مسلمان قیدیوں سے ان کا تبادلہ کرنے یا فدیہ دے کر چھڑانے کیلئے تیار نہ ہو تو، لونڈی بنانے کی اجازت دی، اور جن اشخاص کی ملکیت میں وہ حکومت کی طرف سے دے دی جائیں ان کو یہ حق دیا کہ ان عورتوں سے تمتع (مباشرت) کریں، تاکہ ان کا وجود معاشرے کیلئے اخلاقی فساد کا سبب نہ بن جائے۔ کیونکہ لڑائیوں میں گرفتار ہونے والے لوگوں کی کوئی تعداد معین نہ ہوسکتی تھی اس لئے قانوناً اس امر کی بھی کوئی حد مقرر نہیں کی جاسکتی تھی کہ ایک شخص بیک وقت کتنے غلام اور کتنی لونڈیاں رکھ سکتا ہے۔ لونڈیوں اور غلاموں کی خرید و فروخت کو بھی اس بنا پر جائز رکھا گیا کہ اگر کسی لونڈی یا غلام کا نباہ ایک مالک سے نہ ہوسکے تو وہ کسی دوسرے شخص کی ملکیت میں منتقل ہوسکے۔ اور ایک ہی شخص کی دائمی ملکیت مالک و مملوک دونوں کیلئے عذاب نہ بن جائے۔ شریعت نے یہ سارے قواعد انسانی حالات و ضروریات کو مدنظر رکھ کر بنائے تھے۔ اگر ان کو مالدار لوگوں نے عیاشی کا ذریعہ بنالیا تو اس کا الزام انہی پر ہے نہ کہ شریعت پر۔

(۱۶) نکاح

(Marriage contract)

۱۔ نکاح کرو جو تمہیں پسند آئیں عورتوں سے دو دو، اور تین تین اور چار چار اور اگر یہ خوف ہو کہ انصاف نہ کر سکو تو ایک سے۔ (القرآن۔ سورہ النساء آیت ۳)

۲۔ اپنے ہاں کی بے شوہر والی عورتوں سے نکاح کرو۔ (القرآن سورہ النور آیت ۳۱)

۳۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے جوانو تم میں جو نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کہ یہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہیں وہ روزے رکھے کہ روزہ قاطع شہوت ہے۔ (بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی)

۴۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں جو خدا سے پاک صاف ہو کر ملنا چاہتا ہے وہ عورتوں سے نکاح کرے۔ (ابن ماجہ)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جو میرے طریقے کو محبوب رکھے وہ میری سنّت پر چلے اور میری سنّت نکاح ہے۔ (بیہقی)

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "دنیا متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع عورت ہے۔" (مسلم و نسائی)

۷۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے "تقویٰ کے بعد مومن کیلئے نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اگر اسے حکم کرتا ہے تو وہ اطاعت کرتی ہے، اسے دیکھے تو خوش کر دے اور اس پر قسم کھا بیٹھے تو سچی بھی کر دے، کہیں چلا جائے تو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں بھلائی کرے۔" (ابن ماجہ)

۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے "جسے چار چیزیں ملیں اسے دنیا و آخرت کی بھلائی ملی۔ دل شکر گزار، زبان یاد خدا کرنے والی، بدن بلا پر صابر اور ایسی بیوی جو اپنے نفس اور مال میں خیانت نہ کرے۔" (طبرانی)

۹۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا جسے اللہ نے نیک بیوی نصیب کی اس کے نصف دین پر اعانت فرمائی تو نصف باقی میں اللہ سے ڈرے۔ (طبرانی۔حاکم)

۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے مال، حسب (یعنی خاندان) جمال اور دین، اور تو دین کو ترجیح دے۔

(بخاری۔مسلم۔ابوداؤد۔نسائی۔ابن ماجہ)

۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا ''تین اشخاص کی اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا، مکاتب کے آزاد کرنے کا ارادہ رکھنے والا اور پارسائی کے ارادہ سے نکاح کرنے والا'' (ترمذی۔ابن حسان۔حاکم)

۱۲۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہﷺ میں نے عزت و منصب اور مال والی ایک عورت پائی مگر اس کے بچہ نہیں ہوتا کیا میں اس سے نکاح کر لوں۔ حضورﷺ نے منع فرمایا۔ پھر دوبارہ حاضر ہو کر عرض کی۔ حضورﷺ نے منع فرمایا۔ تیسری مرتبہ حاضر ہو کر پھر عرض کی تو ارشاد فرمایا۔ ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی، بچہ جننے والی ہو کہ میں تمہارے ذریعے دوسری اُمتوں پر کثرت ظاہر کرنے والا ہوں۔ (ابوداؤد۔نسائی۔حاکم)

۱۳۔ ابن ابی حاتم، ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ نے جو تمہیں نکاح کا حکم فرمایا ہے اس کی اطاعت کرو اس نے جو غنی کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ پورا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے غنی کر دے گا (یعنی ضروریات پوری کر دے گا)۔ (بہارِ شریعت)

۱۴۔ ابو یعلی بابرؓ سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی نکاح کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے ہائے افسوس ابنِ آدم نے مجھ سے اپنا دو تہائی دین بچا لیا۔ (حدیث)

۱۵۔ ایک روایت ہے کہ حضورﷺ فرماتے ہیں جو اتنا مال رکھتا ہے کہ نکاح کرے پھر نکاح نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (بہارِ شریعت)

۱۶۔ شہوت کا غلبہ ہے اور معاذ اللہ اندیشہ زنا ہے اور مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو تو نکاح واجب ہے۔ (درمختار)

۱۷۔ جو اجنبی عورت کی طرف نگاہ اٹھنے سے روک نہیں سکتا یا معاذ اللہ ہاتھ سے (یعنی مشت زنی) کام لینا پڑے تو نکاح واجب ہے۔ (درمختار)

۱۸۔ اگر یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے سے زنا واقعہ ہو جائے گا تو نکاح کرنا فرض ہے۔ (درمختار)

۱۹۔ اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو نکاح مکروہ ہے اور اگر اس بات کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام ہے مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔ (درمختار)

۲۰۔ نکاح اور اس کے حقوق ادا کرنا اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا نوافل میں مشغول رہنے سے بہتر ہے۔

(۱۶.۱) نکاح کے مقاصد (The purpose of marriage) :

(۱) جنسی تعلقات کو منظم کرنا تا کہ اخلاق اور عفت کی حفاظت ہو سکے۔

''بس ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں''۔ (قرآن پاک۔سورہ نساء۔آیت ۳)

عائلی زندگی ہمارا طریق ہے اور جو اس سے منہ پھیرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(حدیث شریف۔ترمذی)

''جب کوئی ایسا شخص پیغام نکاح دے جس کا دین اور اخلاق پسندیدہ ہوں تو اس سے نکاح کرو۔ ورنہ زمین میں فتنہ وفساد پھیلے گا۔'' (حدیث شریف۔ابن عدی القعنار)

''عورتوں کو ان کی پسند کی شوہروں سے نکاح کراؤ'' (حدیث شریف۔حاکم)

''نکاح کا اعلان کرو'' (حدیث شریف۔مسند احمد)

''مغیرہ بن شعبہؓ نے ایک عورت کو پیغام نکاح دیا۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ تم اس عورت کو دیکھ لو اس کے بعد توقع ہے کہ الفت واتحاد قائم رہے۔'' (حدیث شریف۔ترمذی)

(۲) بے لگام جنسی تعلقات، زنا اور اس کے عواقب کی روک تھام کرے۔

(قرآن حکیم۔سورہ النور۔آیت نمبر ۲۴۔۲۳)

(۳) زوجین اپنے مطالبات جسم اور نفس کی تسکین کا سامان منظم انداز میں کر سکیں۔

(قرآن حکیم۔سورہ روم۔آیت نمبر ۳)

(۴) بقا اور تکثیر نسل ہو سکے۔ (سورہ النور۔آیت ۲۲۔۲۳)

(۵) اس تعلق کی بناء پر ایک دوسرے کا ہاتھ اس طرح بٹائیں کہ آنے والی نسل کی مناسب پرورش اور تربیت ہو سکے۔

نکاح میں یہ امور مستحب ہیں: اعلانیہ ہونا، نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا، کوئی سا خطبہ ہو مگر بہتر ہے کہ حدیث سے ہو، مسجد میں ہونا، جمعہ کے دن، گواہان عادل کے سامنے، عورت عمر حسب، مال، عزت میں مرد سے کم ہو اور چال چلن، اخلاق، تقویٰ اور جمال (یعنی خوبصورتی) میں زیادہ ہو۔ (درمختار)

عورت کو چاہیے کہ ایسے مرد سے نکاح کرے جو دیندار، خوش خلق، مالدار اور سخی ہو، فاسق اور بدکار سے نہیں۔

جوان لڑکی کا بوڑھے سے نکاح نہ کرے۔

ایجاب وقبول: جو کہے کہ میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا وہ ایجاب ہے اور جو دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا وہ قبول ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کی طرف سے قبول، بلکہ اس کا الٹ بھی ہوسکتا ہے۔ (درمختار۔ دوالمختار)

عورت نے مرد سے کہا میں نے تجھ سے اپنا نکاح کیا اس شرط پر کہ مجھے اختیار رہے کہ جب چاہوں اپنے کو طلاق دے لوں۔ مرد نے قبول کیا تو نکاح ہو گیا اور عورت کو اختیار رہا جب چاہے اپنے کو طلاق دے لے۔ (عالمگیری)

مسدد، یحییٰ، عبداللہ، سعید، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بوقت نکاح عورت کی چار باتیں دیکھی جاتی ہیں مال، نسب، خوبصورتی، دین تجھے دیندار کو حاصل کرنا چاہیے (اگر تو نہ مانے) تو تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں۔ (صحیح بخاری باب ۴۵ حدیث ۸۱ صفحہ ۷۵)

عبدانؒ، عبداللہؒ، عاصمؒ، شعبیؒ، جابر بن عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی مرد اپنی بیوی کی بھانجی یا بھتیجی سے نکاح کرے۔ یہ حدیث داؤد بن عون نے شعبی سے اس نے ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ (صحیح بخاری باب ۵۷ حدیث ۹۸ صفحہ ۸۲)

عبداللہ بن یوسفؒ، مالکؒ، نافعؒ، ابن عمر رضیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ مرد اپنی بیٹی کا اس شرط پر نکاح کرے کہ وہ دوسرا اپنی بیٹی کا اس سے نکاح کر دے اور دونوں کے درمیان مہر کچھ نہ ہو۔ (صحیح بخاری۔ باب ۵۸ حدیث ۱۰۱ صفحہ ۸۲)

مالک بن اسمعیلؒ، ابن عبنیہؒ، حسن بن علیؒ اور اس کے بھائی عبداللہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ابن عباس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر میں نکاح متعہ اور گدھے کے گوشت

سے منع فرمایا۔ (صحیح بخاری۔ باب ۶۱ حدیب ۱۰۴ صفحہ ۸۴)

یحییٰ بن سلیمانؒ، ابن وہبؒ، یونسؒ، احمد بن صالحؒ، عنبہؒ، ابن شہابؒ، عروہ بن زبیرؒ، حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں چار طرح کا نکاح تھا۔ ایک نکاح تو یہی تھا جو آج کل لوگ کرتے ہیں۔ ایک آدمی دوسرے کے پاس اس کی ولیہ کا پیغام بھیجتا تھا اور اُسے مہر دے کر اُسے بیاہ لاتا تھا۔ نکاح اس طریقے پر بھی تھا کہ کوئی مرد اپنی بیوی سے کہہ دیتا تھا جب تو ایام سے پاک ہو جائے تو فلاں مرد کے پاس چلی جانا اور اس سے فائدہ حاصل کر لینا پھر شوہر اس عورت سے جدا ہو جاتا تھا اور اس کے قریب نہ جاتا تھا جب تک کہ اس مرد کا حمل ظاہر نہ ہو جاتا، جب اس کا حمل ظاہر ہو جاتا تو اس کا شوہر جب دل چاہتا اس کے پاس چلا جاتا۔ یہ سب کچھ اس لیے کیا جاتا تھا کہ بچہ اعلیٰ نسل کا پیدا ہو۔ اس نکاح کو نکاح استبفاع کہتے تھے۔ تیسرے نکاح کی قسم یہ تھی کہ چند آدمی (دس سے کم) جمع ہو کر ایک عورت سے صحبت کرتے تھے، جب اُسے حمل رہ جاتا اور اس کا بچہ پیدا ہو جاتا اور اُسے کئی دن ہو جاتے تو وہ سب کو بلواتی۔ ان میں سے کسی کو یہ طاقت نہ ہوتی کہ وہ آنے سے انکار کر دے۔ جب سب جمع ہو جاتے تو وہ کہتی تم سب کو اپنا حال معلوم ہے اور میرے ہاں تمہارا بچہ پیدا ہوا ہے، اے فلاں یہ تیرا بیٹا ہے، جو تیرا دل چاہے اس کا نام رکھ (تجھے اختیار ہے)۔ وہ بچہ اس کا ہوتا تھا اور اُسے انکار کرنے کی مجال نہ ہوتی تھی۔ چوتھے قسم کا نکاح یہ تھا کہ بہت سے آدمی ایک عورت سے صحبت کر جایا کرتے تھے اور وہ کسی آنے والے کو منع نہ کرتی تھی، دراصل یہ رنڈیاں تھیں۔ انہوں نے نشانی کے واسطے دروازوں پر جھنڈے نصب کر رکھے تھے کہ جو چاہے ان سے صحبت کرے۔ جب ان میں سے کسی کو پیٹ رہ جاتا اور بچہ پیدا ہو جاتا تو وہ سب جمع ہو کر علم قیافہ کے جاننے والے کو بلاتے، وہ جس کے مشابہہ دیکھتے اس سے کہہ دیتے یہ تیرا بیٹا ہے۔ وہ اس کا بیٹا ہو جاتا اور وہ بچہ اس شخص کا بیٹا کہہ کر پکارا جاتا اور وہ مرد اس سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ جب آنحضرت ﷺ، نبی معبوث ہوئے تو سب قسم کی زمانہ جاہلیت کی شادیاں باطل کر دی گئیں۔ صرف آج کل کی شادی کا مروجہ طریقہ جائز رکھا گیا ہے۔ (صحیح بخاری۔ باب ۶۶ حدیث ۱۱۴۔ صفحہ ۸۸۔ ۸۹)

”تم پر حرام ہیں تمہاری مائیں تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ ماں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیویوں کی لڑکیاں جن سے تم جماع کر چکے ہو اور اگر تم

نے ان سے جماع نہ کیا ہو تو ان کی بیٹیوں میں گناہ نہیں، اور تمہارے ان بیٹیوں کی بیویاں جو تمہارے صلب سے ہوں، اور تم پر حرام ہے کہ ایک نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرو۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے، اور حرام ہیں شوہر والی عورتیں علاوہ ان کافروں کی عورتیں جو (جنگ میں) تمہاری ملک میں آ جائیں۔ یہ اللہ کا نوشتہ ہے اور ان کے سوا جو ہیں وہ تم پر حلال ہیں، کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو۔ پارسائی کرتے ہوئے نہ کہ زنا کرتے ہوئے''۔ (القرآن سورہ النساء آیت ۲۳۔۲۴)

''مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ بے شک مسلمان باندی مشرک سے بہتر ہے اگرچہ تمہیں یہ بھلی معلوم ہوتی ہوں۔ اور مشرکوں سے اپنی عورتوں کا نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں، بے شک مسلمان غلام مشرک سے بہتر ہے، اگرچہ تمہیں یہ اچھا معلوم ہوتا ہو۔ یہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ بلاتا ہے جنت اور مغفرت کی طرف، اپنے حکم سے، اور لوگوں کیلئے نشانیاں ظاہر فرماتا ہے تاکہ لوگ نصیحت مانیں۔'' (القرآن سورہ النساء آیت ۲۲۱)

یہودیہ اور نصرانیہ (عیسائی عورت) سے مسلمان کا نکاح ہو سکتا ہے مگر چاہیے نہیں کیونکہ اس سے بہت سے مفاسد کا دروازہ کھلتا ہے (عالمگیری وغیرہ) مگر یہ جواز اسی وقت تک ہے جب کہ وہ اپنے اس مذہب یہودیت یا عیسائیت پر ہوں اور اگر صرف نام کی یہودی یا عیسائی ہوں اور حقیقتاً دہریہ یا کوئی اور مذہب (کمیونسٹ) رکھتی ہوں جیسے آج کل کے عیسائیوں کا کوئی مذہب ہی نہیں تو ان سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ (بہار شریف)

جس عورت کو زنا کا حمل ہے اس سے نکاح ہو سکتا ہے، پھر اگر اسی کا وہ حمل ہے تو وطی بھی کر سکتا ہے اور اگر دوسرے کا ہے تو جب تک بچہ نہ ہو وطی جائز نہیں۔ (درمختار)

جس عورت کا حمل ثابت النسب ہے اس سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ (عالمگیری)

متعہ حرام ہے، یوں بھی اگر کسی خاص وقت تک کیلئے نکاح کیا تو یہ نکاح بھی نہ ہوا۔ اگرچہ دو سو برس کیلئے کرے۔ (درمختار)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک لڑکی حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اس کے باپ نے نکاح کر دیا، اور وہ اس نکاح کو ناپسند کرتی ہے۔ حضور ﷺ نے اسے اختیار دیا، یعنی چاہے نکاح رکھے یا اسے ختم کر دے۔ (ابوداؤد)

عورت بالغہ، عاقلہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا، نہ اس کا باپ نہ بادشاہ۔ اسی طرح مرد بالغ آزاد کا عقد نکاح بلا اس کی مرضی کے کوئی نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری۔ درمختار)

عورت سے اجازت لینے گئے، اس نے کہا کہ کسی اور سے ہوتا تو بہتر تھا، تو یہ انکار ہے اور اگر نکاح کے بعد خبر دی گئی اور عورت نے وہ ہی لفظ کہے تو قبول سمجھا جائے گا۔ (درمختار)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ایسا شخص پیغام بھیجے جس کے خلق و دین کو پسند کرتے ہو تو نکاح کر دو۔ اگر نہ کرو گے تو زمین پر فتنہ و فساد عظیم ہو گا۔ (ترمذی۔ حاکم۔ ابن ماجہ)

ایسی تمام عورتیں بھی حرام قرار دے دی گئیں جو کسی دوسرے کے نکاح میں ہوں۔ ان کے علاوہ تمام عورتوں سے ناجائز جنسی تعلق کو حرام قرار دے دیا، پھر نکاح کے احکام کے ذریعہ جنسی تعلقات کی تنظیم کر دی گئی جس کے اثرات ہماری معاشی اور معاشرتی زندگی کے ہر شعبہ پر محیط ہیں۔ اس طرح خاندان کی تاسیس و تنظیم کے بعد مرد اور عورت کے باہمی حقوق اور ذمہ داریوں کا بھی تعین کر دیا۔

اس پس منظر میں خاندانی زندگی کی ترتیب سے متعلق ہم چند اہم اسلامی قوانین اور احکام کا ذکر کریں گے جن سے یہ واضح ہو جائے گا کہ اسلامی احکام کس قدر حقیقت پسندی پر مبنی اور فطرت انسانی کے عین مطابق ہیں۔

(۱۶.۲) نکاح (شادی) کا مہر

(Gift to wife at the marriage ceremony) :

عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دو پھر اگر وہ خوش دلی سے اس میں سے کچھ تمہیں واپس دے دیں تو اسے کھاؤ۔ (القرآن سورہ النساء آیت ۴)

تم پر کچھ مطالبہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دو قبل اس کے کہ تم نے ان کو ہاتھ لگایا (یعنی ہمبستری نہ کی) یا مہر مقرر نہ کیا ہو۔ مگر ان کو کچھ استعمال کرنے کو دو۔ مال دار پر اس کی حیثیت کے مطابق، حسب دستور استعمال کرنے کی چیزیں واجب ہیں بھلائی والوں پر۔ اور اگر تم نے ہاتھ لگانے سے (یعنی ہمبستری کرنے سے) پہلے طلاق دے دی اور ان کیلئے مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا مقرر کیا اس کا نصف واجب

ہے۔الّا یہ کہ عورتیں معاف کردیں۔(بہتر یہ ہے کہ)وہ زیادہ دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے (یعنی شوہر)۔ اے مردو تمہارا زیادہ دینا پرہیزگاری سے زیادہ نزدیک ہے۔آپس میں احسان کرنا نہ بھولو۔بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ (القرآن سورہ البقرہ آیت ۲۳۶۔۲۳۷)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے نکاح کیا اور مہر کچھ نہیں بندھا اور دخول (یعنی ہمبستری) سے قبل اس شخص کا انتقال ہوگیا۔ابن مسعودؓ نے فرمایا عورت کو مہر مثل ملے گا (یعنی اس کے خاندان میں جو عمومی رواج تھا اس کے مطابق)،کم نہ زیادہ،اور اس پر عدت ہے اور اسے میراث ملے گی،معقل بن سنان اشعیؓ نے کہا کہ بروع بنت واسق کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی حکم فرمایا تھا۔یہ سن کر ابن مسعودؓ خوش ہوئے۔ (ابوداؤد۔ترمذی۔نسائی۔داری)

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا وہ مہر بہتر ہے جو آسان ہو۔ (حاکم بیہقی)

حضرت صہیبؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص نکاح کرے اور نیت یہ ہو کہ عورت کو مہر میں کچھ نہ دے گا،زانی مرے گا۔ (ابویعلی۔طبرانی)

مہر کم سے کم دس درہم ہے(۱۵۵ روپے)اس سے کم نہیں ہوسکتا۔ (عالمگیری)

نکاح میں دس درہم یا اس سے کم مہر باندھا گیا تو دس درہم واجب ہیں اور زیادہ باندھا گیا تو جو مقرر ہوا وہ واجب ہے۔ (مستعون)

عورت سارا مہر یا اس کا کچھ حصہ معاف کرسکتی ہے۔بشرطیکہ شوہر نے دینے سے انکار نہ کیا ہو۔ (درمختار)

مہر تین قسم کا ہوتا ہے(۱) معجّل: یہ خلوت (یعنی ہمبستری) سے قبل دینا ہوتا ہے۔(۲) موجّل: اس کیلئے کوئی معیاد مقرر ہوتی ہے(۳) مطلق: نہ ہمبستری سے قبل اور نہ مقرر معیاد تک دینا ضروری ہوتا ہے (بلکہ جب چاہے دے سکتا ہے)

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کچھ معجّل اور کچھ مطلق ہو۔مہر معجّل وصول کرنے کیلئے عورت اپنے شوہر کو ہمبستری سے روک سکتی ہے،خواہ کُل معجّل ہو یا کچھ حصہ۔شوہر کو حلال نہیں کہ عورت کو مجبور کرے چاہے اس سے قبل عورت کی رضامندی سے ہمبستری وخلوت ہوچکی ہو،یعنی یہ حق عورت کو ہمیشہ حاصل ہے جب تک وصول نہ کرے۔اسی طرح اگر شوہر سفر میں لے جانا چاہتا ہے تو مہر معجّل وصول کرنے کیلئے جانے سے انکار کرسکتی ہے،اسی طرح اگر مہر مطلق ہو اور وہاں کا طریقہ ہے کہ ایسے مہر میں سے کچھ حصہ ہمبستری یا خلوت سے

پہلے ہی ادا کردیا جاتا ہے تو خاندان میں جتنا خلوت سے قبل ادا کرنے کا رواج ہے اس کا حکم مہر معجّل کا ہے، یعنی اس کے وصول کرنے کیلئے ہمبستری اور سفر سے منع کرسکتی ہے۔اگر مہر موجل ہے اور معیاد یہ ٹھہری کہ موت یا طلاق پر وصول کرنے کا حق ہے تو جب تک طلاق یا موت واقع نہ ہو وصول نہیں کرسکتی،جیسے کہ عموماً ہمارے ہاں یہی طریقہ کا ررائج ہے کہ مہر موجل سے یہی سمجھا جاتا ہے۔ (عالمگیری۔درمختار)

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؓ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا مہر کیا ہوتا تھا؟انہوں نے جواب دیا بارہ مقیاش اور ایک ناش۔پھر انہوں نے پوچھا کہ تم جانتے ہو الناش کیا ہے۔میں نے کہا نہیں۔انہوں نے کہا یہ اوقیہ کے نصف ہے۔جو پانچ سو درہم کے برابر ہے اور یہ وہ مہر تھا جو رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات کو دیا کرتے تھے۔(۵۰۰ درہم=۷۷۵۰روپے)

(صحیح مسلم باب ۵۵۱ صفحہ ۷۱۹ حدیث ۳۳۱۸)

(۱۶.۳)شادی اور ولیمے کی تقریبات

: (Receptions at the Marriage Ceremony)

مسدد بشرین مفضلؓ،خالد بن زکوانؓ،ربیع بنت مسعود عضرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میری رخصتی ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ میرے بستر پر آکر اس طرح بیٹھ گئے جیسے تو میرے پاس بیٹھا ہے اور چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجا بجا کر شہداء بدر کا مرتبہ گانے لگیں۔ایک ان میں سے پڑھنے لگی کہ ہم میں ایک نبی ہیں جو کل کا حال جانتے ہیں (کل کیا ہوگا) آپ ﷺ نے فرمایا اس شعر کو چھوڑ و اور جو پہلے کہہ رہی تھیں وہ ہی کہے جاؤ۔ (صحیح بخاری باب ۷۸ حدیث ۱۳۳ صفحہ ۹۵)

فضل بن یعقوبؓ،محمد بن سابقؓ،اسرائیل ہشامؓ،بن عروہؓ،حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک یتیم لڑکی کو ایک انصاری شخص کے ساتھ بیاہ دیا تو نبی ﷺ نے پوچھا۔"اے عائشہؓ تمہارے پاس سرود(بچوں کا گانا) کیا تھا کیونکہ انصار کو سرود اچھا معلوم ہوتا ہے۔"

(صحیح بخاری باب ۹۲ حدیث ۱۴۸ صفحہ ۹۹)

محمد بن یوسفؓ،سفیانؓ،منصور بن صفیہؓ،صفیہ بنت سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں،کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض بیویوں کا ولیمہ صرف ۴ سیر جو ہی میں کردیا تھا۔(صحیح بخاری باب ۱۰۰ حدیث ۱۵۸ صفحہ ۱۰۳)

عبداللہ بن یوسفؒ، مالکؒ، نافعؒ، عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''اگر تمہیں کوئی دعوت ولیمہ کیلئے بلائے تو ضرور جاؤ۔''

(صحیح بخاری باب ۱۰۱ حدیث ۱۵۹ صفحہ ۱۰۳)

عبداللہ بن یوسفؒ، مالکؒ، ابن شہاب عرجؒ، ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جس ولیمہ میں امراء کی دعوت ہو اور غرباء نہ بلائے جائیں تو وہ کھانا سب سے زیادہ بُرا ہے اور جو شخص دعوت ولیمہ کو چھوڑ دے تو گویا اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔

(صحیح بخاری باب ۱۰۲ حدیث ۱۶۳ صفحہ ۱۰۴)

(۱۶.۴) نبی کریم ﷺ❶ کی شادیاں (The Prophet's marriages) :

اے نبی ﷺ ہم نے تمہارے لئے حلال کر دیں تمہاری وہ بیویاں جن کے مہر تم نے ادا کئے ہیں اور وہ عورتیں جو اللہ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے تمہاری ملکیت میں آئیں اور تمہاری وہ چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد اور خالہ زاد بہنیں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ہے اور وہ مومن عورت جس نے اپنے آپ کو نبی ﷺ کیلئے ہبہ کیا ہو، اگر نبی ﷺ اُسے نکاح میں لینا چاہیں۔ یہ رعایت خالصتاً تمہارے لئے ہے، دوسرے مومنوں کیلئے نہیں ہے۔ ہم کو معلوم ہے کہ عام مومنوں پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں ہم نے کیا حدود عائد کئے ہیں (تمہیں ان حدود سے ہم نے اس لئے مستثنیٰ کیا ہے) تا کہ تمہارے اوپر کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ غفور و رحیم ہے۔ تم کو اختیار دیا جاتا ہے کہ اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہو اپنے سے الگ رکھو، جسے چاہو اپنے ساتھ رکھو اور جسے چاہو الگ رکھنے کے بعد اپنے پاس بلا لو، اس معاملے میں تم پر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس طرح زیادہ توقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور وہ رنجیدہ نہ ہوں گی اور جو کچھ بھی تم ان کو دو گے اس پر وہ سب راضی رہیں گی۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم لوگوں کے دلوں میں ہے اور اللہ علیم و حلیم ہے۔ اس کے بعد تمہارے لئے دوسری عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ اس کی اجازت ہے کہ اس کی جگہ اور بیویاں لے آؤ خواہ ان کا حسن تمہیں کتنا ہی پسند ہو، البتہ لونڈیوں کی تمہیں اجازت ہے، اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے''۔ (سورہ الاحزاب آیات ۵۰-۵۱-۵۲)

❶ May Allah bless him with eternal peace.

(ا) محمد ﷺ کو چار سے زیادہ بیویوں کی اجازت:

(ا) یہ دراصل جواب ہے ان لوگوں کے اعتراض کا جو کہتے تھے کہ محمد ﷺ دوسرے لوگوں کیلئے تو بیک وقت چار سے زیادہ بیویاں رکھنا ممنوع قرار دیتے ہیں مگر انہوں نے یہ پانچویں بیوی کیسے کر لی۔ اس اعتراض کی بنیاد یہ تھی کہ حضرت زینبؓ سے نکاح کے وقت نبی ﷺ کی چار بیویاں موجود تھیں۔ ایک حضرت سودہؓ جس سے سن ۲ قبل ہجرت میں آپ ﷺ نے نکاح کیا تھا۔ دوسری حضرت عائشہؓ جن سے نکاح تو سن ۳ قبل ہجرت میں ہو چکا تھا مگر ان کی رخصتی شوال سنہ ۱ ھجری میں ہوئی تھی۔ تیسری حضرت حفصہؓ جن سے شعبان سن ۳ ھجری میں آپ ﷺ کا نکاح ہوا، اور چوتھی حضرت اُم سلمہؓ جنہیں حضور ﷺ نے شوال سن ۴ ھجری میں زوجیت کا شرف عطا فرمایا۔ اس طرح حضرت زینبؓ آپ ﷺ کی پانچویں بیوی تھیں۔ اس پر کفار و مشرکین اعتراض کرتے تھے۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ یہ دے رہا ہے کہ اے نبی ﷺ تمہاری یہ پانچوں بیویاں جنہیں تم مہر دے کر اپنے نکاح میں لائے ہو ہم نے تمہارے لئے حلال کی ہیں، دوسرے الفاظ میں اس جواب کا مطلب یہ ہے کہ عام مسلمانوں میں چار کی قید لگانے والے بھی ہم ہی ہیں اور اپنے نبی ﷺ کو اس قید سے مستثنیٰ کرنے والے بھی ہم خود ہیں، اگر وہ قید لگانے کے ہم مجاز تھے تو آخر اس استثنا کے مجاز کیوں نہیں ہیں۔

(۲) پانچویں بیوی کو حضور ﷺ کیلئے حلال کرنے کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضور ﷺ کو چند مزید اقسام کی عورتوں سے بھی نکاح کی اجازت عطا فرمائی۔

(الف) لونڈیاں:

''وہ عورتیں جو اللہ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے آپ ﷺ کی ملکیت میں آئیں''۔ اس اجازت کے مطابق حضور ﷺ نے غزوہ بنی قریظہ کے سبایا میں سے حضرت ریحانہؓ، غزوہ بنی المصطلق کے سبایا میں سے حضرت جویریہؓ، غزوہ خیبر کے سبایا میں سے حضرت صفیہؓ اور مقوقس مصر کی بھیجی ہوئی حضرت ماریہؓ قطبیہ کو اپنے لئے مخصوص فرمایا۔ ان میں سے مقدم الذکر تین کو آپ ﷺ نے آزاد کر کے ان سے نکاح کیا تھا لیکن حضرت ماریہؓ سے بر بنائے ملک یمین تمتع فرمایا۔ ان کے بارے میں یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کیا ہو۔

(ب) رشتے دار خواتین:

"آپ ﷺ کی چچازاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد اور خالہ زاد بہنوں میں سے وہ خواتین جنہوں نے ہجرت میں آپ ﷺ کا ساتھ دیا ہو"۔ آیت میں آپ کے ساتھ "ہجرت کرنے" کا جو ذکر آیا ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ ہجرت کے سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ رہی ہوں۔ مطلب یہ تھا کہ وہ بھی اسلام کی خاطر راہِ خدا میں ہجرت کر چکی ہوں۔ حضور ﷺ کو اختیار دیا گیا تھا کہ ان رشتہ دار مہاجر خواتین میں سے بھی آپ ﷺ جس سے چاہیں نکاح کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس اجازت کے مطابق آپ ﷺ نے سن ۷ ھجری میں حضرت ام حبیبہؓ سے نکاح فرمایا۔ ضمناً اس آیت میں یہ صراحت بھی ہے کہ چچا، ماموں، پھوپھی اور خالہ کی بیٹیاں ایک مسلمان کیلئے حلال ہیں۔ اس سلسلے میں اسلامی شریعت عیسائی اور یہودی دونوں مذہبوں سے مختلف ہے۔ عیسائیوں کے ہاں کسی ایسی عورت سے نکاح نہیں ہوسکتا جس سے سات پشت تک مرد کا نسب ملتا ہو۔ اور یہودیوں کے ہاں سگی بھانجی اور بھتیجی سے نکاح جائز ہے۔

(ج) بلا مہر نکاح کرنے پر راضی خواتین:

وہ مومن عورت جو اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کیلئے ہبہ کرے، یعنی بلا مہر اپنے آپ کو حضور ﷺ کے نکاح میں دینے کیلئے تیار ہو اور حضور ﷺ اسے قبول کرنا پسند فرمائیں۔ اس اجازت کی بناء پر آپ ﷺ نے شوال سن ۷ ھجری میں حضرت میمونہؓ کو اپنی زوجیت میں لیا۔ لیکن آپ ﷺ نے یہ پسند نہ کیا کہ مہر کے بغیر ان کے ہبہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اس لئے آپ ﷺ نے کسی خواہش اور مطالبے کے بغیر ان کو مہر عطا فرمایا۔ بعض مفسرین یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے نکاح میں کوئی ہبہ بیوی نہ تھی۔ مگر اس کا مطلب دراصل یہ ہے کہ آپ نے ہبہ کرنے والی بیوی کو بھی مہر دیئے بغیر نہ رکھا۔

(۲) محمد ﷺ اور عام مسلمانوں میں فرق:

کسی دوسرے مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں کہ کوئی عورت اپنے کو اس کیلئے ہبہ کرے اور وہ بلا مہر اس سے نکاح کرے۔ چار سے زیادہ نکاح کرنے کی رعایت بھی صرف حضور ﷺ کیلئے ہے، عام مسلمانوں کیلئے نہیں ہے، اس آیت سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ کچھ احکام نبی ﷺ کیلئے خاص ہیں جن میں اُمت کے دوسرے لوگ آپ کے ساتھ شریک نہیں ہیں۔ قرآن اور سنت کے ایسے متعدد احکام کا پتہ چلتا ہے۔

آپ ﷺ کیلئے اور آپ ﷺ کے خاندان والوں کیلئے صدقہ زکوٰۃ لینا حرام ہے اور کسی دوسرے کیلئے وہ حرام نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی میراث تقسیم نہ ہوسکتی تھی مگر باقی میراث کیلئے وہ احکام ہیں جو سورہ نساء میں بیان ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ کیلئے چار سے زیادہ بیویاں حلال کی گئیں۔ بیویوں کے درمیان عدل آپ ﷺ پر واجب نہیں کیا گیا۔ اپنے نفس کو ہبہ کرنے والی عورت سے بلا مہر نکاح کرنے کی آپ ﷺ کو اجازت دی گئی اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی بیویاں تمام اُمت پر حرام کر دی گئیں۔ ان میں سے کوئی خصوصیت بھی ایسی نہیں ہے جو حضور ﷺ کے علاوہ کسی مسلمان کو حاصل ہو۔ مفسرین نے آپ کی ایک خصوصیت یہ بھی بیان کی ہے کہ آپ کیلئے کتابیہ عورت سے نکاح ممنوع تھا، حالانکہ باقی اُمت کیلئے وہ حلال ہے۔

(۳) محمد ﷺ کی شادیوں کی مصلحت:

جس بناء پر اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو عام نکاح کے عام قاعدے سے مستثنیٰ فرمایا "تنگی نہ رہے" کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ کی خواہشات نفسانی بہت بڑھی ہوئی تھیں اس لئے آپ ﷺ کو بہت سی بیویاں کرنے کی اجازت دی گئی تاکہ آپ ﷺ صرف چار بیویوں تک محدود رہنے میں تنگی محسوس نہ فرمائیں۔ اس فقرے کا یہ مطلب وہ ہی شخص لے سکتا ہے جو تعصب میں اندھا ہو کر اس بات کو بھول جائے کہ محمد ﷺ نے ۲۵ سال کی عمر میں ایک ایسی خاتون سے شادی کی تھی جن کی عمر اس وقت چالیس سال تھی اور پورے ۲۵ برس تک ان کے ساتھ نہایت خوشگوار ازدواجی زندگی بسر کرتے رہے۔ پھر جب ان کا انتقال ہو گیا تو ایک اور سن رسیدہ خاتون حضرت سودہؓ سے نکاح کیا اور پورے چار سال تک تنہا وہ ہی آپ ﷺ کی بیوی رہیں۔ اب آخر کون صاحب عقل اور ایماندار آدمی یہ تصور کر سکتا ہے کہ ۵۳ سال کی عمر گزر جانے کے بعد یکا یک حضور ﷺ کی خواہشات نفسانی بڑھتی چلی گئیں اور آپ ﷺ کو زیادہ سے زیادہ بیویوں کی ضرورت پیش آنے لگی۔ دراصل "تنگی نہ رہے" کا مطلب سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ آدمی ایک طرف تو اس کارِ عظیم کو نگاہ میں رکھے جس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اوپر ڈالی تھی اور دوسری طرف ان خیالات کو سمجھے جس میں یہ کارِ عظیم انجام دینے کیلئے آپ ﷺ کو مامور کیا گیا تھا۔ تعصب سے ذہن کو پاک کر کے جو شخص بھی ان دونوں حقیقتوں کو سمجھ لے گا وہ بخوبی جان لے گا کہ بیویوں کے معاملے

میں آپ ﷺ کو کھلی اجازت دینا کیوں ضروری تھا اور چار کی قید میں آپ ﷺ کیلئے کیا تنگی تھی۔

حضور ﷺ کے سپرد جو کام کیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ آپ ﷺ ایک ان پڑھ قوم کو، جو اسلامی نقطہ نظر سے بھی ناتراشیدہ تھی، ہر شعبہ زندگی میں تعلیم و تربیت دے کر ایک اعلیٰ درجے کی مہذب و شائستہ اور پاکیزہ قوم بنائیں۔ اس غرض کیلئے صرف مردوں کو تربیت دینا کافی نہ تھا بلکہ عورتوں کی تربیت بھی اتنی ہی ضروری تھی، مگر جو اصول تہذیب و تمدن سکھانے کیلئے آپ مامور کئے گئے تھے ان کی رو سے مردوں اور عورتوں کا آزادانہ اختلاط ممنوع تھا اور اس قاعدے کو توڑے بغیر آپ کیلئے عورتوں کو براہ راست تربیت دینا ممکن نہ تھا۔ اس بناء پر عورتوں میں کام کرنے کی صرف یہی ایک صورت آپ کیلئے ممکن تھی کہ مختلف عمروں اور ذہنی صلاحیتوں کی مختلف خواتین سے آپ ﷺ نکاح کریں، ان جوان اور بوڑھی، ہر قسم کی عورتوں سے دین سکھانے اور اخلاق کے نئے اصول سمجھانے کا کام لیں۔

اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ کے سپرد یہ خدمت بھی کی گئی تھی کہ پرانے جاہلی نظام زندگی کو عملاً ختم کر دیں۔ اس خدمت کی انجام دہی میں جاہلی نظام کے علمبرداروں سے جنگ ناگزیر تھی اور یہ کشمکش ایک ایسے ملک میں پیش آ رہی تھی جہاں قبائلی طرز زندگی اپنی مخصوص روایات کے ساتھ رائج تھا۔ ان حالات میں دوسری تدابیر کے ساتھ آپ کیلئے یہ بھی ضروری تھا کہ آپ مختلف خاندانوں میں نکاح کر کے بہت سی دوستیوں کو پختہ اور بہت سی عداوتوں کو ختم کر دیں، چنانچہ جن خواتین سے آپ ﷺ نے شادیاں کیں، ان کے ذاتی اوصاف کے علاوہ ان کے انتخاب میں یہ مصلحت بھی کم و بیش شامل تھی۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے ساتھ نکاح کر کے آپ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مزید گہرا اور مستحکم کر لیا۔ حضرت اُم سلمہؓ اس خاندان کی بیٹی تھیں جس سے ابوجہل اور خالد بن ولید کا تعلق تھا۔ حضرت اُم حبیبہؓ ابوسفیان کی بیٹی تھیں۔ ان شادیوں نے بہت حد تک ان خاندانوں کی دشمنی کا زور توڑ دیا، بلکہ اُم حبیبہؓ کے ساتھ حضور ﷺ کا نکاح ہونے کے بعد تو ابوسفیان پھر کبھی حضور ﷺ کے مقابلے پر نہ آیا۔ حضرت صفیہؓ، جویریہؓ اور ریحانہؓ یہودی خاندانوں سے تھیں۔ انہیں آزاد کر کے جب حضور ﷺ نے ان سے نکاح کئے تو آپ کے خلاف یہودیوں کی سرگرمیاں ٹھنڈی پڑ گئیں، کیونکہ اس زمانے کی عربی روایات کے مطابق جس شخص سے کسی قبیلے کی بیٹی بیاہی جاتی تھی وہ صرف لڑکی کے خاندان ہی کا نہیں بلکہ پورے قبیلے کا داماد سمجھا جاتا تھا اور داماد سے لڑنا بڑے عار کی بات تھی۔

معاشرے کی عملی اصلاح اور اس کی جاہلانہ رسوم کو توڑنا بھی آپ ﷺ کے فرائض منصبی میں شامل تھا۔ چنانچہ ایک نکاح آپ ﷺ کو اس مقصد کیلئے بھی کرنا پڑا جیسا کہ اسی سورہ احزاب میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔

یہ مصلحتیں اس بات کی متقاضی تھیں کہ نبی ﷺ کیلئے نکاح کے معاملے میں کوئی تنگی باقی نہ رکھی جائے تا کہ جو کار عظیم آپ کے سپرد کیا گیا تھا اس کی ضروریات کے لحاظ سے آپ جتنے نکاح کرنا چاہیں کر لیں۔

اس بیان سے ان لوگوں کے خیال کی غلطی بھی واضح ہو جاتی ہے جو سمجھتے ہیں کہ تعدد ازدواج صرف چند خاص شخصی ضرورتوں کی خاطر ہی جائز ہے۔ ان کے ماسوا کوئی غرض ایسی نہیں ہو سکتی۔ ظاہر بات ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جو ایک سے زائد نکاح کئے ان کی وجہ سے یہ نہ تھی کہ بیوی بیمار تھی یا بانجھ تھی یا اولاد نرینہ نہ تھی یا کچھ یتیموں کی پرورش کا مسئلہ درپیش تھا۔ ان محدود شخصی ضروریات کے بغیر آپ نے تمام نکاح یا تو تبلیغی و تعلیمی ضروریات کیلئے کئے یا اصلاح معاشرہ کیلئے، یا سیاسی و اجتماعی مقاصد کیلئے۔ سوال یہ ہے کہ جب اللہ نے خود تعدد ازدواج کو ان چند مخصوص اغراض تک، جن کا آج نام لیا جا رہا ہے محدود نہیں رکھا، اور اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے سوا بہت سے دوسرے مقاصد کیلئے متعدد نکاح کئے تو کوئی دوسرا کیا حق رکھتا ہے کہ قانون میں اپنی طرف سے چند قیود تجویز کرے اور اوپر سے یہ دعویٰ کرے کہ یہ حد بندیاں وہ شریعت کے مطابق کر رہا ہے۔ دراصل ان ساری حد بندیوں کی جڑ یہ مغربی تخیّل ہے کہ تعدد ازدواج از خود ایک برائی ہے، اسی تخیل کی بناء پر یہ نظریہ پیدا ہوا کہ یہ فعل حرام ہے، اگر کبھی حلال ہو بھی سکتا ہے تو صرف شدید ناگزیر ضروریات کیلئے ہو سکتا ہے۔ اب اس درآمد شدہ تخیّل پر اسلام کا جعلی ٹھپہ لگانے کی چاہے کتنی ہی کوشش کی جائے۔ قرآن و سنت اور پوری اُمت مسلمہ اس سے قطعاً نا آشنا ہے۔

(۴) بیویوں میں عدل:

نہایت قوی روایات نے اس بات کا ثبوت پیش کیا ہے کہ اختیار کے بعد بھی حضور ﷺ تمام ازدواج کے ہاں باری باری سے جاتے تھے اور سب سے یکساں برتاؤ کرتے تھے۔ بخاری، مسلم، نسائی اور ابوداؤد وغیرہ حضرت عائشہؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ ”اس آیت کے نزول کے بعد حضور ﷺ کا طریقہ یہ ہی رہا کہ آپ ﷺ ہم میں سے کسی بیوی کی باری کے دن دوسری بیوی کے ہاں جاتے تو اس سے اجازت لے کر جاتے تھے۔“ ابوبکر حصاصؒ عروہ بن زبیرؓ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے

ان سے فرمایا کہ ''رسول اللہ ﷺ باریوں کی تقسیم میں ہم میں سے کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے تھے۔ اگرچہ کم ہی ایسا ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کسی روز اپنی سب بیویوں کے ہاں نہ جاتے ہوں، مگر جس بیوی کی باری کا دن ہوتا تھا اس کے سوا کسی دوسری بیوی کو چھوتے تک نہ تھے''۔ یہ روایت بھی حضرت عائشہؓ ہی کی ہے کہ جب حضور ﷺ اپنی آخری بیماری میں مبتلا ہوئے اور نقل وحرکت آپ ﷺ کیلئے مشکل ہوگئی تو آپ نے سب بیویوں سے اجازت طلب کی کہ مجھے عائشہؓ کے ہاں رہنے دو اور جب سب نے اجازت دے دی تو آپ ﷺ نے آخری زمانہ حضرت عائشہؓ کے ہاں گزارا۔ ابن ابی حاتم امام زہری کا قول نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا کسی بیوی کو باری سے محروم کرنا ثابت نہیں ہے۔ اس سے صرف حضرت سودہؓ مستثنیٰ ہیں جنہوں نے خود اپنی باری بخوشی حضرت عائشہؓ کو بخش دی تھی، کیونکہ وہ بہت سن رسیدہ ہو چکی تھیں۔

اس مقام پر کسی کے دل میں یہ شبہ نہ رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے معاذ اللہ اس آیت میں اپنے نبی ﷺ کے ساتھ کوئی بے جا رعایت کی تھی اور ازواج مطہرات کے ساتھ حق تلفی کا معاملہ فرمایا تھا۔ دراصل جن عظیم مصالح کی خاطر نبی کریم ﷺ کو بیویوں کی تعداد کے معاملے میں عام قاعدے سے مستثنیٰ کیا گیا تھا انہی مصالح کا تقاضہ بھی تھا کہ آپ کو خانگی زندگی کا سکون بہم پہنچایا جائے۔ اور ان اسباب کا سدباب کیا جائے جو آپ کیلئے پریشان خاطری کے موجب ہو سکتے تھے۔ ازدواج مطہرات کیلئے یہ ایک بہت بڑا اشرف تھا کہ انہیں نبی کریم ﷺ جیسی بزرگ ترین ہستی کی زوجیت حاصل ہوئی اور اس کی بدولت ان کو یہ موقع نصیب ہوا کہ دعوت واصلاح کے اس عظیم الشان کام میں آپ کی رفیق کار بنیں جو رہتی دنیا تک انسان کی فلاح کا ذریعہ بننے والا تھا۔ اس مقصد کیلئے جس طرح نبی کریم ﷺ غیر معمولی ایثار وقربانی سے کام لے رہے تھے اور تمام صحابہ کرامؓ اپنی حد استطاعت تک قربانیاں دے رہے تھے اسی طرح ازدواج مطہرات کا بھی یہ فرض تھا کہ ایثار سے کام لیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کو تمام ازدواجِ رسول ﷺ نے بخوشی قبول کیا۔

....

☆ کتاب پردہ

ازمولانا ابوالاعلیٰ مودودی

(۱۷) طلاق

(Divorce)

''طلاق (جس کے بعد رجعت ہوسکے) دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا''۔

(القرآن سورہ البقرہ ۲۲۹)

''پھر اگر دو بار طلاق دینے کے بعد شوہر نے عورت کو تیسری طلاق دی تو اس کے بعد وہ عورت اس کیلئے حلال نہ ہوگی، جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے، پھر اگر دوسرے شوہر نے طلاق دے دی تو ان پر گناہ نہیں کہ دونوں آپس میں نکاح کرلیں۔ اگر یہ گمان ہو کہ اللہ کی حدود کو قائم رکھیں گے۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں جو ان لوگوں کیلئے بیان کی گئی ہیں جو سمجھدار ہیں۔'' (القرآن سورہ البقرہ آیت ۲۳۰)

''جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی معیاد پوری ہونے لگے تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا خوبی کے ساتھ چھوڑ دو۔ انہیں نقصان پہنچانے کیلئے نہ روکو کہ حد سے گزر جاؤ اور جو ایسا کرے گا اس نے اپنی جان پر ظلم کیا، اور اللہ کی آیتوں کا مذاق نہ بناؤ، اور بھول نہ جاؤ کہ اللہ نے کس نعمت عظمیٰ سے تم کو سرفراز کیا ہے۔ وہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ جو کتاب اور حکمت اس نے تم پر نازل کی ہے اس کا احترام ملحوظ رکھو، اور اللہ سے ڈرتے رہو اور سمجھ لو کہ وہ ہر شے کو جانتا ہے۔'' (القرآن سورہ البقرہ آیت ۲۳۱)

''جب عورتوں کو طلاق دے چکو اور ان کی معیاد پوری ہوجائے تو پھر ان عورتوں کو اپنے زیر تجویز شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو، جب کہ آپس میں موافق شرع رضامند ہوجائیں۔ یہ اس کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہو۔ یہ تمہارے لئے زیادہ اور پاکیزہ ہے اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔'' (القرآن البقرہ آیت ۲۳۲)

حضرت معاذؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اے معاذ کوئی چیز اللہ نے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ روئے زمین پر پیدا نہیں کی، اور کوئی شے روئے زمین پر طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ نہیں۔ (دار قطنی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی۔ حضرت عمرؓ نے رسول ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، حضور ﷺ نے اس پر غصہ فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اس سے رجعت کرے اور روکے رکھے، یہاں تک کہ پاک ہو جائے۔ پھر حیض آئے اور پاک ہو جائے، اس کے بعد اگر طلاق دینا چاہے تو طہارت کی حالت میں جماع سے قبل طلاق دے۔ (بخاری۔ مسلم)

طلاق دینا جائز ہے، مگر شرعی وجہ ہو تو مباح بلکہ بعض صورتوں میں مستحب ہے۔ مثلاً عورت اس کو یا دوسروں کو تکلیف پہنچاتی ہے یا نماز نہیں پڑھتی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کے دربار میں بے نمازی کو طلاق دے کر پیش ہونا اس سے بہتر ہے کہ اس کے ساتھ زندگی بسر نہ کی جائے۔

بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نامرد یا ہیجڑا ہے یا کسی اور وجہ سے ہمبستری کرنے پر قادر نہیں اور اس کے ازالے کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ (درمختار)

طلاق کے متعلق پیغمبر اسلام ﷺ کا ارشاد ہے کہ جائز چیزوں میں سب سے زیادہ مکروہ عمل طلاق ہے۔ (مشکوۃ المصابیح باب الخلع والطلاق ج ۲ ص ۲۸۳)

ازدواج میں ایسی ان گنت صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں جن سے ازدواجی تعلقات ناگوار ہو جائیں۔ صبر، افہام و تفہیم اور مصالحتوں کی ساری کوشش ناکام ہو جائے تو طلاق ہی ایک ناگزیر حل ہو سکتا ہے۔ طلاق کے ذریعہ نکاح کی تنسیخ ہی ایسی صورتوں میں ازدواجی زندگی کی ناگواری کو ختم کرنے اور ممکنہ فحش کاری کو روکنے کا ذریعہ ہو سکتی ہے۔ زوجین میں خطاوار خواہ کوئی ہو دونوں ایک ناگوار بندھن سے نجات پا کر بہتر ازدواجی تعلق کا سامان کرنے کیلئے آزاد ہو سکتے ہیں۔ اس اختیار کے استعمال کے ساتھ اسلامی قوانین نے طلاق کے جواز اور اس کی دیگر تفصیلات مثلاً مہر کی ادائیگی، عدت اور ان کی مضمرات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

(ملاحظہ ہو سورہ بقرہ اور سورہ طلاق)

(۱۷.۱) طلاق کی اقسام (Types of Divorce) :

احسن :

عورت کے ساتھ پاکی کے دور میں بھی ہمبستری نہیں کی ہو۔ اس میں طلاق رجعی دیدے اور چھوڑ دے یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔

حسن :

(ا) بیوی سے بالکل ہمبستری نہیں کی ہو اور اس کو طلاق دی، چاہے حیض کے دنوں میں دی۔

(ب) جس بیوی سے ہمبستری کی ہو اس کو تین مہینوں میں تین بار طلاق دی ہو اور کسی طہر (یعنی پاکی کے دور میں) ہمبستری نہیں کی اور نہ حیض کے دوران ہمبستری کی۔

(ج) کسی بیوی کو حیض نہیں آتا اور تین ماہ میں تین طلاقیں دیں مثلاً حاملہ یا اس عمر میں جب حیض خود بخود بند ہو جاتا ہے۔

بدعی :

(ا) طہر (پاکی کی مدت کے دوران) میں دو یا تین طلاق دیدے۔ یہ الفاظ تین یا دو یا ایک ہی دفعہ میں کہے ہوں اور چاہے تین بار طلاق کا لفظ کہا یا اسے کہہ دیا کہ تجھے تین طلاقیں دے دیں۔

(ب) اگر کسی طہر میں ہمبستری کی اور پھر طلاق دی۔ (شرح الوقایۃ ج ۲ ص ۶۲)

(ج) بیوی سے پہلے ہمبستری کر چکا ہے مگر طلاق حیض کے زمانے میں دی۔

(د) طہر (یعنی پاکی) میں طلاق دی مگر اس سے پہلے جو حیض آیا تھا اس میں ہمبستری کی تھی یا اس حیض میں ہمبستری کی تھی۔

(ہ) طہر (یعنی پاکی) میں طلاق بائن (دو دفعہ طلاق) (درمختار)

(د) ''جو لوگ اپنی عورتوں کی تہمت لگائیں اور ان کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو اور عورت سے سزا یوں ٹلے گی کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار یوں کہے کہ عورت پر اللہ کا غضب اگر مرد سچا ہو۔'' (القرآن سورہ النور آیت ۶۔۷۔۸۔۹)

(۱۸) خلع

(Divorce due to wife)

بیوی کی خواہش پر میاں بیوی کا نکاح ختم ہو تو اسے خلع کہا جاتا ہے۔

’’تمہیں حلال نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لو مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی حاصل کرے۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے تجاوز نہ کرو، اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کریں وہ ظالم ہیں۔‘‘

(القرآن سورہ البقرہ آیت ۲۲۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ثابت بن قیسؓ کی بیوی نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ثابت بن قیسؓ کے اخلاق اور دین کی نسبت مجھے کچھ شکایت نہیں مگر دل ان کی طرف مائل نہیں ہے۔

ارشاد فرمایا اس کا باغ (جو مہر میں تجھ کو دیا تھا) تو واپس کرے گی۔ عرض کی ہاں۔ حضور ﷺ نے ثابت بن قیس سے فرمایا باغ لے لو اور طلاق دے دو۔ (بخاری۔ مسلم)

اگر شوہر کی طرف سے زیادتی ہو تو خلع پر مطلقاً عوض لینا مکروہ ہے اور اگر عورت کی طرف سے ہو تو جتنا مہر میں دیا ہے اس سے زیادہ مکروہ ہے، پھر بھی اگر زیادہ لیا تو قضاءً جائز ہے۔ (عالمگیری)

’’جب کسی عورت نے اپنے شوہر سے اس کی زیادتی کے بغیر خلع لیا تو اس پر اللہ، ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہو گی۔‘‘

’’خلع کو کھیل بنانے والی عورتیں منافق ہیں۔‘‘

عورت اپنے حقِ خلع کو حسبِ ذیل صورتوں میں استعمال کر سکتی ہے:-

۱۔ عورت اپنے شوہر کو قطعی طور پر ناپسند کرتی ہو۔

۲۔ قاضی کو اس کا یقین ہو جائے کہ نباہ ممکن نہیں۔

۳۔ حقوق اللہ کے مجروح ہونے کا اندیشہ ہو۔

(۱۹) عدّت

(Period of avoidance of subsequent marraige after divorce or death of husband)

طلاق یا بیوہ ہونے کی صورت میں کچھ مدت عورت کو انتظار کرنا پڑتا ہے قبل اس کے کہ دوبارہ نکاح کر سکے۔ ’’تمہاری عورتوں میں جو حیض سے نا اُمید ہو گئیں اگر تم کو کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کو بھی جنہیں ابھی حیض نہیں آیا ہے اور حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ اپنا حمل پیدا کریں۔‘‘

(القرآن سورہ الطلاق آیت ۴)

حضرت مسور بن مخرمہؓ سے مروی ہے کہ سبیعہ اسلمیہؓ کے شوہر کی وفات کے چند دن بعد بچہ پیدا ہوا۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر نکاح کی اجازت طلب کی، حضور ﷺ نے اجازت دے دی۔ (بخاری)

امیر المومنین عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ وفات کے بعد اگر بچہ پیدا ہوا ہو اور شوہر کی میت چار پائی پر ہو تو عدت پوری ہو گئی۔ (امام مالک۔ شافعی۔ بیہقی)

’’اے نبی ﷺ لوگوں سے فرما دو کہ جب عورتوں کو طلاق دو تو عدت کا شمار رکھو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے۔ نہ عدت میں عورتوں کو ان کے رہنے کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں، مگر یہ کہ وہ کھلی ہوئی بے حیائی کی بات کریں۔‘‘ (القرآن سورہ الطلاق آیت ۱)

’’طلاق والیاں اپنے کو تین حیض تک روکے رکھیں اور انہیں یہ حلال نہیں کہ جو کچھ خدا نے ان کے پیٹوں میں پیدا کیا اسے چھپائیں۔ اگر وہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہوں۔‘‘

(القرآن سورہ البقرہ آیت ۲۲۸)

’’تم میں جو مر جائیں اور بیویاں چھوڑ دیں وہ (خواتین) چار ماہ دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں، پھر جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو تم پر کچھ مواخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملے میں شرع کے موافق کریں اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔‘‘ (القرآن البقرہ آیت ۲۳۴)

داؤد نسائی اور ابن ماجہ نے مختلف سندوں کے ساتھ حضرت مسور بن مخرمہؓ سے روایت کیا ہے کہ مسلمؒ نے خود سبیعہ اسلمیہؓ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں حضرت سعد بن خولہ کی بیوی تھی، حجۃ الوداع کے زمانے میں میرے شوہر کا انتقال ہو گیا، جب کہ میں حاملہ تھی۔ وفات کے چند روز بعد میرے ہاں بچہ پیدا ہو گیا۔ ایک صاحب نے کہا کہ تم چار مہینے دس دن سے پہلے نکاح نہیں کر سکتیں۔ میں نے جا کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فتویٰ دیا کہ تم وضع حمل ہوتے ہی حلال ہو چکی ہو، اب چاہو تو دوسرا نکاح کر سکتی ہو۔ اس روایت کو بخاری نے بھی مختصراً نقل کیا ہے۔

صحابہؓ کی کثیر تعداد سے یہ ہی مسلک منقول ہے۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، عبدالرزاقؒ، ابن ابی شیبہؒ اور ابن المنذرؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے حاملہ بیوہ کا مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس کی عدت وضع حمل تک ہے۔ اس پر انصار میں سے ایک صاحب بولے کہ حضرت عمرؓ نے تو یہاں تک کہا تھا کہ شوہر ابھی دفن بھی نہ ہوا ہو بلکہ اس کی لاش اس کے بستر پر ہی ہو اور اس کی بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو وہ دوسرے نکاح کیلئے حلال ہو جائے گی۔ یہی رائے حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابومسعودؓ اور حضرت عائشہؓ کی ہے اور اسی کو ائمہ اربعہ اور دوسرے اکابر فقہاء نے اختیار کیا ہے۔

شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر حاملہ کے پیٹ میں ایک سے زیادہ بچے ہوں تو آخری بچے کی ولادت پر عدت ختم ہوگی، بچہ خواہ مردہ ہی پیدا ہو اس کی ولادت سے عدت ختم ہو جائے گی۔ اسقاط حمل کی صورت میں اگر دائیاں اپنے فن کی رو سے یہ کہیں کہ یہ محض خون کا لوتھڑا نہ تھا بلکہ اس میں آدمی کی صورت پائی جاتی تھی یا یہ رسولی نہ تھی بلکہ آدمی کی اصل تھی تو ان کا قول قبول کیا جائے گا اور عدت ختم ہو جائے گی۔ (مغنی المحتاج)

حنابلہ اور حنفیہ کا مسلک بھی اس کے قریب قریب ہے، مگر اسقاط کے معاملے میں ان کا مذہب یہ ہے کہ جب تک انسانی بناوٹ ظاہر نہ پائی جائے محض دائیوں کے اس بیان پر کہ یہ آدمی ہی کی اصل ہے اعتماد نہیں کیا جائے گا اور اس سے عدت ختم نہ ہوگی۔ (بدائع الصنائع۔ الانصاف)

لیکن موجودہ زمانے میں طبی تحقیقات کے ذریعے سے یہ معلوم کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی کہ جو چیز ساقط ہوئی ہے وہ واقعی انسانی حمل کی نوعیت رکھتی تھی یا کسی رسولی یا جمے ہوئے خون کی قسم سے تھی۔ اس لئے اب جہاں ڈاکٹروں سے رائے حاصل کرنا ممکن ہو وہاں یہ فیصلہ با آسانی کیا جا سکتا ہے

کہ جس چیز کو اسقاط حمل کہا جاتا ہے وہ واقعی اسقاط تھا یا نہیں اور اس سے عدت ختم ہوئی یا نہیں۔ البتہ جہاں ایسی طبی تحقیق ممکن نہ ہو وہاں حنابلہ اور حنفیہ کا مذہب ہی زیادہ مبنی بر احتیاط ہے اور جاہل دائیوں پر اعتماد کرنا مناسب نہیں ہے۔ چنانچہ حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے۔

اس امر پر تمام اہلِ علم کا اجماع ہے کہ مطلقہ اور حاملہ کی عدت وضع حمل تک ہے، لیکن اس امر میں اختلاف واقع ہو گیا ہے کہ آیا یہی حکم اس عورت کا بھی ہے جس کا شوہر زمانہ حمل میں وفات پا گیا ہو؟ یہ اختلاف اس وجہ سے ہوا ہے کہ سورہ بقرہ آیت ۲۳۴ میں اس عورت کی عدت چار مہینے دس دن بیان کی گئی ہے جس کا شوہر وفات پا جائے اور وہاں اس امر کی کوئی تصریح نہیں ہے کہ یہ حکم آیا تمام بیوہ عورتوں کیلئے عام ہے یا ان عورتوں کیلئے خاص ہے جو حاملہ نہ ہوں۔

حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ ان دونوں آیتوں کو ملا کر یہ استنباط کرتے ہیں کہ حاملہ مطلقہ کی عدت تو وضع حمل تک ہی ہے مگر بیوہ حاملہ کی عدت آخر الاجلین ہے، یعنی مطلقہ کی عدت اور حاملہ کی عدت میں سے جو طویل ہو وہی اس کی عدت ہے، مثلاً اگر اس کا بچہ ۴ مہینے دس دن سے پہلے ہو جائے تو اسے چار مہینے دس دن پورے ہونے تک عدت گزارنی ہوگی اور اگر اس کا وضع حمل اس وقت تک نہ ہو تو پھر اس کی عدت اس وقت پوری ہوگی جب وضع حمل ہو جائے یہی مذہب امامیہ کا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ سورہ طلاق کی یہ آیت سورہ بقرہ کی آیت کے بعد نازل ہوئی ہے اس لئے بعد کے حکم نے پہلی آیت کے حکم کو غیر حاملہ بیوہ کیلئے خاص کر دیا ہے اور ہر حاملہ کی عدت وضع حمل تک مکمل کر دی ہے خواہ وہ مطلقہ ہو یا بیوہ۔ اس مسلک کی رو سے عورت کا وضع حمل چاہے شوہر کی وفات کے فوراً بعد ہو جائے یا چار مہینے دس دن سے زیادہ طویل کھینچے بہرحال بچہ پیدا ہوتے ہی وہ عدت سے باہر ہو جائے گی۔ اس مسلک کی تائید حضرت ابی بن کعبؓ کی یہ روایت کرتی ہے کہ وہ فرماتے ہیں، جب سورہ طلاق کی یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کیا یہ مطلقہ اور بیوہ دونوں کیلئے ہے حضور ﷺ نے جواب دیا ہاں۔ دوسری روایت میں حضور ﷺ نے مزید تصریح فرمائی (ترجمہ) ''ہر حاملہ عورت کی عدت کی مدت اس کے وضع حمل تک ہے'' (ابن مرید، ابن ابی حاتم) ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ اگرچہ اس کی سند میں کلام کی گنجائش ہے لیکن چونکہ متعدد سندوں سے نقل ہوئی ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس کی کوئی اصل ضرور ہے۔ اس سے بھی زیادہ بڑھ کر اس کی مضبوط تائید سبیعہ اسلمیہؓ کے واقعہ سے ہوتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں پیش آیا تھا۔ وہ بحالت حمل بیوہ ہوئی تھیں اور شوہر کی

وفات کے چندروز بعد (بعض روایات میں ۲۰ دن، بعض میں ۲۳ دن، بعض میں ۴۰ دن بیان ہوئے ہیں) ان کا وضع حمل ہو گیا تھا، حضور ﷺ سے ان کے معاملے میں فتویٰ پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ان کو نکاح کی اجازت دے دی۔ اس واقع کو بخاری اور مسلم نے کئی طریقوں سے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کیا ہے۔ (اسی واقعہ کو بخاری، مسلم امام احمد، ابویحیٰ بن قربحہ، مالک، ہشام بن عروہ، عروہ سور بن مخرمہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ سبیعہ اسلمیہؓ کو ان کے شوہر کے انتقال کے بعد حیض آ گیا تو وہ آنحضرت ﷺ کے پاس نکاح کی اجازت لینے حاضر ہوئیں، آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی چنانچہ انہوں نے نکاح کرلیا)۔ (صحیح بخاری باب ۱۹۴ حدیث ۲۹۷ صفحہ ۱۵۷)

عبداللہ بن یوسفؒ، مالکؒ، عبداللہ بن ابی بکرؒ، محمد بن عمرو بن حرمؒ، حمید بن خافعؒ، زینب بنت ابی سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کسی عورت کیلئے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ سوگ منائے علاوہ شوہر کا سوگ جو چار مہینے دس دن تک ہے۔ (صحیح بخاری باب ۲۰۱ حدیث ۳۰۷ صفحہ ۱۶۰)

(۲۰) پردہ
(MODESTY OF DRESS)

عورت کو چار دیواری میں بند کرنے کا نام پردہ نہیں، بعض ادوار میں معاشرتی حالات کے دباؤ کی وجہ سے یہ عمل اختیار کیا گیا، یہ اسلامی پردہ نہیں، پردہ کیلئے اسلام نے ستر پوشی کا تعین کر دیا ہے جو مرد اور عورت دونوں پر کچھ فرق کے ساتھ لاگو ہے- یہ اصل پردہ ہے-عورت کو ضرورت پر باہر نکلنے سے منع نہیں کیا گیا، بہ الفاظ دیگر عورت گھر سے باہر نکل کر بھی پردہ میں رہ سکتی ہے اور گھر کی چار دیواری میں رہ کر بھی بے پردہ ہو سکتی ہے-

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول کریم ﷺ کی نظر ایک عورت پر پڑی تو وہ آپ ﷺ کو اچھی لگی، چنانچہ آپ ﷺ (فوراً) ام المومنین حضرت سودہؓ کے پاس تشریف لائے وہ اس وقت خوشبو تیار کر رہی تھیں اور چند عورتیں ان کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، ان عورتوں نے خلوت کر دی (یعنی حضرت سودہؓ کے پاس سے اٹھ کر باہر آ گئیں) پھر آپ ﷺ نے اپنی ضرورت پوری کی (یعنی حضرت سودہؓ سے مجامعت فرمائی) اور فرمایا کہ "جس مرد کی کسی ایسی عورت پر نظر پڑ جائے جو اسے اچھی لگے تو اسے چاہیے کہ وہ فوراً اپنی بیوی کے پاس چلا جائے (اور اس کے ذریعہ جنسی تسکین حاصل کر لے تا کہ اس کی جنسی خواہش پوری ہو جائے اور بُرے خیالات میں مبتلا نہ ہو) کیونکہ اس کی بیوی کے پاس بھی وہی چیز ہے جو اس عورت کے پاس ہے- (دارمی)

اے نبی ﷺ مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں- یہ ان کیلئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے، اور اے نبی ﷺ مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں- وہ اپنا سنگھار نہ ظاہر کریں، علاوہ ان رشتے داروں کے سامنے: شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے زیر دست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں (یعنی وہ شخص جو صاحب خانہ کا تابع و دست نگر ہو اور جس

کی اتنی ہمت نہ ہو کہ عورتوں پر نگاہ ڈال سکے) اور وہ بچّے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں- وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا لوگوں کو علم ہو جائے- (القرآن سورہ النور آیت (۳۰-۳۱)

''اے لوگو؛ جو ایمان لائے ہو، لازم ہے کہ تمہارے مملوک اور تمہارے وہ بچّے جو ابھی عقل کی حد کو نہیں پہنچے ہیں، تین اوقات میں اجازت لے کر تمہارے پاس آیا کریں، صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کو جب کہ تم کپڑے اُتار کر رکھ دیتے ہو، اور عشاء کی نماز کے بعد- یہ تین وقت تمہارے لئے پردے کے وقت ہیں، ان کے بعد وہ بلا اجازت آئیں تو نہ تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر- تمہیں ایک دوسرے کے پاس بار بار آنا ہی ہوتا ہے- اس طرح اللہ تمہارے لئے اپنے ارشادات کی توضیح کرتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے اور جو عورتیں جوانی سے گزری بیٹھی ہوں، نکاح کی اُمیدوار نہ ہوں، وہ اگر اپنی چادریں اُتار کر رکھ دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں، تاہم وہ بھی حیادار ہی رہیں تو ان کے حق میں اچھا ہے اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے- (القرآن سورہ النور آیت ۵۸-۶۰)

نبی ﷺ کی بیویو؛ تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی کا مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے، بلکہ صاف سیدھی بات کرو، اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو- (القرآن سورہ الاحزاب آیت ۳۲-۳۳)

اے نبی؛ اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں، یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تا کہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں- اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے- (القرآن سورہ الاحزاب آیت ۵۹)

اے نبی ﷺ جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کیلئے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی، اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان نہ گھڑ کر لائیں گی اور کسی امر معروف میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گی، تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے حق میں اللہ سے دُعائے مغفرت کرو- (سورہ ممتحنہ آیت ۱۲)

''تم بدی کو اس نیکی سے ختم کرو جو بہترین ہو، پھر تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا-'' (حم السجدہ ۳۴)

''اے لوگو؛ جو ایمان لائے ہو، نبی ﷺ کے گھروں میں بلا اجازت نہ چلے آیا کرو، نہ کھانے کا

وقت تاکتے رہو- ہاں اگر تمہیں کھانے پر بلایا جائے تو ضرور آؤ، مگر جب کھانا کھا لو تو منتشر ہو جاؤ، باتیں کرنے میں نہ لگے رہو، تمہاری یہ حرکتیں نبی ﷺ کو تکلیف دیتی ہیں مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے-''
(القرآن سورہ الاحزاب-۵۳)

یہ اس حکم عام کی تمہید ہے جو تقریباً ایک سال کے بعد سورہ النور کی آیت ۲۷ میں دیا گیا- قدیم زمانے میں اہلِ عرب بے تکلف ایک دوسرے کے گھروں میں چلے جاتے تھے- کسی شخص سے ملنا ہوتا تو وہ دروازے پر کھڑے ہو کر پکارنے اور اجازت لے کر اندر جانے کا پابند نہ تھا، بلکہ اندر جا کر عورتوں اور بچّوں سے پوچھ لیتا تھا کہ صاحب خانہ گھر میں ہے یا نہیں- یہ جاہلانہ طریقہ بہت سی خرابیوں کا موجب تھا اور بعض اوقات اس سے بہت گھناؤنے اخلاقی مفاسد کا بھی آغاز ہو جاتا تھا- اس لئے پہلے نبی ﷺ کے گھر میں قاعدہ مقرر کیا گیا کہ کوئی شخص خواہ قریبی دوست یا دور پرے کا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو آپ ﷺ کے گھروں میں اجازت کے بغیر داخل نہ ہو، پھر سورہ نور میں اس قاعدے کو تمام مسلمانوں میں رائج کرنے کا حکم دے دیا-

محمودؒ، ابو اسامہؒ اور ہشامؒ، اسماء بنت ابو بکرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے زبیرؓ نے جب شادی کی تو نہ ان کے پاس مال تھا نہ زمین اور نہ لونڈی غلام تھے، بجز پانی کھینچنے والے اونٹ اور گھوڑے کے کچھ نہ تھا- زبیر کے گھوڑے کو میں چراتی تھی، پانی پلاتی تھی، ان کا ڈول لیتی تھی اور آٹا پیستی تھی- البتہ روٹی پکانا مجھے نہیں آتا تھا، میری روٹی انصاری پڑوسنیں پکا دیا کرتی تھیں- وہ بڑی نیک بخت عورتیں تھی- زبیر کی اس زمین سے جو آنحضرت ﷺ نے ان کو دی تھی میں اپنے سر پر چھواروں کی گٹھلیاں اٹھا کر لاتی- وہ مقام دو میل دور تھا- ایک دن میں اپنے سر پر گٹھلیاں رکھے آ رہی تھی کہ مجھے آنحضرت ﷺ ملے- آپ ﷺ کے ہمراہ چند صحابہؓ بھی تھے- آپ ﷺ نے مجھے پکارا پھر مجھے اپنے پیچھے بٹھانے کیلئے اخ اخ کہا لیکن مجھے مردوں کے ساتھ چلنے سے شرم آئی- زبیر کی غیرت بھی مجھے یاد آئی- آنحضرت ﷺ نے محسوس کر لیا کہ اسماء کو شرم آتی ہے چنانچہ آپ چل پڑے- زبیر سے آ کر کہا مجھے راستے میں آنحضرت ﷺ ملے تھے میرے سر پر گھٹلیوں کا گٹھا تھا اور آپ ﷺ کے ہمراہ صحابی تھے آپ ﷺ مجھے بٹھانے کیلئے اونٹ کو ٹھہرایا تو مجھے اس سے شرم آئی اور تمہاری غیرت کو بھی میں جانتی ہوں- زبیرؓ نے کہا اللہ کی قسم مجھے تیرے سر پر گٹھلیاں لاتے ہوئے دیکھنا آپ کے ساتھ سوار ہو جانے سے زیادہ بُرا معلوم ہوا- اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے ایک خادم بھیج دیا تا کہ وہ گھوڑے کی نگہبانی میں میرا ساتھ دے- گویا انہوں نے مجھے آزاد کر دیا- (صحیح بخاری باب ۱۳۷ حدیث ۲۰۸ صفحہ ۱۲۱)

قتیبہ بن سعید، بیث، یزید بن ابی حبیب، ابوالخیر عقب بن عامرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے گھر (تنہائی میں) جانے سے پرہیز کرو- ایک انصاری صحابیؓ نے کہا آپ دیور کے متعلق فرمائیں کیا حکم ہے- آپ ﷺ نے فرمایا دیور تو موت ہے (یعنی اس سے زیادہ بچنا چاہیے)
(صحیح بخاری باب ۱۶۱ حدیث ۲۱۶ صفحہ ۱۲۶)

عثمان بن ابی شیبہ، عبدہ، ہشام بن عروہ، عروہ زینب بنت ام سلمیٰؓ سے روایت کرتی ہیں کہ میرے گھر میں ایک ہیجڑہ تھا اور رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں موجود تھے- اس نے ام سلمیٰ کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ سے کہا اگر کل اللہ طائف کو ختم کردے تو میں تجھے دختر غیلان دکھاؤں گی- وہ اتنی موٹی ہے کہ جب سامنے آتی ہے تو اس کے پیٹ میں سِلٹیں پڑ جاتی ہیں اور جب پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو آٹھ سلوٹیں دکھائی دیتی ہیں- یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا اے بیویو! یہ مخنث (ہیجڑے) تمہارے پاس آئندہ نہ آنے پائیں- (صحیح بخاری باب ۱۲۳ حدیث ۲۱۹ صفحہ ۱۲۴)

علی بن عبداللہ، سفیان، زہری، سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں جانے کے لئے تم سے اجازت طلب کرے تو تم منع نہ کرو-
(صحیح بخاری باب ۱۲۴ حدیث ۲۲۲ صفحہ ۱۲۵)

محمد بن یوسف، سفیان، منصور، ابووائل عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنے خاوند کے سامنے اپنی کسی ملنے والی کی اس طرح تعریف نہ کرے جیسے کہ وہ اس عورت کو اصل میں دیکھ رہا ہے- (صحیح بخاری باب ۱۴۸ حدیث ۲۲۴ صفحہ ۱۲۶)

ماہرین افعال اعضاء جانتے ہیں کہ ہمارے نظام حس وحرکت سے روزمرہ کس طرح کام لیا جاتا ہے- حواسِ خمسہ کا جنسی محرک ہونا بھی ایک معلومہ حقیقت ہے- اس لئے پردہ کے اسلامی احکام میں سماعت، بصارت، شامہ، ذائقہ اور لمس کے تعلق سے واضح احکام ہیں- پردہ سے متعلق مزید قرآنی احکام اور احادیث اجمالاً درج ذیل ہیں :

''کبرسن عورتیں جنہیں نکاح کی اُمید نہ ہو، ان پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ اپنے اوپر کے کپڑے اتار دیں بشرطیکہ مقصد آرائش کی نمائش نہ ہو، اگرچہ وہ اس میں بھی احتیاط کریں تو ان کیلئے بہتر ہے''-
(قرآنِ حکیم النور آیت ۶۰)

''عورت چھپی رہنے کی چیز ہے، اگر وہ بلا پردہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو اُچک لیتا ہے''-
(حدیث شریف- ترمذی)

''اجنبی عورتوں کے ساتھ باتیں کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ جو آدمی بھی کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں ہو اور اس عورت کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو تو وہ مرد اس عورت کی طرف مائل ہوگا''-
(حدیث شریف- بخاری- مسلم- ترمذی)

''جب کوئی عورت عطر لگا کر کسی کے پاس سے گزرتی ہے تاکہ لوگ اس کی خوشبو کو محسوس کریں تو یہ عورت بھی بدکار ہے''- (حدیث شریف- بخاری- مسلم- ترمذی)

''میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا ہوں'' (حدیث شریف- ترمذی)

''میں نے اپنے بعد مردوں کو نقصان پہنچانے والا عورتوں سے زیادہ کوئی فتنہ نہیں چھوڑا''-
(حدیث شریف- بخاری)

عبداللہ بن محمد ہشام، معمر، زہری، عروہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ چند حبشی چھری گتکا سے کھیل رہے تھے اور اپنا اپنا پھینک بٹا دکھا رہے تھے، آنحضرت ﷺ بھی اس کو ملاحظہ فرما رہے تھے اور مجھے اپنے پیچھے کھڑا کیا جب تک میرا جی چاہا میں دیکھتی رہی، پھر آپ ہی اکتا کر لوٹ آئی یعنی آنحضرت ﷺ نے منع نہ کیا، اب اس سے اندازہ کرلو کہ ایک کمسن لڑکی کتنی دیر کھیل کو دیکھ سکتی ہے- (صحیح بخاری باب ۱۱۲ حدیث ۱۷۵ صفحہ ۱۰۸-۱۰۹)

(۲۰.۱) مرد اور عورت کا فطری دائرہ عمل

(The natural duties of the husband and wife) :

جذباتی اعتبار سے مرد اور عورت میں بڑا فرق پایا جاتا ہے- مرد کو اپنے فطری وظائف کی تکمیل کیلئے زیادہ تگ ودو کرنی پڑتی ہے تاکہ مادی زندگی کی ذمہ داریاں بدرجہا بہتر پوری کرسکے- عورت اپنی مخصوص ذمہ داریوں کیلئے فطری طور پر موزوں بنائی گئی ہے تاکہ وہ گھریلو زندگی، بچوں کی نگہداشت اور تربیت کا اہم فرض انجام دے سکے- یہ ہر دو اپنے اپنے دائرہ عمل ہی میں اپنے فرائض بہ حسن وخوبی انجام دے سکتے ہیں- اس دائرہ عمل کے فرق کی وجہ سے ایک کو دوسرے پر نہ فوقیت حاصل ہے اور نہ وہ ایک دوسرے سے

کم تر ہیں- معمولاً وہ نہ ایک دوسرے کے فرائض کو اچھی طرح انجام دے سکتے ہیں اور نہ گھرانے اور معاشرہ کو نقصان پہنچائے بغیر ذمہ داریوں کا تبادلہ کر سکتے ہیں- یہ اپنے اپنے دائرۂ عمل کے ذمہ دار ہیں- عورت اپنے گھرانے کی ملکہ اور مرد اپنے تمدن کا ہیرو رہ کر ہی معاشرہ کو پروان چڑھا سکتے ہیں- یہ دونوں باہمی فرض رفاقت اور زوجیت کو پورا کر کے بالواسطہ ایک دوسرے کے دائرۂ عمل اور صلاحیتوں میں اضافہ کر سکتے ہیں- ایسے تعاون عمل ہی سے نوع انسانی اور ارتقائے تمدن کا باسی رہنا ممکن ہوتا ہے- مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اپنی تصنیف ''پردہ'' میں فرماتے ہیں:

''یہ وہ تقسیم عمل ہے جو خود فطرت نے انسان کی دونوں صنفوں کے درمیان کر دی ہے- حیاتیات، عضویات، نفسیات اور عمرانیات کے تمام علوم اس تقسیم کی طرف اشارہ کر رہے ہیں- بچہ جننے اور پالنے کی خدمت کا عورت کے سپرد ہونا ایک ایسی فیصلہ کن حقیقت ہے جو خود بخود انسانی تمدن میں اس کیلئے ایک دائرہ عمل مخصوص کر دیتی ہے اور کسی مصنوعی تدبیر میں یہ طاقت نہیں کہ فطرت کے اس فیصلہ کو بدل سکے- ایک صالح تمدن وہی ہو سکتا ہے کہ جو اولاً اس فیصلہ کو جوں کا توں قبول کرے اور پھر عورت کو اس کے صحیح مقام پر رکھ کر اسے معاشرے میں عزت کا رتبہ دے، اس کے جائز تمدنی اور معاشی حقوق تسلیم کرے- اس پر صرف گھر کی ذمہ داریوں کا بار ڈالے اور بیرون خانہ کی ذمہ داریاں اور خاندان کی قوامیت مرد کے سپرد کرے-''

اسلام نے مرد اور عورت کے دائرۂ عمل کا تعین کر کے مرد کو چند ذمہ داریاں تفویض کی ہیں- ان ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اس کے حقوق بھی گنا دیئے ہیں- گھریلو اور معاشرتی نظام کو بدرجہا بہتر جاری رکھنے کیلئے اس کو کچھ اختیارات بھی دے دیئے ہیں- زوجین کے درمیان ان ذمہ داریوں، حقوق اور اختیارات کے تعلق سے مسلسل عمل اور ردعمل ہوتا رہتا ہے- چونکہ کوئی دو انسان یکساں پیدا نہیں ہوئے- اس لئے باہمی تعلقات میں کسی نہ کسی نوعیت کا اختلاف قرین عقل ہے- گھریلو زندگی اور معاشرہ کو ممکنہ حد تک متوازن رکھنے کیلئے ایک دوسرے کو احترام اور ایثار پسندی کی تلقین کی گئی ہے- ماضی میں گھرانہ کا ماحول اس تلقین اور تربیت کیلئے سازگار تھا مگر دورِ حاضر میں عورت کی بڑھتی ہوئی انفرادیت اور معاشی خود مختاری کی کشمکش نے اس تعلق کو درہم برہم کر دیا ہے- اس لئے زیادہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم تعلیمات اسلامی کا بغور مطالعہ کریں اور فیصلہ کریں کہ ہم اپنی شخصی، گھریلو اور معاشرتی زندگی میں اسلامی اصولوں سے استفادہ کر سکتے ہیں یا نہیں-

(۲۱) شوہر کی ذمہ داریاں

(Responsibilities of the Husband)

۱- شوہر مہر ادا کرے-

۲- بیوی کو دیا ہوا مہر واپس نہ لے، الّا یہ کہ وہ خود معاف کر دے-

۳- خود پر بیوی کا حق تسلیم کرے-

۴- خود کو قوّام سمجھے-

۵- بیوی کے ساتھ اچھا سلوک اور برتاؤ کرے-

۶- ناپسندیدہ بیوی کے ساتھ صبر کے ساتھ گزارہ کرے اور افہام و تفہیم سے کام لے-

۷- بیوی پر ظلم نہ کرے-

۸- بیوی سے صحبت میں اولاد پیدا کرنے کو مقدّم رکھے-

۹- بیوی سے خلوت آرائی سے گریز نہ کرے، لیکن بیوی کو صرف حظِ نفس کا شکار نہ بنائے-

۱۰- اہل و عیال کے ساتھ اخلاق اور نرمی برتے-

۱۱- حتی الوسع حقوق زوجیت ادا کرنے سے دریغ نہ کرے-

(ان ذمہ داریوں کا ذکر سورہ نساء اور سورہ بقرہ میں وضاحت کے ساتھ کیا گیا ہے)

اس حوالے سے متعدد احادیث و آیات ہماری مزید رہبری کرتی ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(الف)- سب شرطوں میں ان شرطوں کا پورا کرنا تم پر زیادہ ضروری ہے جن کے باعث ایک عورت تمہارے نکاح میں حلال ہو جاتی ہے (یعنی مہر اور نان ونفقہ وغیرہ کی شرط) (ترمذی)

(ب)- تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کیلئے بہتر ہو (یعنی بیوی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے) (ابن ماجہ)

(پ)- وہ (بیویاں) تمہارا لباس ہیں اور تم (خاوند) ان کا لباس ہو- (سورہ بقرہ ۱۸۷)

(۲۱.۱) شوہر کے حقوق

: (The rights of the husband)

۱- نکاح سے پہلے ہو سکے تو عورت کو دیکھنا- رسول مقبول ﷺ نے متعدد مواقع پر یہ ہدایت فرمائی کہ تم میں سے جب کوئی نکاح کا ارادہ کرے تو پہلے عورت کو دیکھ لے- اس میں گناہ نہیں ہے خواہ عورت کو اس کی اطلاع ہو یا نہ ہو، ممکن ہے اس عمل سے دونوں میں الفت اور اتفاق کی ابتداء ہو-

۲- بیوی شوہر کی اطاعت کرے-

۳- حفظ الغیب، یعنی شوہر کی غیر موجودگی میں اس کے نطفے، اس کی نسبت اور املاک وغیرہ کی حفاظت کرے-

۴- شوہر کو ممکنہ طور پر خوش رکھے اور اپنے شوہر کا ضمیمہ بنی رہے-

۵- شوہر کی جائز ناراضگی سے بچنے کی ہر ممکنہ کوشش کرے-

(۲۱.۲) اولاد کی ذمہ داری

:(Responisibilities of the offsprings)

حضرت عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے پاس مال ہے اور میرے والد کو میرے مال کی حاجت ہے- فرمایا تو اور تیرا مال اپنے باپ کیلئے ہو- تمہاری اولاد تمہاری عمدہ کمائی ہے- اپنی اولاد کی کمائی کھاؤ- (ابوداؤد- ابن ماجہ)

(۲۲) بیوی کی ذمہ داریاں

(Responsibilities of the wife)

۱- مرد کی اطاعت کرے- پیغمبر اسلام ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے-

۲- گھر کا انتظام-

۳- بچوں کی نگہداشت و تربیت-

۴- شوہر کے مال و اسباب اور حقوق کی حفاظت-

۵- شوہر سے سخت کلامی نہ کرے-

۶- کفایت شعاری اور قناعت کی زندگی بسر کرے-

۷- غیر ضروری عیش و آرائش کا مطالبہ نہ کرے-

۸- شوہر اور محرموں کے سوا کسی کے سامنے اپنی آرائش کو نمایاں نہ کرے-

۹- شوہر سے اپنے حسن و جمال میں فخر نہ کرے-

۱۰- شوہر کی عزت اپنے والدین سے بھی زیادہ کرے-

۱۱- نیکی میں شوہر سے تعاون کرے-

۱۲- رضاعت کی ذمہ داریوں کو ممکنہ حد تک پورا کرے-

اس خصوص میں چند احادیث درج ذیل ہیں :

''میں ﷺ تم کو بتاؤں انسان کا بہترین سرمایہ کیا ہے؟ نیک بیوی، جب اس کا شوہر اس کو دیکھے تو وہ اس کو مسرور کر دے اور اس کی فرمانبردار، اور شوہر کی عدم موجودگی میں عصمت اور دولت کی محافظ ہو-

(حدیث شریف-ابوداؤد)

''عورت کا اپنے شوہر کی خدمت گزاری کرنا بھی صدقہ کرنے کے حکم میں ہے-''

(حدیث شریف-دیلمی فی مسند)

"سب سے زیادہ عورت پر حق اس کے شوہر کا ہے-مردوں پر اس کی ماں کا-"

(حدیث شریف- حاکم)

"رسول کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کونسی عورت بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عورت جب اس کا شوہر اس کو دیکھے تو اس کو مسرور کرے اور جب وہ اس کو حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور وہ اپنے نفس اور شوہر کے مال کے بارے میں اپنے شوہر کی مخالفت نہ کرے-"(حدیث شریف-مسند احمد)

(۲۲.۱) بیوی کے حقوق واختیارات(Rights of the wife) :

۱- شوہر سے حسن سلوک کا مطالبہ-

۲- نان نفقہ کا مطالبہ-

۳- اعتماد-

۴- اپنی جائیداد پر قادر ہو-

ناگزیر حالات کی وجہ سے جس طرح مرد کو طلاق کے ذریعہ نکاح کا حق ہے اسی طرح مماثلت میں عورت کو خلع کا حق دیا گیا ہے-ایسے عمل پر کچھ پابندیاں بھی عائد کردی گئی ہیں تا کہ اس کے نامناسب استعمال کی ممکنہ روک تھام ہو سکے- یہ پابندیاں اس لئے عائد کی گئی ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے گھر کا شیرازہ بکھرنے نہ پائے-ایسے بکھراؤ سے اولاد اور خاندان کے ہر فرد کا متاثر ہونا ناگزیر ہے- یہ نہایت غیر مستحسن کیفیت ہے-

جس طرح طلاق دیتے وقت مرد پر لازم ہے کہ وہ پورا مہر ادا کرے، ویسے ہی خلع حاصل کرتے وقت عورت پر ادا کردہ مہر اور عطا کردہ جائیداد حسب قرارداد باہمی واپسی لازم ہوتی ہے-اس طرح مرد اور عورت کے اختیارات میں توازن قائم کیا گیا ہے-

"مالدار اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس کی روزی تنگ ہے وہ اس میں ہی خرچ کرے جو اسے خدا نے دیا ہے-اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی اسے طاقت دی ہے-"

(القرآن سورہ البقرہ آیت ۲۳۳)

"جس کا بچہ ہے اسی پر اس کا کھانا، پہننا ہے دستور کے مطابق، کسی جان پر تکلیف نہیں دی جاتی، مگر

اس کی گنجائش کے مطابق-ماں کو اس کے بچے کے سبب نقصان نہ پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کے سبب، اور جو باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے-"

(القرآن-سورۃ البقرہ-آیت ۲۳۳)

"عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہو، اپنی حیثیت کے مطابق، اور انہیں پریشان نہ کرو تنگی کر کے-"(القرآن سورہ طلاق آیت ٦)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبے میں ارشاد فرمایا: عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو کہ وہ تمہارے پاس قیدی کی مثل ہیں-اللہ کی امانت کے ساتھ تم نے ان کو لیا ہے اور اللہ کے کلمہ کے ساتھ ان کے فروج کو حلال کیا ہے(یعنی ہمبستری کی ہے)-تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ تمہارے بچھونوں پر ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کو تم ناپسند رکھتے ہو-(یعنی ناپسندیدہ شخص کو گھر میں بھی نہ آنے دیں اور کسی کے ساتھ زنا بھی نہ کریں) اور اگر ایسا کریں تو تم اس طرح مار سکتے ہو، جس سے ہڈی نہ ٹوٹے اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ انہیں کھانے اور پہننے کو دستور کے مطابق دو- (صحیح مسلم)

اُم المومنین عائشہؓ سے مروی ہے کہ ہندہؓ بنت عتبہ نے عرض کی رسول اللہ ﷺ ابوسفیان میرے شوہر ہیں-وہ مجھے اتنا نفقہ نہیں دیتے جو مجھے اور میری اولاد کو کافی ہو-کیا اس صورت میں ان کی اطلاع کے بغیر میں کچھ لے سکتی ہوں (یعنی کیا یہ جائز ہوگا؟) فرمایا کہ اس کے مال میں سے اتنا تو لے سکتی ہے، جو تجھے اور تیرے بچوں کو دستور کے مطابق خرچ کیلئے کافی ہو-(مسلم-بخاری)

حضرت جابر بن سمرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب خدا کسی کو مال دے تو خود اپنے اور گھر والوں پر خرچ کرے- (صحیح مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ تو خرچ کرے گا وہ تیرے لئے صدقہ ہے(یعنی گھر والوں پر خرچ کرے گا) یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو بیوی کے منہ میں دیدے-(بخاری)

اگر عورت آٹا پیسنے اور روٹی پکانے سے انکار کرتی ہے اگر وہ ایسے گھرانے کی ہے کہ ان کے یہاں کی عورتیں اپنے آپ یہ کام نہیں کرتیں، یا وہ بیمار یا کمزور ہے کہ وہ کرہی نہیں سکتی، تو پکا ہوا کھانا دینا ہوگا یا کوئی ایسا آدمی دے جو کھانا پکا دے، پکانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا-اگر ایسے گھرانے کی نہیں ہے اور نہ ہی

کوئی جسمانی مجبوری ہے کہ کھانا نہ پکا سکے تو شوہر پر یہ واجب نہیں کہ پکا ہوا کھانا اُسے دے- اگر عورت خود پکالے اور پکانے کی اجرت مانگتی ہے تو وہ نہیں دی جائے گی- (عالمگیری-درمختار)

عورت اگر تنہا مکان چاہتی ہے یعنی اپنی سوکن یا شوہر کے متعلقین کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو اگر مکان میں کوئی ایسا دالان اس کو دے دے جس میں ایسا دروازہ ہو جو وہ بند کرسکتی ہو تو وہ دے سکتا ہے- دوسرا مکان طلب کرنے کا اس کو اختیار نہیں بشرطیکہ شوہر کے رشتہ دار عورت کو تکلیف نہ پہنچاتے ہوں- یا یہ امر کہ پاخانہ، غسل خانہ، باورچی خانہ بھی علیحدہ ہونا چاہیے تو اگر شوہر مالدار ہے تو ایسا مکان دے جس میں یہ ضروریات ہوں۔ غریبوں میں خالی ایک کمرہ دینا کافی ہے اگرچہ غسل خانہ وغیرہ مشترک ہو- (عالمگیری-درمختار)

عورت کے والدین ہفتے میں ایک بار اپنی لڑکی کے ہاں آسکتے ہیں اور شوہر منع نہیں کرسکتا- البتہ اگر وہ رات کو آنا چاہیں تو شوہر کو منع کرنے کا اختیار ہے- والدین کے علاوہ دیگر محرم اشخاص سال میں ایک بار آسکتے ہیں- اسی طرح عورت اپنے والدین کے ہاں ہر ہفتہ میں ایک بار جاسکتی ہے اور دیگر محرموں کے ہاں سال میں ایک بار، مگر رات کو بغیر شوہر کی اجازت کے وہاں نہیں رہ سکتی، دن میں ہی واپس آجائے، البتہ والدین یا محارم اگر صرف دیکھنا چاہیں تو پھر کسی وقت بھی منع نہیں کیا جاسکتا- (درمختار-عالمگیری)

باپ وغیرہ کا نفقہ بیٹے پر واجب ہے- اسی طرح بیٹی پر بھی ہے- اگر بیٹا، بیٹی دونوں ہوں تو دونوں پر برابر واجب ہے- (درمختار- دوالمختار)

باپ اگر تنگ دست ہو اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں اور یہ بچے محتاج ہوں اور بڑا بیٹا مالدار ہے تو باپ اور اس کی اولاد کا نفقہ اس بیٹے پر واجب ہے- (عالمگیری)

عورت کا شوہر تنگدست ہے اور بھائی مالدار ہے تو بھائی کو خرچ کرنے کا حکم دیا جائے گا، پھر جب شوہر کے پاس مال آجائے تو واپس لے سکتا ہے- (درمختار)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے حضورﷺ سے عرض کی یا رسول اللہﷺ میرا یہ لڑکا ہے- میرا پیٹ اس کیلئے ظرف تھا اور پستان اس کیلئے غذا اور میری گود اس کی محافظ تھی- اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور اب اس کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے- حضورﷺ نے فرمایا تو زیادہ حق دار ہے جب تک تو نکاح نہ کرے- (امام احمد، ابوداؤد)

''اللہ مزے چکھنے والوں اور مزے چکھنے والیوں کو پسند نہیں کرتا''

''ہر طالبِ لذت بکثرت دینے والے پر اللہ نے لعنت فرمائی ہے-'' (طبرانی ص ۲۴۸)

انسانی تعلقات میں شوہر اور بیوی کے درمیان ہی ایسا تعلق ہے جو سب سے زیادہ عمیق اور مکمل جسمانی، ذہنی اور جذباتی یگانگت کا طالب ہے- اسلام نے جہاں زن وشوہر کے تعلقات سے متعلق تفصیلی ہدایتیں دی ہیں وہاں خاندان کے دوسرے متعلقین اور دیگر متفرق معاملات میں بھی رہبری کی ہے- مثلاً والدین اور بزرگوں کے ساتھ حسنِ سلوک آدمی کو انسان بنانے والے عناصر بڑی حد تک والدین اور دیگر افرادِ خاندان کے تعلق کا نتیجہ ہوتے ہیں، اس خصوص میں اسلامی احکام آج کے نفسیاتی انکشافات سے پوری طرح ہم آہنگ ہیں، یہ تعلقات نسلاً بعد نسلاً جنسی اور جذباتی تربیت کے ذریعہ نوخیز نسل کو متوازن شخصیتوں میں ڈھالتے رہتے ہیں-

ان کے علاوہ شوہر اور بیوی کے درمیان مقاربت سے متعلق اور امر ونواہی بھی ہیں، جسمانی طہارت، حیض ونفاس وغیرہ سے متعلق بھی احکام دے کر جنسی اور عائلی زندگی میں نفاست اور جمالیاتی مطالبات کی تکمیل کی گئی ہے-

ان کے علاوہ اولاد کے حقوق، یتیموں، ہمسائیوں، بیماروں، نوکروں، مہمانوں اور بیواؤں کے حقوق سے متعلق بھی رہبری فرمائی گئی ہے- اصول تعلیم وتربیت کی اہمیت، سادہ زندگی، علم وتحقیق پر بھی واضح ہدایتیں موجود ہیں۔ گھریلو زندگی کی ان ذمہ داریوں کا دائرہ وسیع کرکے معاشرہ میں مسلمانوں کے باہمی حقوق، انسانی برادری کا حق، اور جانوروں کے حقوق کو بھی نظرانداز نہیں کیا گیا- الغرض شخصی عائلی اور سماجی زندگی کے ہر پہلو پر قرآنِ حکیم اور احادیث میں بکثرت ہدایات موجود ہیں-

(۲۳) نفسیاتی جنسی امراض

(Psycho-sexual disorders)

ان میں سب سے زیادہ اہم نامردی اور سرعت انزال ہیں

(۲۳.۱) نامردی (Impotence or Erectile Disorder) کا علاج:

اگر مرد دورانِ مباشرت اپنے عضو تناسل میں بالکل سختی محسوس نہ کرے یا اتنی دیر سختی برقرار نہ رکھ سکے کہ دخول ہو تو اس کیفیت کو نامردی (Impotence or Erectile Disorder) کہتے ہیں۔

نامردی کی مندرجہ ذیل قسمیں ہوتی ہیں۔

(1) جسمانی بیماریوں کی وجہ سے نامردی:

(الف) پیدائشی طور پر عضو میں خرابی۔

(ب) کمر میں چوٹ اور غدہ (Prostate) کی جراحی، اعصاب (Nerves) کے زخم یا ٹوٹ پھوٹ۔

(ج) مختلف جسمانی بیماریاں مثلاً ذیابیطس وغیرہ۔

(د) عضو تناسل میں حادثاتی یا دورانِ جراحی زخم اور چوٹ۔

(ہ) خون میں جنسی کیمیاوی اجزاء (Sex Hormones) کی کمی۔

(و) ادویات کے استعمال کی وجہ سے مثلاً خواب آور، بلند فشارِ خون و ذیابیطس، نشہ آور، افیون، ہیروئن، شراب وغیرہ۔

علاج: ان تمام بیماریوں کے علاج سے ان کی پیدا کردہ نامردی دور ہوسکتی ہے۔ البتہ کچھ بیماریاں ایسی ہیں جن میں علاج سے کھوئی ہوئی طاقت واپس لانا ممکن نہیں ہوتی۔

(2) نفسیاتی نامردی:

یہ اس شخص کی نامردی کو کہتے ہیں جو اوپر دی گئی کسی بیماری میں مبتلا نہ ہو اور پھر بھی سختی نہ آتی ہو اور مباشرت نہ کر سکتا ہو، یعنی نفسیاتی اور معاشرتی عوامل کی وجہ سے نامردی ہو جاتی ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ نامردی کے بیشتر مریض ان وجوہات کی بناء پر نامرد ہو جاتے ہیں۔ ایسے عوامل مندرجہ ذیل ہیں جو اس قسم کی نامردی کو جنم دیتے ہیں:

(الف) نوجوانوں کی فکر و پریشانی :

خصوصاً جنسی صلاحیت کے بارے میں، کیونکہ نوجوانوں میں جو تبدیلیاں جنسی اعضاء میں آتی ہیں ان کو جنسی بیماری کی علامات سمجھ لیا جاتا ہے، مثلاً احتلام، منی کا رسنا، خصوصاً جنسی خیالات کے بعد یا خواتین یا ان کے افسانے اور تصاویر یا اور فلم کے قرب سے، مشت زنی کو جنسی، صحت کیلئے مضر سمجھنا۔ عضو کی ساخت کے بارے میں ناواقفیت کی وجہ سے یہ سمجھنا کہ چھوٹا ہے، بڑا ہے، جڑ سے پتلا ہے، نسیں ابھری ہوئی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

منی کو خون سے بھی زیادہ قیمتی چیز سمجھنا اور اس کے فطری اخراج (احتلام، مباشرت، مشت زنی، جنسی تحریک) کو جنسی اور جسمانی صحت کیلئے سم قاتل سمجھنا۔ جب اتنی فکر اور پریشانی لئے ہوئے کوئی مرد بیوی کے پاس جائے گا تو اس کا فطری نظام جنس متحرک نہیں ہو سکتا اور وہ ضرور خیزش سے محروم رہے گا۔ جب پہلی دفعہ یہ حادثہ ہو جائے گا تو اس شخص کو یقین ہو جائے گا کہ وہ صحیح سمجھتا رہا ہے کہ وہ جنسی طور پر ناکارہ ہے اور پھر آئندہ وہ دماغ میں یہی خیال لئے مباشرت کی کوشش کرے گا اور ناکامی کا منہ دیکھے گا۔

(ب) جھوٹی شرم :

جب نوجوانوں کے دل میں پریشان کن خیالات اُبھرتے ہیں تو وہ جھوٹی شرم کی وجہ سے کسی سے رجوع بھی نہیں کرتے۔ نہ والدین سے نہ اساتذہ سے اور نہ ہی ڈاکٹروں سے۔ اس کے علاوہ ہمارے بزرگ بھی جنسی صحت کے بارے میں نوجوانوں کو کوئی تعلیم نہیں دیتے، بلکہ اگر غلطی سے ان کے منہ سے ایسا کوئی لفظ نکل بھی جائے تو ان کو سخت سست کہتے ہیں اور آئندہ کیلئے اس موضوع پر بولنے سے سختی سے منع کر دیتے ہیں۔ شادی کی رات سے قبل لڑکیوں کو تو یہ کہہ کر خاوند کے حوالے کر دیا جاتا ہے کہ ”جو وہ کہے وہ مان لینا“، مگر لڑکوں کو تو اتنی بھی رہنمائی دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔

علاج

(1) علاج بذریعہ گفتگو :

یہ ذہن میں رہے کہ عضوتناسل کوئی بجلی سے چلنے والی موٹر نہیں ہے کہ جب چاہا بٹن دبا دیا اور موٹر چلالی، بلکہ عضوتناسل میں سختی آنا کچھ نہ کچھ بھوک لگنے کے عمل کی طرح ہے، کہ جب اندرونی اور بیرونی عوامل صحیح ہوں گے تب تیز بھوک لگے گی، کھانا کھائے ہوئے چند گھنٹے گزر جانے چاہئیں اور سامنے سجے سجائے اور خوشبودار کھانے ہونے چاہئیں اور ماحول بھی خوشگوار ہونا چاہیے، یعنی کوئی لڑائی جھگڑا نہ ہو رہا ہو۔ اسی طرح عضو میں خوب سختی جب ہی آتی ہے جب پچھلی ہمبستری کو کچھ وقت گزر جائے، شریک حیات سے تعلقات خوشگوار ہوں، وہ بناؤ سنگھار کئے ہوئے ہو اور ہمبستری کیلئے خواہش کا اظہار بھی کرے وغیرہ وغیرہ۔

نامردی کے مرض کو ٹھیک کرنے کیلئے ضروری ہے کہ پہلے جسمانی لمس کے ذریعے لطف حاصل کیا جائے۔ ایک دوسرے کے جسم سے لطف اندوز ہونے کیلئے جسم کے سب حصّے استعمال کریں۔ مثلاً انگلیاں، ہاتھ، باہیں، ہونٹ، سینہ، ٹانگیں وغیرہ۔ علاج کا پہلا قدم یہ ہی ہے کہ خوب جسمانی لطف لیا جائے، جب یہ کامیابی سے کرلیں تو علاج کے اگلے قدم پر جاسکتے ہیں۔

(2) نرمی کی حالت میں عضو کو اندام نہانی میں داخل کرنا:

اگر جسمانی لمس کے دوران یا ویسے ہی عضو میں معمولی خیزش محسوس ہو تو بسا اوقات اسی طرح اندام نہانی میں ٹھونس کر بعد میں خیزش پیدا کی جاسکتی ہے اور اگر جب بھی نہ آئے تو کوئی نقصان کی بات نہیں ہے۔

(3) خواتین کیلئے مشورے:

ہمبستری نہ بھی ممکن ہو تب بھی خاوند کے بدن اور خصوصاً جنسی اعضاء پر ہاتھ پھیرنے کے ہر موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے کیونکہ اس سے علاج میں مدد ملے گی۔ عضو میں سختی لانے کیلئے مندرجہ ذیل عمل بھی مددگار ہوتے ہیں، یعنی عضو کو جڑ سے دبانا، عضو کو اوپر سے نیچے کی طرف دبانا وغیرہ وغیرہ۔ اگر ہمبستری کے دوران بیوی نیچے ہے تو کولھوں کے نیچے ایک تکیہ رکھ لینا چاہیے۔ بسا اوقات اوپر سے ہمبستری کریں تو عضو کی سختی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ہر دفعہ نئے طریقے (Pose) سے ہمبستری کرنے سے بھی علاج میں مدد ملتی ہے۔

میاں بیوی کا باقاعدہ علاج :

اگر اوپر دیئے گئے طریقے کارگر نہ ہوں تو باقاعدہ علاج شروع کیا جاتا ہے۔ اس کیلئے آٹھ عمل ہوتے ہیں اور تقریباً دو تین ہفتوں کا وقت لگتا ہے۔ اس کیلئے دونوں میاں بیوی کا بھرپور تعاون بھی ضروری ہے اور ایک علیحدہ کمرہ بھی درکار ہے جہاں بچّے اور دوسرے افراد نہ ہوں۔

اگر دونوں میاں بیوی ہسپتال آئیں تو اچھا ہے ورنہ خاوند کے ذریعے ہی دونوں کو ہدایات پہنچائی جاتی ہیں۔ علاج کیلئے ہر تیسرے دن آنا ضروری ہے۔

عمل نمبر 1:

جنسی معلومات کا سوال نامہ پُر کروایا جاتا ہے۔

پورے جسم کا معائنہ کیا جاتا ہے، خصوصاً جنسی اعضاء کا۔ اگر کوئی خرابی ہو تو بتائی جاتی ہے اور اگر معائنے پر ہر چیز بالکل صحیح نکلے تو یہ بھی بتادیا جاتا ہے تاکہ کوئی غلط فہمی ہو تو وہ بھی دور ہو جائے۔

عمل نمبر 2:

بہتر جنسی عمل کیلئے میاں بیوی کا آپس میں تعاون، محبت اور پیار ضروری ہے۔ اگر کوئی مسئلہ یا مرض پیدا ہوتا ہے تو اس میں بھی آپس کی ناچاقی کا بہت دخل ہوتا ہے۔ اور اس لیئے اس کے علاج میں بھی دونوں کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مسئلہ ایک فریق کا ہے اس لیئے دوسرے کو تعاون کی بالکل ضرورت نہیں ہے جیسے کہ عموماً مرد کہتے ہیں اور بیویاں بھی ان پر الزام دیتی ہیں۔ اگر آپس میں تعاون ہوگا تو مسئلہ بھی پیدا نہیں ہوگا اور اگر علاج میں تعاون نہیں ہوگا تو مسئلہ حل ہونے کے بہت کم امکانات ہیں۔ چنانچہ اس پہلے مرحلے پر میاں بیوی کو اپنے اختلافات ختم کرکے باہمی پیار محبت کی فضاء پیدا کرنا ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر نہ جنسی عمل ممکن ہے نہ صحیح علاج۔ زوجین کا آپس میں پیار و محبت اور ہمبستری نفل عبادت کے برابر ہے اور دُنیا میں سب سے زیادہ لطف کا عمل ہے۔ اس لطف کو حاصل کرنے کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے مثبت جنسی جذبات کا اظہار ایک دوسرے سے کیا جائے اور جو لطف محسوس ہو اس کا بھی کھل کر اظہار کیا جائے۔ جنسی معاملات کا ایک دوسرے سے اظہار کرنا لطف اور جنسی صحت دونوں کیلئے ضروری ہے۔

اکثر مسائل اس وجہ سے بھی پیدا ہو جاتے ہیں کہ زوجین ایک دوسرے کے جذبات اور خیالات معلوم کرنے کے بجائے قیافہ پر انحصار کرتے ہیں اور بسا اوقات غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں، جس سے جنسی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک دوسرے کے جنسی اعضاء کے بارے میں بھی معلومات ہونی چاہیے تا کہ ہمبستری کا صحیح طریقہ پتہ چلے۔ تصویروں کی مدد سے اصل جنسی اعضا کا بغور معائنہ کر لینا چاہیے۔

عمل نمبر 3 :

جسمانی لمس (جنسی لمس کے بغیر) : دونوں میاں بیوی کو جسمانی لمس کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار میں میاں بیوی دونوں اپنی خوابگاہ میں برہنہ لیٹ جاتے ہیں اور شوہر بیوی کے برہنہ جسم کے مختلف حصّوں کو ہاتھ لگا کر بیوی کو لذت پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ شوہر اس مرحلے میں بیوی کی چھاتی اور اندام نہانی کو بالکل ہاتھ نہ لگائے۔ یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیے جب تک دونوں لذت محسوس کرتے ہیں۔ مگر نصف گھنٹے سے زیادہ نہ ہونا چاہیے۔ اس کے بعد بیوی شوہر کو بھی آسودگی پہنچاتی ہے۔ مگر عضو تناسل کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے۔ میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کو زبانی اور اشارتاً یہ بتاتے ہیں کہ وہ جسم کے کس حصّے میں اور کس طریقے سے زیادہ لذت محسوس کرتے ہیں۔ یہ بھی اہم ہے کہ دونوں پسند کے مطابق خوشبو لگائیں اور کمرے کو بہتر انداز سے آراستہ کریں تا کہ سہاگ رات کا سا سماں پیدا ہو جائے۔

عمل نمبر 4 :

معلوم کریں کہ گزشتہ تجربہ کیسا رہا؟ دونوں میاں بیوی کو لطف آیا کہ نہیں ؟ اگر نہیں آیا تو اس عمل کو بار بار دھراتے رہیں جب تک کہ مزہ آنے لگے۔

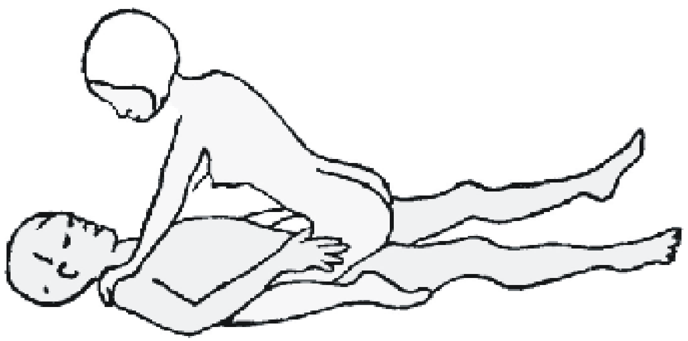
جب مزہ آنے لگے تو اگلا قدم اٹھائیں۔ اس دور میں بھی پچھلا عمل دُہرانا ضروری ہے۔ صرف اتنا اضافہ کرنا ہوگا کہ خاتون کی چھاتیوں کو بھی اس عمل میں شریک کریں یعنی ان پر بھی ہاتھ لگائیں یا منہ سے چوسیں وغیرہ اور اسی طرح اندام نہانی پر بھی ہاتھ پھیریں اور انگلی ڈالیں اور زیادہ سے زیادہ لطف دینے کی کوشش کریں۔ بیوی کو بھی چاہیے کہ خاوند کے جسم کے علاوہ عضو اور فوتوں پر بھی ہاتھ پھیرے اور لطف دینے کی بھرپور کوشش کرے۔ اگر پسند ہو تو ذرا سا تیل لے کر عضو پر لگائے تا کہ عضو میں لمس کے دوران زیادہ لطف آسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ میاں بیوی اطمینان سے ایک دوسرے کے جنسی اعضاء کو دیکھ لیں تا کہ آئندہ مباشرت کے وقت پریشان نہ ہوں، البتہ جب تک ہدایت نہ ملے

مباشرت کی کوشش نہیں کرنی ہے۔

عمل نمبر5 :

معلوم کریں کہ کیا پچھلے عمل میں بھرپور مزہ آیا؟ اگر نہیں تو مزید تین رات تک اسی عمل کو دہرائیں، بلکہ اس کو مزید بھی جاری رکھیں جب تک اس عمل سے دونوں میاں بیوی لطف اندوز نہ ہونے لگیں۔ اگر عمل نمبر 4 سے بھرپور طریقے سے دونوں میاں بیوی لطف اندوز ہو چکے ہیں تو پھر اگلا عمل شروع کیا جائے، مگر یہ یاد رہے کہ پچھلے سارے عمل جنسی زندگی کا حصّہ بن جانے چاہئیں اور موجودہ عمل سے قبل بھی کرنے ضروری ہیں۔

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ عضو میں سختی خود بخود آتی ہے، انسان کی مرضی کے مطابق نہیں بلکہ ماحول اور جذبات کے زیر اثر ہوتی ہے۔ اگر ماحول ایسا ہے کہ جذبات ابھر رہے ہیں تو خود بخود سختی آجائے گی اور اگر ماحول جنسی جذبات کو سرد کرنے والا ہے تو کتنی ہی کوشش کریں سختی نہیں آئے گی، بلکہ شعوری کوشش کرنے سے اور کم ہو جائے گی۔ اسی لیئے یہ تمام جنسی عمل بتائے جا رہے ہیں تا کہ جنسی جذبات کو بڑھانے میں مدد ملے۔ جب پیار و محبت کی فضاء میں جسمانی لمس ہوگا اور خصوصاً عضو کی مالش کی جائے گی تو اکثر اوقات عضو میں سختی آجائے گی۔ جب عضو کی مالش سے سختی آجائے تو بیوی کو چاہیے کہ عضو کو چھوڑ دے اور باقی جسم سے لمس کرے۔ اور عضو کی سختی ختم ہونے تک ایسا کرتی رہے۔ پھر عضو کا لمس کرے مگر سختی آنے کے بعد دوبارہ چھوڑ کر توجہ جسم کے دوسرے حصّوں کی طرف کرلے۔ اس عمل کو عضو سے چھیڑ چھاڑ (Penile Teasing Technique) کہتے ہیں اس عمل کو تقریباً آدھے گھنٹے یا جتنی خواہش ہو، جاری رکھیں۔



عمل نمبر 6:

اگر عمل نمبر 5 لطف، اور کامیابی کے ساتھ مکمل کرلیا ہے تو اگلے عمل کی طرف بڑھیں ورنہ پچھلے عمل کو دہراتے رہیں، جب تک کہ اس میں لطف اور کامیابی حاصل نہ ہوجائے۔ عمل نمبر 6 کیلئے بھی ضروری ہے کہ پہلے عمل نمبر 4 اور 5 کریں اور پھر اس عمل کا آغاز کریں- اس عمل کیلئے میاں بیوی دی گئی تصویر کے مطابق اپنے جسم کرلیں، یعنی خاوند چت لیٹ جائے اور بیوی اس کے اوپر بیٹھ جائے تاکہ اس کی اندام نہانی خاوند کے عضو کے بالکل قریب ہو- پہلے بیوی عضو کی مالش کرے جب اس میں سختی آجائے تو اپنے ہی ہاتھ سے پکڑ کر اس کو اپنی اندام نہانی میں ڈال لے- پھر دونوں اسی طرح لطف اندوز ہوتے رہیں- میاں بیوی میں سے کوئی بھی نہ ہلے اور جب خواہش ہو تو عضو کو باہر نکال لیں-

عمل نمبر 7 :

اگر پچھلا عمل صحیح ہوا تو اگلا عمل شروع کریں مگر اس کا آغاز بھی عمل نمبر 4 سے کریں پھر 5 پر جائیں اور پھر نمبر 6 کے مطابق بیوی عضو کو اندام نہانی میں ڈال لے اور اس کے بعد میاں بیوی باری باری حرکت کریں، مگر آہستہ آہستہ۔ اس عمل سے بھرپور لطف حاصل کرنا اصل مقصد ہے- یہ عمل بھی خواہش کے مطابق جاری رکھا جاسکتا ہے- اگر اس عمل کے دوران انزال ہوجائے تو کوئی فکر کی بات نہیں ہے- بس عمل ختم کریں اور پھر اگلے دن جب خواہش ہو عمل دھرائیں۔ کسی بھی عمل کے دوران اگر انزال ہوجائے تو کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ اس کے بعد اگر عمل کو مزید جاری رکھنے کی خواہش نہ ہو تو اگلے دن تک ملتوی کریں-

عمل نمبر 8 :

اگر پچھلا عمل لطف اور کامیابی کے ساتھ مکمل ہوگیا ہے تو عمل نمبر 8 کریں- اس کے آغاز سے قبل بھی عمل نمبر 6,5,4 اور 7 کریں، پھر جب علیحدہ علیحدہ باری باری ہلکی ہلکی حرکت کرچکیں تب دونوں میاں بیوی ساتھ ساتھ حرکت کریں اور جتنی زور سے چاہیں کریں اور اس عمل سے بھی خوب لطف اندوز ہوں- اس کی فکر نہ کریں کہ ساتھی کو مزہ آیا ہے کہ نہیں بلکہ خود لطف اندوز ہونے کی کوشش کریں- اور ساتھی کو بھی لطف کے اظہار سے ہی مزید مزہ آئے گا- یہ عمل انزال تک جاری رہ سکتا ہے-

دو تین ہفتوں تک اسی طرح عمل کرتے رہیں اور لطف اندوز ہوتے رہیں- اس کے بعد اگر شدید خواہش ہو تو دوسری کسی حالت میں بھی مباشرت کی جاسکتی ہے-

سرعت انزال کا علاج

انزال اگر دخول سے قبل ہوجائے یا دخول کے فوراً بعد ہوجائے تو اس کو سرعت انزال کہتے ہیں- اس کے علاوہ اگر مباشرت ایک منٹ سے کم رہے تو اس کو بھی سرعت انزال کہا جاتا ہے- ماہرین کا خیال ہے کہ صحت مند لوگوں میں انزال کا وقت عموماً ایک سے دو منٹ ہوتا ہے البتہ اس سے اگر زیادہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے-

سرعت انزال عموماً حالات، تعلقات اور نفسیات کی پیداوار ہوتا ہے اور اس کے علاج سے تقریباً سب ہی لوگ ٹھیک ہوجاتے ہیں- اس طریقہ علاج سے عام لوگ بھی اپنے انزال کا وقت بڑھا سکتے ہیں-

اگر مباشرت کئے ہوئے دیر ہوجائے اور جذبات عروج پر ہوں تو انزال جلدی ہونا لازمی ہے- اسی طرح پہلی دفعہ مباشرت کی جارہی ہو یا لمبے عرصے کے بعد کوشش ہو تو انزال جلدی ہوجانا کوئی بیماری نہیں ہے-

سرعت انزال کیلئے کچھ ادویات موجود ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو ان کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

البتہ مندرجہ ذیل طریقوں سے سرعت انزال کو عموماً ختم کیا جاسکتا ہے-

(1) مباشرت میں وقفہ کم کردیا جائے-

(2) مباشرت سے قبل پُرسکون ہونے کی کوشش کریں- اس کیلئے لمبے سانس اور اچھے اچھے خیالات ذہن میں لائیں-

(3) مندرجہ ذیل مباشرت کرنے کے کچھ طریقے ہیں جن سے مباشرت کا وقت بڑھ جاتا ہے :

☆ اوپر نیچے حرکت کرنے کے بجائے عضو کو گولائی میں گھمایا جائے اور جب محسوس ہو کہ انزال ہونے والا ہے تو کچھ دیر کیلئے حرکت بند کردی جائے-

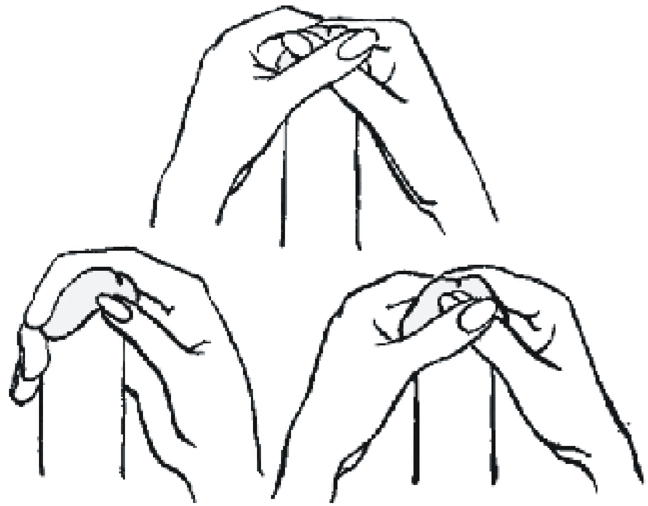
☆ بیوی اوپر بیٹھ کر یا لیٹ کر مباشرت کرے-

☆ اگر انزال قریب محسوس ہو تو حرکت کرنی چھوڑ دیں اور کچھ دیر بعد دوبارہ حرکت کریں-

☆ عضلات اور پٹھوں کی جس حرکت سے جس طرح ہم پیشاب کو روک لیتے ہیں، اسی طرح عام حالت میں بھی حرکت کی مشق کریں اور انزال سے قبل اس کو بار بار کریں خصوصاً جب مباشرت کے دوران حرکت بند کر رکھی ہو-

مشت زنی کے ذریعے علاج (Semans Procedure) :

مشت زنی کریں اور جب محسوس ہو کہ انزال کا وقت قریب ہے تو عضو کو چھوڑ دیں اور کچھ دیر انتظار کریں- مشت زنی کے دوران اپنی بیوی کا تصور ذہن میں رکھیں اور اس کیلئے تیل کا وافر مقدار میں استعمال کیا جائے تا کہ اصل مباشرت کی کیفیت کی مماثلت پیدا ہو سکے-



مباشرت میں سپاری کا دبانا (Squeeze Technique) :

اس طریقے میں وہی عمل کیا جائے جو اوپر بتایا گیا ہے یعنی مشت زنی - جب انزال کی کیفیت ہو تو عضو کو پکڑ کر زور سے دبایا جائے یعنی انگوٹھا سپاری کے نیچے ہو اور دو انگلیاں اوپر اور پھر یہ کہ زور سے دبا دیا جائے تو اس سے انزال ہونے کی کیفیت ختم ہو جائے گی- کچھ انتظار کے بعد دوبارہ مشت زنی شروع کر دی جائے اور جب انزال ہونے والا ہو تو دوبارہ اسی طرح سپاری کو دبایا جائے- اس طرح بار بار یہ عمل انزال ہونے تک دھرایا جائے-

بیوی کیلئے ہدایات :

انزال کا وقت بڑھانے کیلئے بیوی کا تعاون بہت ضروری ہے- انزال کا وقت بھی انہی مردوں کا بڑھتا ہے جن کی بیویاں پیار و محبت سے پیش آتی ہیں- جن مردوں کی بیویاں ان سے تعاون نہیں کرتیں یا لعن طعن کرتی ہیں ان کا انزال جلدی ہو جاتا ہے- اگر بیوی پیار و محبت سے پیش آئے اور مباشرت میں دلچسپی لے تو سرعت کا مسئلہ ہی نہ پیدا ہو- اسی طرح جب سرعت انزال پیدا ہو جائے تو بیوی کو چاہیے کہ اپنا رویہ بدلے، پیار و محبت سے پیش آئے، جنسی معاملات سے رغبت کا اظہار کرے- یہ صرف خاوند کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ دونوں میاں بیوی کا مسئلہ ہے- علاج کیلئے بھی ضروری ہے کہ دونوں میں پیار و محبت ہو- ایک دوسرے کو الزام ہرگز نہ دیں- سرعت انزال کی صورت میں نہ خاوند کو بیوی سے دور رہنا چاہیے اور نہ ہی بیوی کو خاوند سے دور رہنا چاہیے، اور یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ مباشرت تو ہو نہ سکے گی پھر قرب سے کیا فائدہ؟ مباشرت اگر صحیح طریقے سے نہ ہو سکے تو کم از کم پیار و محبت کے دوسرے طریقے تو موجود رہتے ہی ہیں- دونوں کو چاہیے کہ ایک دوسرے سے گفتگو کرنا، پیار کرنا، ایک دوسرے کے جسم سے لطف اندوز ہونا کبھی ترک نہ کریں- اگر مباشرت صحیح طرح نہ بھی ہو تو بھی خوش رہیں تا کہ یہ عمل باعث پریشانی اور ندامت نہ بن جائے-

سرعت انزال کے علاج کا عملی طریقہ :

اگر اوپر دیئے ہوئے طریقوں سے مسئلہ حل نہ ہو تو مندرجہ ذیل علاج شروع کریں:

عمل نمبر 1 :

سوالنامہ کے ذریعے دونوں میاں بیوی کے بارے میں جنسی اور جسمانی معلومات حاصل کی جاتی ہیں- ان کا نفسیاتی تجزیہ کیا جاتا ہے- دونوں میاں بیوی کا جسمانی اور جنسی معائنہ کیا جاتا ہے- (واضح رہے کہ خواتین سے گفتگو اور ان کا معائنہ و علاج صرف خواتین معالج ہی کرتی ہیں) اور اگر ان میں کوئی خرابی ہو تو اس کا علاج کیا جاتا ہے اور اگر وہ جسمانی اور جنسی طور پر تندرست ہوں تو ان کو اطمینان دلایا جاتا ہے-

عمل نمبر 2 :

یہ بات کہی جا چکی ہے کہ سرعت انزال صرف میاں کی کمزوری سے نہیں ہوتا بلکہ دونوں میاں بیوی میں جنسی عدم تعاون کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے علاج میں دونوں کا شامل ہونا ناگزیر ہے۔ اگر رنجش ہے تو اس کو دور ہونا چاہیے اور اس سلسلے میں معالج سے مدد لینی چاہیے تا کہ میاں بیوی کے تعلقات خوش گوار ہو جائیں۔

اس کے بعد ضروری ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے جنسی اعضاء کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کریں تا کہ اگر کوئی غلط فہمی ہو تو دور ہو جائے۔ اس کیلئے معالج کے پاس تصاویر بھی موجود ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی ایک دوسرے کے جنسی اعضاء کا بغور معائنہ بھی کر لینا چاہیے اور دونوں کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق میاں بیوی کا آپس میں پیار و محبت اور مباشرت کرنا عبادت اور نفل نماز کے برابر ثواب ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مباشرت خواتین کیلئے بھی لطف کا باعث ہوتی ہے۔ اگر میاں یا بیوی کو لطف نہیں آتا تو اس کا علاج ضروری ہے۔ میاں بیوی کو ایک دوسرے کے ساتھ بے تکلف بھی ہونا چاہیے، پیار و محبت اس کے بغیر ممکن نہیں ہے اور اپنے جذبات خصوصاً جنسی کیفیت ایک دوسرے کو بتانا چاہیے تا کہ اس کے مطابق دوسرے کا ردعمل صحیح طور پر ہو سکے اور کسی غلط فہمی کا کوئی امکان نہ رہے۔

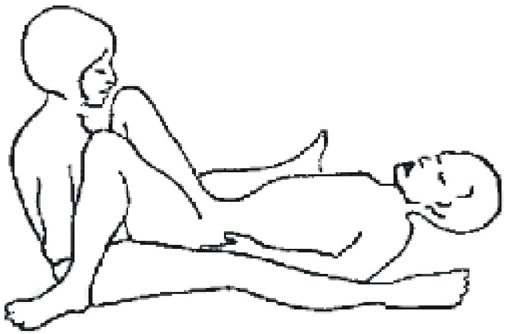
عمل نمبر 3 :

دونوں میاں بیوی کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ پیار و محبت کی فضا پیدا کریں۔ سیر و تفریح کے پروگرام بنائیں۔ کمرے کو سجائیں جہاں خوشبو کی مہلک ہو۔ کپڑے خوبصورت پہنیں۔ بناؤ سنگھار کریں تا کہ ایک دوسرے کیلئے کشش میں اضافہ ہو۔ پھر جب تخلیہ میسر آئے تو اپنے کپڑے اُتار دیں اور ایک دوسرے سے پیار و محبت کا اظہار کریں۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جنسی اعضاء اور چھاتیوں کو ابھی ہاتھ نہیں لگانا ہوگا اور نہ ہی مباشرت کی کوشش کرنی ہوگی۔ بیوی لیٹ جائے اور میاں لطف دلانے کا جو بھی طریقہ اچھا سمجھتا ہو وہ طریقہ استعمال کرے اور بیوی سے پوچھتا بھی رہے کہ زیادہ لطف کس طریقے میں آ رہا ہے۔ یہ عمل سارے جسم پر ہونا چاہیے۔ یعنی بالوں کی مالش، چہرہ اور ماتھا، گردن، کاندھے، کمر، پیٹ، پیٹھ، کولہے،

ٹانگیں وغیرہ سب اس میں شامل ہونے چاہئیں اور عمل کے دوران خود بھی لطف اندوز ہونا چاہیے اور بیوی کو بھی لطف آنا چاہیے۔ جب پندرہ بیس منٹ گزر جائیں تو خاوند کو چاہیے کہ اب وہ آرام سے لیٹ جائے اور بیوی اس کے ساتھ ویسا عمل دہرائے اور پندرہ، بیس منٹ تک یہ عمل کرتی رہے۔ جب اس عمل میں لطف آنے لگے تو پھر اگلا عمل کرنا چاہیے۔ ورنہ اسی کو دہراتے رہنا چاہیے۔

عمل نمبر 4 :

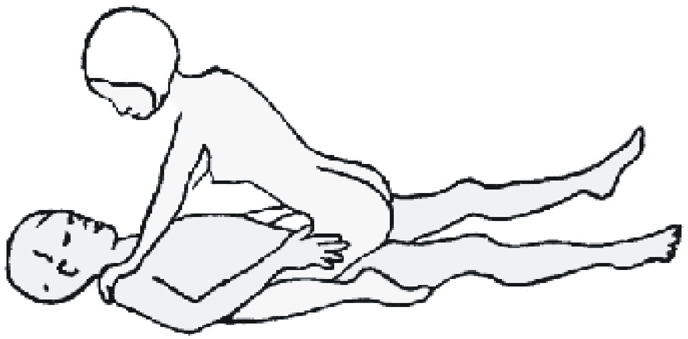
اس عمل کو کرنے سے پہلے پچھلے کو دہرائیں اس کے بعد موجودہ عمل میں یہ اضافہ کریں کہ ایک دوسرے کے جنسی اعضاء اور چھاتیوں پر ہاتھ پھیریں اور اندام نہانی پر بھی ہاتھ پھیریں اور انگلی بھی ڈالیں اور عضو اور فوتوں پر بھی ہاتھ پھیرا جائے اور زیادہ سے زیادہ لطف اندوز ہوا جائے اور یہ عمل بھی روزانہ آدھ پون گھنٹہ کیا جائے۔ خاوند بیوی کے یہ عمل آدھا گھنٹہ کرے اور بیوی خاوند کے ساتھ یہ عمل کرے اور دونوں لطف اندوز ہوں۔ اگر یہ عمل بھی مزید لطف کا باعث ہے تو اگلے عمل پر چلیں ورنہ اسی کو دہراتے رہیں۔ لطف نہ آئے تو یہی عمل بار بار دہرائیں حتیٰ کہ لطف آنے لگے۔ اگر پھر بھی لطف نہ آئے تو معالج سے مدد طلب کریں۔



عمل نمبر 5 :

یہ عمل شروع کرنے سے قبل پچھلے عمل دوبارہ دہرائیں یعنی عمل نمبر 3 اور 4۔ اس کے بعد بیوی اوپر دی گئی تصویر کی طرح خاوند کے ساتھ لگ کر بیٹھ جائے اس طرح کہ اس کی اندام نہانی عضو کے قریب ہو اور عضو کو ہاتھوں سے بآسانی مالش کر سکے۔ عضو کو اچھا خاصا تیل لگایا جائے اور اس کی مالش کی جائے۔

اس میں سختی آ جائے تو بھی مالش جاری رکھی جائے۔ جب خاوند کو محسوس ہو کہ انزال تھوڑی دیر میں ہونے والا ہے تو بیوی کو بتا دے اور بیوی پہلے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق عضو دبا دے۔ یعنی انگوٹھا سپاری کے نیچے اور دو انگلیاں سپاری کے اوپر رکھ کر دبایا جائے۔ اسی طرح دبانے سے انزال ہونے کی کیفیت دور ہو جائے گی۔ پھر بیوی عضو کو چھوڑ دے اور جسم کے دوسرے حصّوں پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دے اور پیار کرنا شروع کرے۔ تھوڑی دیر بعد دوبارہ سے عضو کی مالش کرے جب خاوند کو محسوس ہو کہ انزال شروع ہونے والا ہے تو اوپر دیئے ہوئے طریقے کے مطابق عضو کو پھر زور سے دبائے۔ یہ طریقہ بار بار دُہرائیں جب تک کہ انزال نہ ہو جائے۔ دو چار دن یہ مشق جاری رکھی جائے تا کہ انزال کا وقت کافی بڑھ جائے۔



عمل نمبر 6 :

بیوی خاوند کے اوپر اسی طرح بیٹھ جائے جیسا کہ اوپر کی تصویر میں دکھایا گیا ہے اور عضو کی مالش شروع کر دے۔ جب عضو میں سختی آ جائے تو عضو کو پکڑ کر اندام نہانی میں ڈال لے۔ جب خاوند کو محسوس ہو کہ انزال ہونے والا ہے تو عضو کو باہر نکالے اور عضو کو پھر اسی طریقے سے دبائے اور جب ذرا سختی کم ہو جائے تو دوبارہ عضو کی مالش کرے تا کہ سختی پیدا ہو اور یہ عمل انزال ہونے تک بار بار دُہرایا جائے۔

عمل نمبر 7 :

دوبارہ سے عمل نمبر 6,5,4 دُہرائے جائیں اور جب عضو اندام نہانی میں داخل ہو تو بیوی اوپر بیٹھی رہے اور صرف خاوند آہستہ آہستہ حرکت کرے تا کہ دیر تک سختی برقرار رہے اور دیر تک یہ عمل دُہرایا جا سکے۔

عمل نمبر 8 :

اس میں بھی عمل نمبر 6,5,4 اور 7 دُہرایا جائے اور پھر جب عضو اندام نہانی کے اندر ہو تو دونوں میاں بیوی حرکت کر سکتے ہیں۔ پہلے آہستہ آہستہ اور پھر جب لطف آنے لگے تو زور زور سے بھی حرکت کی جا سکتی ہے۔

عمل نمبر 9 :

اب کی دفعہ عمل نمبر 7,6,5,4 اور 8 دُہرایا جائے اور اس کے بعد بیوی خاوند کے اوپر بیٹھ جائے اور اس طرح کہ وہ آرام سے اوپر نیچے ہو سکیں اور اس طرح سے مباشرت مکمل کر لی جائے۔

کچھ مدت کیلئے میاں بیوی اسی کیفیت میں مباشرت کریں۔ اس کے بعد کسی بھی طریقے سے مباشرت کی جا سکتی ہے۔ البتہ ہفتہ میں ایک دفعہ عضو کو دبانے کا عمل ضرور دہرانا چاہیے اور اس کے علاوہ جب بیوی کو ماہواری آ رہی ہو تو ان دونوں کو چاہیے کہ دخول کے علاوہ سارے عمل دہرائیں اور خصوصاً سپاری کو انزال سے قبل بار بار دبائیں تا کہ انزال کا وقت جو بڑھا ہے اس میں مزید ترقی ہوتی رہے۔

(۲۴) جسمانی جنسی امراض

(Sexually Transmitted Diseases)

(۲۴.ا) امراضِ خبیثہ (Venereal diseases) :

چھوت کی متعدد بیماریوں کے منجملہ امراض کے کچھ اقسام ایسی بھی ہیں جن کو امراض خبیثہ کہا جاتا ہے- انگریزی زبان میں ان بیماریوں کو ''ونیریل'' (Venereal) امراض کہا جاتا ہے- یہ امراض عموماً متاثرہ مرد یا عورت کے ساتھ مجامعت کی نتیجہ کے طور پر ایک دوسرے میں منتقل ہوجاتے ہیں- جو امراض سب سے زیادہ عام ہیں وہ سوزاک، آتشک اور عدم مدافعت کا جنسی مرض (AIDS) ہیں-

(i) سوزاک (Gonorrhea) :

سوزاک (Gonorrhea) سب سے زیادہ عام اور بڑی آسانی سے ایک دوسرے میں منتقل ہوجاتا ہے- ازدواج سے باہر اور ازدواج میں اس کی تباہ کاریاں ایک طویل داستان ہیں- پنسلین (Penicillin) نامی دوائی ایجاد ہونے سے پہلے بہت لوگ اس مرض میں مبتلا تھے اور ان سے بیشتر اس سے نجات نہ پا سکے- جنسی وظیفہ کو متاثر کرنا، اعضائے تناسل کو مستقل نقصان پہنچانا، بانجھ پن اور دیگر نسائی امراض کا سہرا سوزاک ہی کے سر رہا ہے- پنسلین اور اس قبیل کی ادویات کی دریافت کی وجہ سے اس بیماری کے آلام بڑی حد تک قابو میں آ گئے ہیں-

(ii) آتشک (Syphilis) :

آتشک (Syphilis) بھی ایک خاص قسم کے جراثیم کی وجہ سے اکثر متاثرہ افراد سے مجامعت کے نتیجہ کے طور پر لاحق ہوتا ہے- یہ مرض ابتداء میں کسی تکلیف کا باعث نہیں ہوتا- لاحق ہونے کے چند مہینے بعد جسم کے ہر حصّہ میں سرایت کر جاتا ہے اور طرح طرح کی تباہ کاریوں کا سبب بن جاتا ہے- مرض کے لاحق ہونے کے پچاس یا ساٹھ برس بعد بھی اس کے بھیانک نتائج رونما ہوتے ہیں- اس موذی مرض کا علاج اب مقابلتاً آسانی سے ممکن ہے-

(iii) عدم مدافعت کا جنسی مرض

(Acquired Immuno Difficiency Syndrome)

(A.I.D.S)

اس مرض میں جسم کی قوتِ مدافعت ختم ہوجاتی ہے- یہ ایک چھوٹے جراثیم (VIRUS) کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے- اس وائرس کا نام ہے ''جسمانی عدم مدافعت جراثیم''-

(Human Immuno Difficiency Virus)

افریقہ کے جنگلوں میں رہنے والے کچھ بندروں میں یہ جراثیم پائے جاتے ہیں مگر یہ نہیں معلوم کہ جانوروں سے انسانوں میں یہ کیسے منتقل ہوئے- بہرحال ایک دفعہ انسان کے جسم میں گھر کر لیں تو مریض کے آنسو، تھوک، خون اور خصوصاً منی (SEMEN) کے ذریعے دوسرے انسانوں کے جسم میں داخل ہوجاتے ہیں- اس لئے وہ افراد جن کو دوسرے متعدد انسانوں کی مندرجہ بالا چیزوں سے واسطہ پڑتا ہے ان کے جسم میں اس جراثیم کے داخل ہونے کے بہت امکانات ہیں- مثلاً اگر کئی افراد انجکشن کی ایک ہی سوئی استعمال کریں- جیسے کہ کئی انجکشن لگانے والے کرتے ہیں یا نشے باز کرتے ہیں، یا خون کئی لوگوں کا ایک جگہ جمع کر لیا جائے اور دوسروں کو دیا جائے، یا ایسی خواتین اور مرد جن کے جنسی تعلقات کئی کئی افراد سے ہوتے ہیں اور اس عمل کے دوران تھوک بھی اور منی (SEMEN) بھی ایک دوسرے کے جسم میں داخل ہوتے ہیں- یہ جنسی بے راہ روی کی کیفیت مغرب کے تمام ممالک میں بھی پائی جاتی ہے اور دوسرے ممالک کی طوائفوں اور ان کے پاس جانے والے افراد میں بھی- مغرب میں عمل قوم لوط بہت کثرت سے ہوتا ہے، اس لئے اس طبقے میں یہ بیماری سب سے زیادہ پھیلی ہے- حالت یہ ہوگئی ہے کہ اب مغرب میں بھی اس بیماری کے ڈر سے لوگ عمل قوم لوط ترک کر رہے ہیں اور شریکِ حیات کے علاوہ دوسرے افراد سے جنسی تعلقات بھی ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں- یہ ضروری نہیں کہ اس چھوٹے جراثیم (VIRUS) کی وجہ سے فوراً ہی کوئی مخصوص علامات نمودار ہوں بلکہ اس میں چند دنوں سے لے کر کئی ماہ یا کئی سال بھی لگ سکتے ہیں- کیونکہ یہ جرثومہ (VIRUS) کچھ عرصہ خاموش بیٹھا اپنی آبادی میں اضافہ کرتا رہتا ہے اور پھر اچانک ہی جسم کی قوتِ مدافعت پیدا کرنے والے خلیوں پر حملہ آور ہوکر

اسے اتنا کمزور کردیتا ہے کہ جسم کسی معمولی مرض کے خلاف بھی مزاحمت کے قابل نہیں رہتا، یہاں تک کہ اگر نزلہ، زکام، یا کھانسی لاحق ہوجائے تو جسم اس سے بھی چھٹکارا حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوتا۔ اس بیماری کا جرثومہ (VIRUS) مریض کے جسم میں سرایت کرنے کے بعد خون اور دوسری رطوبتوں میں شامل ہوجاتا ہے۔ چنانچہ اگر کسی مریض کا خون کسی صحت مند شخص میں داخل کردیا جائے تو وہ تندرست شخص بھی اس جان لیوا بیماری میں مبتلا ہوجائے گا۔ چنانچہ اب خون حاصل کرنے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے اور پہلے خون کا معائنہ کروالیا جائے کہ اس میں ایسی بیماری کے جراثیم تو نہیں ہیں۔ اس کا مخصوص خون کا معائنہ (ELISA) موجود ہے۔ انٹرنیٹ سے حاصل ہونے والے اعداد وشمار کے مطابق اس مرض کے شکار ہونے والوں کی تعداد 2003 سے 2004 میں مختلف ممالک میں مندرجہ ذیل ہے:

امریکہ	940,000
آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ	31,000
مشرقی یورپ اور وسط ایشیاء	1,300,000
جنوبی ایشیاء	900,000
انڈیا	500000

پاکستان میں سب سے کم مریض ہیں، اندازوں کے مطابق ستر ہزار سے اسی ہزار مگر اب اس بات کا بہت امکان ہے کہ یہاں بھی یہ مرض پھیل جائے، کیونکہ تھائی لینڈ، بنکاک اور جاپان میں طوائفوں کی کثرت ہے۔ صرف تھائی لینڈ میں تقریباً پانچ لاکھ طوائفیں ہیں۔ ان کے ذریعے یہ مرض لاکھوں افراد میں پھیل رہا ہے۔ ہمارے ملک کے نوجوان بھی کثرت سے بنکاک اور سنگاپور وغیرہ جاتے ہیں اور وہاں اکثر طوائفوں سے ملوث ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ پاکستان میں بھی یہ بیماری لاسکتے ہیں۔ یہی حال مغرب میں جانے والے اور رہنے والے اکثر لوگوں کا ہے، اس لئے یہاں بھی تمام احتیاطی تدابیر اختیار کی جانی چاہیں۔

علاج کیا ہے؟ (Treatment) :

اس مرض کا اب تک کوئی علاج دریافت نہیں کیا جاسکا ہے۔ دواساز اداروں نے دوائیں تیار کی

ہیں جو مریض کی زندگی میں تھوڑا اضافہ تو کردیتی ہیں لیکن مرض کو ختم کرنے میں قطعی ناکام رہتی ہے۔ اس لئے دنیا بھر میں لاکھوں مریض کسی علاج کے بغیر رفتہ رفتہ دم توڑتے جارہے ہیں۔

علامات (Symptoms) :

سب سے زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ اس بیماری کے جراثیم جسم کے اندر جانے کے بعد کئی سال تک کوئی علامت پیدا نہیں کرتے اس لئے ایسا فرد دیکھنے میں بالکل صحت منداور خوش وخرم لگتا ہے اور یہی زمانہ ہوتا ہے کہ جس میں وہ دوسروں میں کثرت سے جراثیم منتقل کرسکتا ہے۔ دوتین سال کے بعد ابتدائی علامات پیدا ہوتی ہیں۔ یہ جراثیم جسم میں مدافعت کرنے والے خلیے ہلاک کردیتے ہیں۔ اس لئے جو بھی مرض لگتا ہے وہ ٹھیک ہونے میں نہیں آتا اور اس کی علامات شدت اختیار کرجاتی ہیں۔ نزلہ، زکام، نمونیہ بن جاتا ہے۔ چھوٹا موٹا کوئی سرطان ہوتو وہ اتنی تیزی سے پھیلتا ہے کہ کوئی علاج اس کے قابو کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ بالآخر مریض ہر وقت بیمار رہنے لگتا ہے۔ جسم گھلنے لگتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ وہ سسک سسک کر جان دے دیتا ہے۔

اس مرض سے کیسے محفوظ رہا جائے ؟

اس مرض سے بچنے کا موثر ترین طریقہ یہ ہے کہ اسلام کے اصولوں پر سختی سے عمل کیا جائے اور زنا اور عمل قوم لوط سے بچا جائے۔ مرد اور خواتین کی اپنے شریک حیات سے وفاداری ہی اس بات کی ضمانت ہے کہ آپ اس مرض سے محفوظ رہیں گے۔ اس مرض کے جراثیم خون میں بھی گردش کرتے ہیں۔ چنانچہ اگر ان مریضوں کا خون کسی شخص کے جسم میں داخل کردیا جائے تو وہ بھی اس مرض کا شکار ہوجائے گا۔ اس لئے جب خون کی ضرورت ہوتو کوشش کریں کہ کسی جان پہچان والے آدمی کا خون حاصل کیا جائے جو پاک صاف زندگی گزارتا ہو یا پھر اس مرض کا مخصوص معائنہ (ELISA) پہلے کروائیں اور پھر خون استعمال کریں۔

پاکستان کو ایڈز سے بچانے کے طریقے :

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک مسلم ملک کس طرح ایڈز کو پھیلنے سے روک سکتا ہے؟ باوجود اس کے کہ یہاں ایچ۔آئی۔وی (H.I.V) سے متاثرہ لوگ پہلے ہی موجود ہیں لیکن ان کی تعداد نسبتاً کم ہے۔

(1300 شناخت شدہ افراد لیکن اندازے کے مطابق 50000 سے 80000) اس سلسلے میں اہم بات یہ کہ متاثرہ لوگوں تک رسائی اور ان کو یہ سکھانے کیلئے کہ انہیں بیماری کو اپنی بیوی اور آئندہ بچوں تک پھیلنے سے کس طرح روکنا ہے ہمیں ایک پُرزور تعلیمی مہم کی ضرورت ہوگی۔

مسلمان ممالک خصوصاً پاکستان میں ایچ-آئی-وی (H.I.V) اور ایڈز (AIDS) کے پھیلنے کا واحد ذریعہ طوائفوں سے ہے-غیر مسلم ممالک میں ایسا نہیں ہے کیونکہ تقریباً تمام مرد اور عورتیں جنسی اعمال میں ملوث ہوتے ہیں، یورپی اور امریکی ممالک میں اور بہت سے غیر یورپی ممالک میں جو اس ضمن میں ان کی پیروی کر رہے ہیں مثلاً بھارت اور تھائی لینڈ وغیرہ-

اس کے علاوہ غیر مسلم ممالک میں جسم فروشی قانونی بھی ہے اور بہت پھیلی ہوئی بھی ہے-اسلامی ممالک میں ایسا نہیں ہے اور اس وجہ سے نسبتاً محدود ہے-شادی کے بغیر جنسی اختلاط اسلام میں گناہ کبیرہ سمجھا جاتا ہے اور اس کی سزا شادی شدہ افراد کیلئے سنگ ساری اور غیر شادی شدہ افراد کیلئے 100 کوڑے ہے-اگر ہمیں اپنے لوگوں کو ایڈز کے بھیانک عذاب سے بچانا ہے تو اس سزا کی ہمیشہ کی بہ نسبت اب زیادہ ضرورت ہے-اسی دوران ہمیں زنا، جسم فروشی اور ہم جنس پرستی کے خلاف زبردست پروپگینڈہ سے حملہ آور ہونا چاہیے-ایک رُخ تو یہ ہے کہ یہ اسلامی منکرات میں سے ہے جس کی سزا رجم یا کوڑے ہیں اور امکان ہے کہ دوزح میں ڈالا جائے گا- دوسرا رُخ یہ ہے کہ خوفناک بیماریوں مثلاً آتشک، سوزاک اور بالآخر ایڈز جیسی بیماری کے بھیانک عذاب میں مبتلا ہو کر لقمہ اجل بن جائے گا-ہمیں اپنے ذرائع ابلاغ کی تمام قوتوں کو بروئے کار لا کر بچاؤ کا پرچار کرنا ہوگا-

اگر کسی سے ایسے اعمال سرزد ہو گئے ہیں جس سے اس بیماری کا امکان ہو تو اسے چاہیے کہ ایڈز کا ٹیسٹ کروالے تاکہ یہ لاعلاج بیماری اس کی بیوی اور بچّوں تک نہ پھیلے-اگر وہ زنا کے باوجود محفوظ ہے تو اُسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے، توبہ کرنی چاہیے اور آئندہ اس عمل سے بچنا چاہیے-اگر وہ بیماری کا شکار ہے تو اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر وہ اپنی بیوی سے مباشرت کرے گا تو اُسے بھی اور آئندہ پیدا ہونے والے تمام بچّوں کو بھی اس مرگ آور بیماری میں مبتلا کر دے گا-

ایڈز بے راہ روی کی وجہ سے پھیلتا ہے اور اس کو روکنے کا طریقہ جلدی شادی ہے-نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی شادی اگر وقت پر کر دی جائے تو معاشرے میں بے راہ روی پھیلنے کے امکانات کم سے کم ہوتے ہیں۔

اگر کوئی جنسی خواہشات کی شدت سے مجبور ہے تو اسے چاہیے کہ دوسری عورتوں سے رابطے کے بجائے دوسری اور تیسری یا چوتھی شادی کر لے-ملکی قوانین میں تعداد ازدواج کو آسان بنانا چاہیے اور ذرائع ابلاغ کو زور دینا چاہیے کہ یہ ایسا طریقہ ہے جس پر انبیاء علیہم السلام نے بہ شمول حضرت محمد ﷺ اور ان کے صحابہؓ نے عمل کیا ہے-اگر ایڈز کے بھیانک عذاب سے بچنا ہے تو متعدد بیویوں کے نظریہ کو قابل قبول بنائیں-

اگر ہمیں اپنے لوگوں کو اس خوفناک، مرگ آور اور لاعلاج بیماری سے بچانا ہے تو ہمیں زنا اور جسم فروشی کو بھی شدت سے رد کرنا چاہیے-ایچ-آئی-وی (H.I.V) سے متاثرہ مریضوں کو دھتکارنے یا سزا دینے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اس طرح وہ چھپ جائیں گے اور ناشناس رہیں گے، لیکن اپنے آپ کو خطرے میں مبتلا کرنے اور معاشرے کو مرگ آور خطرے سے دوچار کرنے پر ان سے پیار و محبت کے پرچار کی بھی ضرورت نہیں-

عمومی ذرائع ابلاغ، اسکول اور کالج کے ذریعے لوگوں کو تعلیم دینی چاہیے کہ زنا نہ صرف گناہ کبیرہ ہے بلکہ یہ مرگبار بیماریوں بالخصوص سب سے خطرناک بیماری ایچ-آئی-وی اور ایڈز میں مبتلا کرنے کا باعث بھی ہوگا-جوان تعلیمات پر کان نہیں دھرتا اُسے یقیناً معاشرے کی ناراضگی سے دوچار ہونا چاہیے کیونکہ اس نے اپنی صحت کو خود برباد کیا اور اپنے پیارے بیوی بچّوں کیلئے خطرہ پیدا کیا-

غیر اسلامی ممالک بالخصوص مغربی ممالک ایڈز کے مریض کو ہیرو بنا کر پیش کرتے ہیں لیکن ہمیں اس بارے میں ان کی نقالی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں-وہ لوگ بے بس ہیں کیونکہ اکثریت انہی اعمال میں ملوث ہیں جو لوگوں کو ایڈز میں مبتلا کرنے کا باعث ہیں-انہوں نے زنا کے خلاف جنگ میں بہت عرصہ پہلے شکست تسلیم کر لی ہے حالانکہ بہ شمول عیسائیت تمام مذاہب اسے گناہ کبیرہ گردانتے ہیں۔وہ زنا کو ختم نہیں کر سکتے کیونکہ وہاں باحجاب لباس عنقا ہے، جنسی بے راہ روی، مخلوط تعلیم، مخلوط کام، شراب، لڑکے لڑکیوں کا اکھٹے گھومنا پھرنا اور تفریح کرنا، رقص اور جسم فروشی بہت عام ہے-ہمارے یہاں زنا، ہم جنس پرستی اور جسم فروشی اب بھی نسبتاً بہت کم ہے-اگر ہم کوشش کریں تو ان برائیوں کا مکمل خاتمہ کر سکتے ہیں اور ان کو ختم کر کے ایڈز کے عذاب کو شکست دے سکتے ہیں-

اس حقیقت کو قبول کرنا چاہیے کہ مردوں میں ایک سے زیادہ جنسی ازدواج کی پرزور خواہش ہوتی

ہے- اسلام نے بیک وقت چار بیویوں کی اجازت دے کر اس کی گنجائش نکالی ہے- اگر کچھ غیر معمولی مردوں کو مزید تنوع کی ضرورت محسوس ہو تو ان کو یہاں تک اجازت ہے کہ وہ ایک یا زیادہ بیویوں کو طلاق دے کر نئی عورتوں سے شادی کر لیں- یہ اسلام میں قابل قبول ہے، لیکن زنا، ہم جنس پرستی اور جسم فروشی بالکل نا قابل قبول ہیں- یہ ایڈز کو ختم کرنے کا سب سے موثر اور نا قابل شکست طریقہ کار ہے-

اگر پہلے ہمارا رویہ اسلامی تعداد ازدواج اور متعدد شادیوں کی وجہ سے شرمانے اور معذرت کا تھا تو اب ان احساسات سے چھٹکارا پا لینا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نوع انسانی کی بہترین رہنمائی کرتے ہیں اور آج کل ایڈز کا مسئلہ اس موثر اسلامی حل کو پکار رہا ہے-

غیر اسلامی دنیا ایڈز کے شکار معاشرے کو صرف کنڈوم (Condom) پیش کر سکتی ہے- اسلام کے پاس حقیقی حل ہے- نہ صرف یہ بلکہ دیگر مسئلے بھی حل ہو جائیں گے، یعنی دوسری جنسی بیماریاں (آتشک، سوزاک) غیر قانونی حمل، لڑکپن کی اولاد، بن بیاہی مائیں اور ناکام شادیاں وغیرہ وغیرہ-

ہمارے لوگوں میں اکثر غیر ممالک میں بیماریوں سے متاثر ہوتے ہیں اس لئے لازم ہے کہ غیر ممالک (بالخصوص تھائی لینڈ، بنکاک جہاں جسم فروشی ایک پیشہ ورانہ کاروبار ہے) سے واپس آنے والے تمام پاکستانیوں کا ایچ-آئی-وی (H.I.V) کیلئے ٹیسٹ ہونا چاہیے- اس بارے میں قانون بنانا چاہیے اور ائرپورٹ اور بندرگاہوں پر خون کا نمونہ حاصل کرنا چاہیے اور نتائج فوراً ان کو بھیجنا چاہیے تاکہ ان میں سے وہ جو متاثرہ ہیں انہیں فوراً معلوم ہو جائے اور وہ ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کر لیں-

مریضوں میں ایک بڑی تعداد غیر ملکیوں کی بھی ہوتی ہے- تمام غیر ملکیوں کا بھی خون کا معائنہ ہونا چاہیے اور جو ایڈز میں مبتلا ہوں ان کو ملک میں ٹھہرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے- جو دوسرے ممالک کو جا رہے ہوں ان کو ایڈز کے خطرات اور اپنے بچاؤ کے بارے میں مطبوعات اور کیسٹ دینے چاہئیں-

غیر شادی شدہ مرد جو غیر ممالک میں جاتے ہیں اور وہاں عرصہ دراز تک رہتے ہیں ان سے زیادہ جنسی پرہیز کی توقع نہیں ہوتی بالخصوص ان جنسی ترغیبات کی وجہ سے جو وہاں کثرت سے مہیا ہوتی ہیں، اسی لئے لوگوں کو مشورہ دینا چاہیے کہ وہاں جانے سے قبل شادی کر لیں اور اپنی بیویوں کو بھی ساتھ لے کر جائیں- ان باتوں کے پیش نظر اگر وظائف دیئے جائیں تو اس فرد کی بیوی کیلئے بھی رقم کا بندوبست کرنا چاہیے-

اس دوران مجرد مردوں کو مشورہ دینا چاہیے کہ وہ غیر قانونی جنسی اختلاط سے پرہیز کریں اور اس کے بجائے وہیں شادی کر لیں- وقتی شادی (متعہ) بھی اس کا ایک حل ہو سکتا ہے- اس لیئے اپنے آپ کو ایڈز کے خطروں سے بچائیں- وقتی شادی (متعہ) کی فقہ جعفریہ میں اجازت ہے کیونکہ پیغمبرﷺ نے یقینی طور پر مسلمانوں کو اس کی اجازت دی تھی- بہرحال سنّی علماء اس کے خلاف ہیں کیونکہ پیغمبرﷺ نے اس عمل سے بعد میں روک دیا تھا- بہرحال علماء کو اس کے قبول کرنے کے بارے میں دوبارہ غور کرنا چاہیے، کم از کم نسبتاً کم برائی کے طور پر بہ نسبت زنا اور مرگ آور ایچ-آئی-وی اور ایڈز جیسی بھیانک بیماریوں میں مبتلا ہو جانے کے-

بہرحال وقتی یا مستقل شادی سے قبل عورتوں کا حمل اور جنسی بیماریوں مثلاً آتشک اور ایچ-آئی-وی کیلئے خون کا معائنہ ہونا چاہیے- انتقال خون کے ذریعہ پھیلنے کے مسئلے کو کاروباری پیسے لے کر خون بیچنے والوں کی حوصلہ شکنی کر کے، اور رضاکارانہ خون ہدیہ کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کر کے، اور تمام خون ہدیہ کرنے والوں اور تمام خون کو ایچ-آئی-وی کیلئے ٹیسٹ کر کے روکا جا سکتا ہے-

ڈاکٹروں اور مریضوں کو یہ بھی مشورہ دینا چاہیے کہ ٹیکہ کبھی بھی استعمال شدہ سرنج یا سوئی سے نہ لگوائیں- بلکہ ٹیکہ کا استعمال کم سے کم ہونا چاہیے، یعنی جہاں بالکل ناگزیر ہو کیونکہ اس طرح بھی یہ مرض لگ سکتا ہے-

یہ سب احتیاط اگر ہم لوگ کریں گے تو نہ صرف عدم مدافعت کی جنسی بیماری (AIDS) سے بچ جائیں گے، بلکہ دوسری مہلک بیماری یعنی ''بی'' اور ''سی'' وائرس (Hepatitis- B&C) کے مہلک یرقان سے بھی بچیں گے اور یہ وہ بیماریاں ہیں جو آج بھی لاکھوں افراد کو ہمارے ملک میں لقمہ اجل بنا رہی ہیں-

(۲۵) جنسی انحراف
(Sexual Perversion)

جنسی حقائق پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے کے بعد یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض جنسی انحرافات کا بھی سرسری طور پر ذکر کر دیا جائے۔ معمولی جنسی مسائل ہوں یا جنسی انحرافات، کم وبیش ہر معاشرے میں اتنے ہی عام ہیں جتنے کہ ہماری آنکھوں سے اوجھل۔ جب تک ہماری آنکھوں میں لاعلمی اور ظاہر داری کی اندھیری لگی ہوئی ہوگی ہم ان حقائق سے دانستہ اور نادانستہ روگردانی کر کے اپنے مفروضہ تقدس کو جتاتے رہیں گے۔ یہ انحرافات ہماری زندگی کے جنسی جذباتی عنصر کی غلط اٹھان، فطرت، معاشی ومعاشرتی حالات کے ٹکراؤ، ماحول کے اثرات اور ترغیبات وغیرہ کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔ ان کو یک لخت برا سمجھ کر منہ پھیر لینا نامناسب ہوگا۔ شاید ہی کوئی ایسا انسان ہو جو اپنے طبعی جنسی محرکات اور اعمال کے سوا کسی نہ کسی انحراف کا کبھی مرتکب نہ ہوا ہو۔ انحرافات کو ہم غیر طبعی جنسی اعمال کا نام دیتے ہیں۔

(۲۵.۱) فٹیش یا فسادِ شہوت (Fetishism) :

س: میں اپنی بیوی کی موجودگی میں اس وقت تک جنسی تحریک محسوس نہیں کرتا جب تک کہ بیوی کے لباس یا رومال سے دیر تک کھیلتا نہ رہوں۔ یہ کیفیت میری بیوی کیلئے الجھن کا سبب بنی ہوئی ہے اور میں بھی مجامعت میں تشفی نہیں پاتا۔

ج: فسادِ شہوت ایک نفسیاتی کیفیت کا نام ہے جس میں کہیں کپڑے، کہیں جوتے، جراب، رومال اور دیگر اشیاء کی نسبت ہی سے جنسی تحریک اور تشفی ہوتی ہے۔ اس کا علاج ماہر نفسیات کی ہی مدد سے ہی ممکن ہے۔

جب کوئی مرد وزن اپنی جنسی تحریک یا تشفی کیلئے اپنے فریقِ مقابل سے رغبت کا اظہار کرنے کی بجائے اس کی کسی شے کپڑے، جوتے وغیرہ سے جنسی تحریک محسوس کرے تو اس کو فٹیش کہتے ہیں۔ یہ کیفیت نفسیاتی سمجھی گئی ہے۔ ''نفسیاتی جنسی اٹھان'' کے دوران بچوں کو ایسا جذباتی نقصان پہنچتا ہے جس کی وجہ سے ان کی جنسی توانائی طبعی انداز میں نمو پانے کی بجائے ایسے راستے اختیار کر لیتی ہے جن کا اوپر

ذکر کیا گیا ہے۔ بہ الفاظ دیگر جنسی، جذباتی خرابی کی وجہ سے جب ایک نوجوان شخصیت کی معیاری سطح تک نہیں پہنچ سکتا تو اپنی جنسی تشفی وتسکین کیلئے متذکرہ طریقہ اختیار کرتا ہے۔ یہ غیر معیاری شخصیت ازدواجی زندگی میں رکاوٹ ثابت ہوسکتی ہے۔ محققین کا کہنا ہے کہ یہ کیفیت عورتوں کے مقابلے میں مردوں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔

(۲۵.۲) سادیت (Sadism) :

اس کا مریض دوسروں کو اذیت دے کر جنسی لطف محسوس کرتا ہے۔

(۲۵.۳) مساکیت (Masochism) :

اس کیفیت میں فرد ذہنی اور جسمانی اذیت کا خواہاں رہتا ہے۔ عموماً احساسِ گناہ کی بناء پر ہم اکثر غیر محسوس طور پر اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مگر جب یہ کیفیت بہت زیادہ ہو جائے اور جنسی لذت کے بدل کے طور پر استعمال کی جانے لگے تو یہ ایک طرح کا جنسی انحراف ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کوڑے کھانے یا کسی نہ کسی قسم کے ذلت آمیز عمل کے بغیر جنسی طور پر متحرک ہی نہیں ہوتا۔ رفتہ رفتہ ایسے لوگ ہتک آمیز عمل کے بغیر ذہنی سکون محسوس نہیں کرتے۔

(۲۵.۴) زنانہ ہم جنسی تعلقات (Lesbianism) :

جب دو عورتیں اپنے اعضائے تناسل کو کسی نہ کسی طرح مس کر کے تشفی محسوس کرتی ہیں تو اس کو زنانہ ہم جنسی لذت یا چپٹی کہا جاتا ہے۔

(۲۵.۵) بچوں سے جنس پرستی (Paedophilia) :

بعض بظاہر عاقل اور بالغ مرد چھوٹے بچوں کو اغوا کرنے اور ان کے جنسی اعضاء سے کھیلنے میں جنسی تسکین محسوس کرتے ہیں۔ جب یہ خواہش ان میں جڑ پکڑ لیتی اور بہت زیادہ ہوتی ہے تو وہ اغوا کردہ بچوں سے صحبت کی جرات بھی کر گزرتے ہیں۔ بسا اوقات پکڑے جانے کے ڈر سے وہ ایسے بچوں کو قتل کر کے اپنے مکروہ عمل کو چھپانے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔

(۲۵.۶) مردہ جنس پرستی (Necrophilia) :

ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جن کو مردے سے جنسی تعلق کی بے قابو خواہش ہوتی ہے۔ وہ نہ صرف کفنائے مردوں کو دیکھ کر تشفی محسوس کرتے ہیں بلکہ قبرستان کی تنہائی میں قبر سے مردے کو نکالنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

(۲۵.۷) فراغ یا نمائش (Exhibitionism) :

اس کیفیت میں مبتلا ہونے والا اپنے جنسی اعضاء کی اجنبیوں (خصوصاً جنس مخالف) کے سامنے نمائش کرتا ہے۔ مثلاً بازاروں یا گلیوں وغیرہ میں اور صرف اس عمل سے جنسی تحریک محسوس کرتا ہے۔ جنسی اعضاء کا مظاہرہ کرتے وقت اُس کا ارادہ جنسی فعل انجام دینے کا نہیں ہوتا۔ اس مظاہرے کے بعد وہ عموماً مشت زنی یا خود لذتی کا عمل سرانجام دیتا ہے۔ جنسی اعضاء کے مظاہرے کا یہ رجحان عموماً اُس وقت ظاہر ہوتا ہے جب فرد جذباتی طور پر پریشان ہو ورنہ طویل عرصے تک اس رجحان کا اظہار نہیں ہوتا۔

(۲۵.۸) پردہ اعضاء تناسل (Scatophilia) :

جنسی اعضاء کی نمائش کے برخلاف جنسی اعضاء کو ضرورت سے زیادہ چھپانے کی کوشش ''پردہ اعضاء تناسل'' کہلاتی ہے۔ ذہنی یا جذباتی خرابی کی بجائے یہ اخلاقی اقدار کا ایک غیر ضروری بڑھا چڑھا معیار سمجھا گیا ہے۔ اس ذکاوتِ حس سے متاثر نوجوان ازدواجی ناگواریاں پیدا کر لیتے ہیں۔

(۲۵.۹) زیادہ شہوت والا مرد (Donjuan) :

ایسا مرد جو جنسی خواہش کا غلام ہو۔ ایسے لوگ ہم میں موجود ہیں جو تقریباً ہر عورت کو دیکھ کر خواہ وہ کسی قبیل یا شکل وشباہت کی ہو جنسی طور پر متحرک ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر اگر اپنے ہر مطلوب کو حاصل کر سکیں تو اپنی جنسی کوتاہیوں کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ گو کہ یہ لوگ جنسی بے راہ روی کے غلام ہوتے ہیں مگر ان کی جنسی صلاحیت معمول سے زیادہ نہیں ہوتی۔ یہ ان کا صرف ذہنی خلفشار ہوتا ہے۔

(۲۵.۱۰) عورت میں غیر معمولی شہوت (Nymphomanic) :

اگر عورت میں یہ کیفیت ہو تو اس کو Nymphomanic کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔

س: میں نے حال ہی میں ایک حسین اور صحت مند عورت سے شادی کی ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ اس کی مکمل جنسی تشفی نہیں کر سکتا ہوں۔ وہ ہر روز کئی بار جنسی تعلق کا مطالبہ کرتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ مطالبہ عام ہے۔ کیا یہ درست ہے؟

ج: ازدواجی کے ابتدائی زمانہ میں اس قسم کا مطالبہ حیرت کی بات ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کی بیوی جنونِ شہوت (Nymphomania) کی شکار ہو۔ یہ کیفیت نفسیاتی خرابی کی علامت ہے۔ ممکن ہے کہ غدودی علاج سے اس میں کمی واقع ہو سکے۔ کسی ماہر سے مشورہ کیجئے۔

(۲۵.۱۱) مرد سے نفرت کرنے والی (Man hater) :

ایسی عورتیں کثیر تعداد میں موجود ہیں جو بعض جذباتی الجھنوں کی وجہ سے مرد سے نفرت کرنے لگتی ہیں۔ مرد کی موجودگی میں جنسی طور پر متحرک ہونے کے بجائے وہ سرد مہری کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ اس طرح ان کی جنسی اور ازدواجی زندگی ناکام ہو جاتی ہے۔

(۲۵.۱۲) عورت سے نفرت کرنے والا (Women hater) :

جس طرح عورت مرد سے نفرت کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے اسی طرح کی جذباتی خرابیوں کی وجہ سے کچھ مرد بھی عورت سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور ہر طرح صحت مند ہونے اور جنسی انتشار کے باوجود عین مجامعت کے موقع پر ناکام ہو جاتے ہیں۔ ان کیفیتوں کا علاج دواؤں سے ممکن نہیں۔ بچپن کی جنسی جذباتی اٹھان کے اختلال کی درستی ان ناگواریوں کو خوشگواری سے بدل سکتی ہے۔

(۲۵.۱۳) جھانک کر جنسی تشفی محسوس کرنا (Voyeurism) :

بعض لوگ طرح طرح سے کوشش کرتے ہیں کہ عورت کو نہاتے، لباس بدلتے یا کسی کو جنسی فعل سرانجام دیتے چوری چھپے دیکھیں، جو پکڑے جانے پر ذلت کا باعث بھی ہو سکتا ہے۔ بعض ماہرینِ جنسیات اس کو ذہنی جلق سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ جب یہ کیفیت زیادہ ہو جاتی ہے تو اس کا مرتکب ایسے عمل کو جنسی لذت کا باعث بنا لیتا ہے۔ وہ طبعی جنسی لذت کے قابل نہیں رہتا۔ فحش تصاویر، ننگی فلموں (Blue Films) اور اسی نوع کے دوسرے مناظر سے جنسی تسکین حاصل کرتا ہے۔

(۲۵.۱۴) ہم جنسی تعلقات یا عمل قوم لوط (Homesexuality) :

قدرت نے جنسی وظیفہ اس لئے عطا کیا ہے کہ تسلسلِ حیات جاری رہ سکے۔ ہر وہ فعل جو جنسی اعضاء سے اس مقصد اصلی کے سوا کیا جائے غلط سمجھا جاتا ہے۔ مرد و عورت ہر دو میں ہم جنسی تعلقات کی کم وبیش موجودگی ہر زمانہ میں پائی گئی ہے۔ مگر آج کل یہ جنسی انحراف بڑھتا جارہا ہے۔ اس کے حقیقی اسباب کے متعلق محققین کسی معقول سبب کا کھوج نہیں لگا سکے اور نہ اب تک اس کے مبینہ اسباب پر متفق ہیں۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ یہ بچپن کی نفسیاتی جنسی اٹھان میں خرابی کا نتیجہ ہے۔ یہ جنسی انحراف عموماً غیر شعوری سطح پر ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اس لئے ایک اوسط عاقل و بالغ مرد زن اس کی وجہ سے ناآشنا رہتے ہیں۔ ہم جنسیت میں گرفتار نوجوان چونکہ اپنے اس انحراف کا نہ علم رکھتے ہیں اور نہ اس پر قابو پانے پر ان کو قدرت ہے اس لئے وہ قابلِ رحم ہوتے ہیں۔

حدیث میں ممانعت

(Homesexuality prohibited)

مشکوۃ مترجم دوم صفحہ ۸۳۔ مباشرت کا بیان۔ امام ولی الدین محمد بن عبداللہ)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہا وحی کی گئی رسول اللہ ﷺ کی طرف ''تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں (آخر آیت تک)'' اگلی طرف سے صحبت کر، پچھلی طرف سے مقعد میں دخول سے اور حیض کے وقت پرہیز کر۔ (روایت کیا اس کو ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے)

خزیمہؓ ثابت سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ حق بیان کرنے سے شرماتا نہیں کہ عورتوں کے پاس ان کی مقعدوں سے نہ آؤ۔ (روایت کیا اس کو احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور داری نے)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی عورت کے پاس دبر میں آنے والا ملعون ہے۔ (روایت کیا اس کو احمد اور ابوداؤد نے)

اسی (ابو ہریرہؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص عورت کو اس کی دبر سے آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر کرم نہیں کرے گا۔ (روایت کیا اس کو شرح السنہ میں)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس شخص کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا بھی نہیں جو آدمی کو یا عورت کو اس کی دبر سے آتا ہے۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)

(۲۶) ضبط ولادت

(Contraception)

اگر زوجین یہ چاہیں کہ بچے پیدا نہ ہوں اور اس مقصد کیلئے مصنوعی طریقے استعمال کئے جائیں تو اس کو ضبط ولادت (Contraception) کہتے ہیں۔

مباشرت کے وقت خاوند کے نطفے لاکھوں کی تعداد میں بیوی کے فرج میں داخل کر دیئے جاتے ہیں اور وہ تیزی سے تیرتے ہوئے رحم کے اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ دوسری طرف بیوی کے دونوں خصیہ دانوں میں سے ہر ماہ ایک بیضہ باہر آتا ہے اور فلوپی نالی (Fallopian Tube) یعنی بیضہ کو رحم تک لے جانے والی نالیوں کے ذریعے وہ بھی رحم تک پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں بیضے اور نطفوں کا ملاپ ہوتا ہے۔ ہزاروں نطفے (Sperms) ایک ایک انڈے پر چپک جاتے ہیں اور بالآخر ایک نطفہ اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور پھر ملاپ سے بچے کی نشوونما شروع ہوتی ہے۔ یعنی پہلے یہ ایک خلیہ ہوتا ہے پھر ایک سے دو بنتے ہیں اور دو سے چار اور اسی طرح بڑھتے بڑھتے پورا بچہ معرضِ وجود میں آجاتا ہے۔

اس طریقہ کار کو سامنے رکھ کر ضبط ولادت کے چند طریقے وضع کئے گئے ہیں:

(۲۶.۱) عزل یا انقطاع مجامعت (Withdrawal) :

جب تک خاوند اور بیوی مباشرت نہیں کریں گے تو ظاہر ہے کہ بچہ بھی پیدا نہیں ہوگا کیونکہ بیوی کے رحم تک خاوند کا نطفہ نہیں جا سکے گا۔ اگر مباشرت کریں مگر جب نطفے کے اخراج کا وقت آئے تو عضو باہر نکال لیں (عزل) تا کہ نطفے کا اخراج باہر ہی ہو جائے تب بھی نطفہ بیوی کے رحم تک نہیں جائے گا۔ مگر ایسے موقع پر عمل کرنے سے سخت الجھن ہوتی ہے اور اگر ذرا دیر لگ جائے تو مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

(۲۶.۲) مباشرت کے خاص دن (Natural rhythm) :

بیوی میں دو بیضے ہر ماہ پیدا ہوتے ہیں اور وہ بھی ماہواری ختم ہونے کے 7 یا 10 دن بعد۔ یہ بیضے تین دن سے زیادہ زندہ نہیں رہتے۔ اس لئے ماہواری کے اس دور میں اگر مباشرت کی جائے تو بچہ

پیدا ہونے کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں اور اگر اس وقت کے علاوہ مباشرت کی جائے تو حمل سے بچنے کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

(۲۶.۳) ربڑ کی تھیلی یا غبارے کا استعمال (Rubber Condom or French Leather) :

یہ باریک ربڑ کی ایک تھیلی ہوتی ہے جو مباشرت سے قبل خاوند کے عضو پر چڑھائی جاتی ہے۔ اس کے استعمال سے نطفے اس تھیلی میں رہتے ہیں اور بیوی کے فرج میں داخل نہیں ہوتے۔ یہ طریقہ تقریباً سو فیصد کارگر ہے مگر اس سے مباشرت کا لطف کم ہو جاتا ہے۔ اس کو اب جنسی بیماریوں سے بچنے کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

(۲۶.۴) ضبط ولادت کی گولیاں (Contraceptive Pills) :

یہ گولیاں بیوی کو مسلسل کھانی ہوتی ہیں، صرف ماہواری کے دوران ان کو بند کرنا ہوتا ہے۔ اس کے استعمال سے خصیہ دانیوں میں بیضے پیدا ہی نہیں ہوتے اور اس لئے بچہ بھی نہیں بنتا۔ یہ طریقہ بھی بہت کارگر ہے مگر ان گولیوں کے مضر اثرات بھی کافی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ان کو ڈاکٹر کے مشورے پر ہی استعمال کرنا چاہیے۔

(۲۶.۵) رحم کے اندر تار (Intra Utrine Device or I.U.D) :

عورت کے رحم کا منہ کھول کر اس کے اندر ایک مخصوص بنی ہوئی خم دار تار (COIL) ڈالی جاتی ہے۔ جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بیضہ اور نطفہ اگر مل بھی جائیں تو بھی رحم میں ٹکتے نہیں ہیں اور باہر نکل جاتے ہیں اور اس لئے حمل نہیں ٹھہرتا۔ یہ طریقہ بھی کافی کارگر ہے، مگر اکثر اس تار کی وجہ سے رحم میں خون بہتا رہتا ہے اور بسا اوقات جراثیم کے حملے سے سوزش (Infection) ہو جاتی ہے، جس سے بخار بھی ہوتا ہے اور آئندہ رحم اور فلوپی نالی کو نقصان پہنچنے کا بھی خدشہ رہتا ہے۔

(۲۶.۶) خواتین میں فلوپی نالی کو بند کرنا (Tubal ligation) :

اس نالی کو کاٹنے سے بیضے رحم تک نہیں پہنچ پاتے اور اس سے حمل نہیں ہوتا۔ یہ جراحی فرج کے اندر سے بھی کی جا سکتی ہے اور پیٹ کاٹ کر بھی۔ یہ طریقہ بہت کارگر ہے۔ اگر دوبارہ بچے پیدا کرنا چاہیں تو تقریباً ناممکن ہے۔

(۲۶.۷) مرد حضرات میں نطفے لے جانے والی نالی کو کاٹنا یا شق ناقلہ (Vasectomy) :

جو نالی فوتوں سے منی تھیلیوں کو لے جاتی ہے اس کو بڑی آسانی سے فوتوں کی جلد کے قریب ہی پہچان کر کاٹ دیا جاتا ہے۔ یہ جراحی دونوں طرف کی جاتی ہے۔ یہ بھی عمل بہت کارگر ہے مگر دوبارہ نالیوں کا جوڑنا اور بچے پیدا کرنے کے امکانات کم ہوتے ہیں۔

س:- آج کل جراحی کے ذریعے نوخیز نسل کو روکنے کا بہت چرچا ہے۔ کیا یہ آپریشن بے ضرر ہے؟ کیا آپ کسی ایسے شخص یا اشخاص کی نشاندہی کر سکتے ہیں جن سے مل کر میں ان کے تاثرات معلوم کر سکوں؟

ج:- یہ آپریشن توالد کے عمل کو روکنے کے سوا مرد کی جنسی صلاحیت پر کسی طرح بھی اثر انداز نہیں ہوتا۔ یہ آپریشن بغیر تکلیف کے ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد بستر پر لیٹے رہنا ضروری نہیں۔ فوراً بعد فارغ ہو سکتے ہیں۔ آپریشن کے بعد انزال حسبِ معمول ہوتا ہے۔ منی میں نطفے غائب ہونے کے سوا اور کوئی فرق نہیں آتا۔

آپ کی طرح بہت سے مرد ہم سے آپریشن کی بابت استفسار کرتے رہتے ہیں۔ آپریشن کروانے والوں کی تعداد بھی خاصی ہے۔ کوئی شخص بھی اپنے شخصی حالات، خصوصاً جنسی معاملات کو دوسروں پر منکشف کرنا پسند نہیں کرتا۔ پیشہ وارنہ اخلاق کا بھی یہی تقاضا ہے کہ مکمل رازداری برتی جائے۔ اگر آپ کسی ایسے شخص سے واقف ہوں جس نے آپریشن کروایا ہو تو آپ اس سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

(۲۶.۸) ضبط ولادت کا اسلامی پہلو

(Coutraception and Islam) :

ضبطِ ولادت کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟ اگر عورت کی کسی بیماری کی وجہ سے حمل کا بوجھ اس کیلئے خطرے کا باعث ہو سکتا ہے تو اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اس بارے میں اختلافات ہیں۔ آج کل ضبط ولادت اس لئے کی جاتی ہے کہ ملکوں کی آبادیاں نہ بڑھیں اور معاشی خوشحالی ممکن ہو۔ ذاتی سطح پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بچے کم ہوں گے تو زندگی میں سہولت ہوگی اور کم بچوں کی پرورش بھی اعلیٰ ہوگی۔ اسلام کی تعلیمات ان دونوں تصورات کے خلاف ہیں، نبی کریم ﷺ کو جب معلوم ہوا کہ لوگ اس مقصد کیلئے عزل کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے قطعاً منع تو نہیں فرمایا مگر ارشاد فرمایا کہ جس روح کو زمین پر آنا ہے وہ آ کر رہے گی۔ دوسری طرف متعدد احادیث ایسی ہیں جن میں حضور ﷺ نے مسلمانوں کو ہدایات کی ہیں کہ وہ زیادہ بچے پیدا کریں اور اپنی تعداد بڑھائیں۔ کچھ اسلامی ملکوں خصوصاً ایران کی حکومتوں نے اس کو جائز قرار دیا ہے اور اس کی سرپرستی کی ہے۔

(۲۷) دورانحطاط یا سنِ یاس

(Menopause)

جنسی ادوار کے مختلف مدارج سے گزرنے کے بعد ایک نوبت ایسی بھی آتی ہے جس کو دورِ انحطاط یا سنِ یاس کہا جاتا ہے۔ جنسی توانائی کی کارفرمائیاں اپنے عروج کو پہنچنے کے بعد حیات کے ایک اور دور میں قدم رکھتی ہیں۔ جوانی کا خزانہ صرف ہو جانے کے بعد جسمانی، ذہنی اور جذباتی انحطاط رونما ہونے لگتا ہے۔ سنِ یاس دراصل زندگی کے ایک مثبت رخ کا منفی سایہ ہوتا ہے۔ جنسی غدودوں کی کارکردگی مدھم ہو جانے کے بعد بڑھاپے کی علامتیں رونما ہونے لگتی ہیں۔

عورت میں سنِ یاس کی ابتداء عموماً پینتالیس اور پچاس سال کے درمیان ہوتی ہے۔ بعضوں میں اس سن کی خصوصیات یک لخت رونما ہوتی ہیں اور بعض میں بتدریج۔ ایام کی بے اعتدالی یا ایام کا بند ہو جانا یا طویل اور بے ربط وقفہ کے ساتھ، کبھی بہت زیادہ اور کبھی بہت کم حیض کا جاری ہونا اس دور کی ابتدائی علامتیں ہوتی ہیں۔ اس دور کے لئے کوئی عمر متعین نہیں مگر عموماً 40 سال کے بعد شروع ہوتا ہے اور 55 سال تک یقینی طور پر آ جاتا ہے۔ اس کے رونما ہونے کا انحصار عام صحت، جنسی خوش حالی، بچوں کی تعداد، تغذیہ اور موسمی حالات پر ہوتا ہے۔ بانجھ عورتوں میں یہ کیفیت مقابلتاً جلد اور شدت سے نمایاں ہوتی ہے۔

اس دور میں اکثر چربی بڑھ جاتی ہے، جسم کے سڈول پن میں تبدیلی ہو جاتی ہے اور ظاہری جنسی علامات میں نمایاں فرق پڑ جاتا ہے۔ بعض عورتوں میں یہ تبدیلی بغیر کسی محسوس کن خرابی کے واقع ہوتی ہے اور چند میں اختلاج، چکّر، سر درد، پسینہ اور جسم میں چمک کے ساتھ گرمی کا احساس وغیرہ۔ یہ تکلیف دہ کیفیات مدت تک جاری رہتی ہیں۔ جلد میں جابجا خراش کا ہونا، اعصاب کا متاثر ہو کر کمر اور دوسرے حصّہ ہائے جسم میں درد اور تکلیف محسوس کرنا بھی عام کیفیات ہیں۔ عورت جو معمولاً خوشگوار طرزِ عمل کی عادی تھی، اب چڑچڑی، زود رنج اور غصیلی ہونے لگتی ہے۔ کبھی وہ خاموش ہو کر اپنے متعلق سوچنے اور اکثر غیر متعلق گفتگو اور گلہ شکوہ کی عادی ہو جاتی ہے۔ یہ علامات علاج سے دور ہو سکتی ہیں۔

عورت میں بیضہ کی تیاری حیض کے بند ہونے کے زمانے میں ختم ہونے لگتی ہے۔

مگر مرد میں، باوجود جسمانی جنسی تبدیلیوں کے، نطفے کا بننا سو سال اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ مدت تک جاری رہتا ہے۔ اچھی صحت کے مالک مرد ستّر (70) اور اسّی (80) سال کے بعد بھی معقول جنسی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

(۲۷.۱) سوالات :

س:- سنِ یاس کے بعد سے میری بیوی جنسی تعلق سے سرد مہری کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ پچیس سال ہماری ازدواجی زندگی خوشگوار رہی۔ مگر وہ اب اس تعلق میں درد کی شکایت کرتی ہیں۔

ج:- سنِ یاس کی وجہ سے عورت کے اعضائے تناسل میں ایسی تبدیلی ہوتی ہے کہ مجامعت تکلیف دہ ہو جاتی ہے۔ روایتی تصورات کی بناء پر بھی بیوی یہ رویہ اختیار کر لیتی ہے۔ دونوں پہلوؤں سے علاج ہونا چاہیے۔

س:- میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا چالیس سال کے بعد عورت کی جنسی صلاحیت ماند پڑ جاتی ہے؟

ج:- بہت سے مرد اور عورتیں بڑی عمر تک جنسی بیداری کے مالک ہوتے ہیں۔ بہت سی عورتوں کو تو ماہواری رک جانے کے بعد جنسی زندگی لطف آمیز ہو جاتی ہے۔ یہ تصور غلط ہے کہ عورت کی جنسی زندگی چالیس سال کے بعد یا ماہواری رک جانے کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے۔ مگر خواتین میں ادھیڑ عمر کے دور میں بتدریج جنسی خواہش عموماً کم ہونے لگتی ہے۔

(۲۸) بانجھ پن
(Infertility)

اگر بچّہ پیدا نہ ہو تو ذمہ دار مرد یا عورت یا دونوں ہو سکتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ دونوں میں خرابی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ میاں بیوی ٹھیک ہوں مگر پھر بھی بچّہ نہ ہو۔ آج ایسے طریقے ہمارے علم میں ہیں جن کی بدولت خرابی کی نوعیت معلوم کی جا سکتی ہے، ان میں سے اکثر بیشتر قابلِ درستی بھی ہوتے ہیں۔

بانجھ پن کا سب سے عام سبب نطفہ یا بیضہ کی عدم موجودگی یا خرابی ہے۔ زندگی، زندگی سے مخرج ہے۔ نئی جان کی ابتداء اسی وقت ممکن ہے جبکہ مرد کا نطفہ اور عورت کا بیضہ مناسب حالات میں باہم ایک دوسرے سے پیوست ہوں۔ اسی عمل کو نطفہ قرار پانا کہا جاتا ہے۔ اس عمل آوری میں متعدد بے ربطگیاں اور حادثات پیش آ سکتے ہیں، خواہ مرد کی جانب سے ہوں یا عورت کی جانب سے۔

مرد کے تعلق سے خصیوں کی عدم موجودگی (جہاں نطفہ پیدا ہوتا ہے) دق اور امراضِ خبیثہ کی وجہ سے خصیوں کا اس طرح متاثر ہونا کہ تولیدِ نطفہ یا تو سرے سے غائب ہو یا ناقص نطفے پیدا ہو رہے ہوں۔ اعضائے تناسل کی بعض خرابیاں مثلاً پیشاب کی نالی میں رکاوٹ بھی عام اسباب ہیں۔ ایسے بھی بدنصیب مرد ہیں جن کی صحت بظاہر عمدہ اور اوپر بیان کی گئی خوبیوں کی عدم موجودگی کے سبب منی میں نطفے (حیوانات منویہ) سرے سے غائب ہوتے ہیں۔ اس کا علاج کسی ماہر طبیب سے کرانا ضروری ہے۔

ایک صحت مند مرد کے ایک مرتبہ کے انزال میں کئی کروڑ نطفے ہوتے ہیں۔ ان کی مقررہ تعداد میں کمی یا معیاری حد تک جاندار نہ ہونا بھی بانجھ پن کے اسباب ہیں۔ مگر یہ خامی یا خرابی اکثر قابلِ علاج ہوتی ہے۔ حیوانات منویہ کی اتنی بڑی تعداد میں سے صرف ایک نطفہ کا حمل قرار پانے میں کام آنا اور باقی کا ضائع ہو جانا اسراف سمجھا جا سکتا ہے مگر قدرت کا یہ عمل غالباً تسلسل حیات کی ضمانت ہے۔

عورت میں کم و بیش 28 دن میں صرف دو بیضے خصیۃ الرحم میں تیار ہو کر نلوں میں داخل ہوتے ہیں۔ ایسے وقت میں اگر حیواناتِ منویہ عورت کے فرج میں داخل ہوں تو حمل قرار پانا ممکن ہے۔ بیضہ کی تولید ہی سرے سے غائب ہو یا بیضہ کی گزرگاہوں میں رکاوٹ یا خرابی ہو تو باوجود نطفہ کی موجودگی کے حمل نہیں ہو پاتا۔ بیضہ کے تیار ہو کر خارج ہونے کی تفصیلات آج سائنس کے علم میں ہیں۔ اس علم کی بنیاد پر کئی بانجھ عورتوں کی مدد کی جا سکتی ہے۔

تولیدِ بیضہ اور نطفہ کی خرابیاں اور ان کی گزرگاہوں کی غیر صحت مند کیفیتوں کے علاوہ بعض نفسیاتی کیفیتیں بھی بانجھ پن کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ان کا معلوم کرنا اور ان کا نفسیاتی علاج ممکن ہے۔

بیان کردہ خرابیوں کے علاوہ زن وشوہر کے خون میں بعض حیاتیاتی خرابیاں بھی ہوتی ہیں جن کی موجودگی میں باوجود ہر چیز بظاہر صحیح ہونے کے حمل قرار نہیں پاتا۔یہ خرابی خون کے معائنے سے معلوم کی جاسکتی ہے۔اس پیچیدہ اور کسی قدر مبہم مسئلہ پر روشنی ڈال کر ایک قابلِ لحاظ تعداد کو بارآور ہونے میں مدد کی جاسکتی ہے۔

ایسے شادی شدہ جوڑوں کیلئے جن میں مرد کی خرابی ناقابلِ علاج ہو اور عورت ہر طرح سے صحت مند ہو،ایک اور حل انسان کی دسترس میں ہے۔وہ یہ ہے کہ کسی اور صحت مند مرد کی معیاری منی سے عورت کے بیضہ کو بارآور کیا جائے۔گو یہ عمل کافی کامیابی کے ساتھ رائج ہے مگر اس مسئلہ کے مذہبی، قانونی اور اخلاقی پہلو ساری دنیا میں موضوعِ بحث بنے ہوئے ہیں اور تقریباً تمام علماء اس کو حرام قرار دیتے ہیں۔

بانجھ پن کو خاندان اور ازدواجی زندگی کی بہبود کے تعلق سے جو اہمیت حاصل ہے وہ ظاہر و باہر ہے۔نامراد ازدواج زن وشوہر کیلئے حیاتیاتی موت ہے۔اس اعتبار سے ازدواج میں منسلک ہونے سے قبل بارآوری کے تعلق سے بھی زوجین کا ٹھونک بجا کر دیکھ لینا عین دیانتداری ہوگی۔

اس قدر عرض کرنے کے بعد یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ خاندان کی تاسیس اور اس کی منصوبہ بندی میں بانجھ پن کتنی بڑی رکاوٹ ہے۔اس لئے ہر معیاری خاندانی منصوبہ بندی کے ادارہ کو بانجھ پن کے علاج پر بھی مناسب توجہ دینی چاہیے۔یہ ہمارے آئے دن کا مشاہدہ ہے کہ کسی ادارے سے ضبطِ ولادت کیلئے استفادہ کرنے والوں کے مقابلہ میں بانجھ پن کے علاج کا مطالبہ کرنے والے اور بطورِ خاص عورتیں زیادہ چوکس اور پابند دکھائی دیتی ہیں۔اس کی وجہ وہ حیاتیاتی خلش ہے جس کے بغیر تسلسل حیات ممکن نہیں۔

بانجھ پن کے متعلق سوالات

(Questions regarding infertility):

س :-میری عمر جب پندرہ سال تھی مجھے کن پیڑے کی بیماری ہوئی تھی۔اس کی پرواہ نہ کر کے میں کھیل کود میں حصہ لیتا رہا مگر میرے دونوں خصیے سوج گئے تھے۔ 26 سال میں میری شادی ہوئی۔شادی کے چار سال بعد بھی ہمیں اولاد نہیں ہوئی۔کیا یہ بانجھ پن کن پیڑے کی وجہ سے ہے؟

ج:-کن پیڑے ہوں اور نتیجتاً خصیئے بھی متاثر ہوں تو مرد میں بانجھ پن ممکن ہے،مگر ضروری نہیں۔ آپ کی منی کا معائنہ اس کا فیصلہ کرسکتا ہے کہ آپ میں بارآوری کی صلاحیت ہے یا نہیں۔

س:-اگر شادی شدہ نوجوان لاولد ہوں تو اس کے کیا اسباب ہو سکتے ہیں؟

ج:-لاولد ازدواج کے اسبابِ مختلف اور متعدد ہیں۔چند اہم اسباب یہ ہیں: موٹاپا، حیوانات منویہ کی عدم موجودگی، رحم کا پوری طرح نشوونما نہ پانا، نامردی وغیرہ۔لاولد ازدواج میں عموماً عورت کو ہی مطعون کیا جاتا ہے۔ذکر کردہ اسباب سے واضح ہے کہ لاولد ہونے کی ذمہ داری مرد و عورت دونوں پر برابر ہو سکتی ہے۔

(۲۸.ا) مصنوعی ولادت بذریعہ بیرونی مدد (Test Tube Babies) :

اگر زوجین کی کسی بیماری کی وجہ سے حمل نہ ٹھہر رہا ہو تو اس کا علاج ممکن ہے۔سب سے پہلے تو خاوند کو اپنی منی کا معائنہ کرانا چاہیے کیونکہ یہ سب سے آسان بھی ہے اور نصف سے زائد مسائل اسی وجہ سے ہوتے ہیں۔اگر یہ ٹھیک ہو تو خاوند اور بیوی کو مزید تفتیش اور علاج کی ضرورت ہوتی ہے۔

ایک بیماری ایسی ہے جس میں بیوی کی فلوپی نالیاں (Fallopian Tubes) بند ہو جاتی ہیں۔یعنی وہ نالیاں جو بیضے کو خصیہ دانیوں سے رحم تک پہنچاتی ہیں وہ یہ کام کرنے سے قاصر ہوتی ہیں۔آج سے کچھ سال قبل ایک ڈاکٹر نے ایسی خواتین کے بیضے جراحی سے باہر نکال لئے اور خاوند کا نطفہ بھی حاصل کر لیا اور انہیں ایک برتن (Dish) میں لا کر ملا دیا۔حیرانگی کی بات یہ ہوئی کہ ان دونوں نے مل کر ایک بچہ بنانے کا عمل شروع کر دیا۔چند دن بعد اس کو بیوی کے رحم میں داخل کر دیا گیا اور وہ وہاں جڑ پکڑ گیا اور حمل ٹھہر گیا اور پھر تندرست بچہ پیدا ہوا۔

یہ طب کی دنیا کی حیران کن پیش رفت تھی اور جب سے اب تک اس طریقے سے ہزاروں جوڑے مستفید ہو چکے ہیں۔ہمارے ملک میں بھی یہ طریقہ کار اپنایا جا رہا ہے جو کہ اسلامی نقطہ نظر سے بھی بالکل جائز ہے۔

ختم شد